اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۲ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۝۶

الحمد للہ! اِس تحریر کے ذریعے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی مدد اور توفیق کے بھروسہ پر ایک مبارک سلسلہ کا آغاز کیا جارہا ہے جس میں سلسلہ وار قرآنِ حکیم کے اہم مضامین کو سمجھا جائے گا اور اِن مضامین سے ہدایت اخذ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ بلاشبہ قرآنِ حکیم علم اور معلومات کا وسیع خزانہ ہے۔ اِس میں سائنس، تاریخ، جغرافیہ، فلسفہ، نفسیات، معاشیات، سیاست، معاشرت غرض ہر شعبۂ حیات و کائنات کے بارے میں معلومات ہیں۔ لیکن قرآنِ حکیم محض معلومات کی کتاب نہیں بلکہ یہ کتابِ ہدایت ہے۔ یہی کتاب راہ نمائی کرتی ہے اُس راہ کی جس میں دنیا میں بھی امن و سکون ہے اور آخرت میں بھی ابدی راحت و لذت ہے۔ البتہ حصولِ ہدایت کے لیے بنیادی شرط اخلاصِ نیت ہے۔ اگر قرآنِ حکیم کو پڑھتے اور سمجھتے ہوئے نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو تو بفضلہٖ تعالیٰ اِس کتاب سے ایسی ہدایت ملے گی جس سے ہمارے ایمان اور عمل کو جلا حاصل ہوگی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (المائدۃ: ۱۶)

”ہدایت دیتا ہے اِس کے ذریعہ اللہ اُن کو جو پیروی کرتے ہیں اُس کی رضا کی سلامتی کے راستوں کی اور نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنی توفیق سے اور ہدایت دیتا ہے اُنہیں سیدھی راہ کی“

تعوذ

قرآنِ حکیم کی تلاوت کے آغاز میں ہم تعوذ پڑھتے ہیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ..... میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی مردود شیطان سے۔ سورۃ النحل آیت ۹۸ میں نبی اکرم ﷺ کو اِس کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ سورۂ اعراف آیات ۱۶ اور ۱۷ میں شیطان کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر گھات لگا کر بیٹھے گا اور اور اِس راستہ پر چلنے والوں پر سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے حملہ آور ہو گا۔ شیطان نے Challanging انداز میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ! تو انسانوں میں سے اکثر کو اپنا شکر گزار نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے حملوں کے مقابلہ میں ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین! آیئے! ہم شعوری طور پر تعوذ پڑھتے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی مردود شیطان سے

تسمیہ

قرآنِ حکیم کی تلاوت کے آغاز میں تعوذ کے بعد تسمیہ پڑھتے ہیں یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ..... اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ سورۂ علق کی پہلی آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ۔ تسمیہ پڑھنا دراصل اِسی حکم پر عمل کرنا ہے۔ یہ ایک دُعائیہ کلمہ ہے جسے کسی کام کے آغاز میں پڑھنا مسنون ہے تاکہ اُس کام سے خیر و برکت حاصل ہو۔

سورۃ الفاتحہ

فطرتِ انسانی کی ترجمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾	کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾	بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾	مالک ہے بدلہ کے دن کا۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾	(اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾	ہدایت عطا فرما ہمیں سیدھے راستے کی۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ﴿۶﴾	راستہ اُن کا تو نے انعام کیا ہے جن پر۔
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ	غضب نازل نہیں کیا گیا جن پر
وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ ع	اور نہ ہی وہ گمراہ ہیں۔

قرآنِ حکیم کی ابتدا میں سورۂ فاتحہ ہے۔ الفاتحہ کا مفہوم ہے کھولنے والی یعنی The Opening Surah of Quran the۔ اِس سورۂ مبارکہ کے کئی نام احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہیں لیکن سب سے معروف نام الفاتحہ ہی ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ اِن آیات میں درحقیقت فطرتِ انسانی کی ترجمانی کی گئی ہے۔ ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان اِس حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے کہ اِس کائنات کا ایک خالق ہے، ایک مالک ہے اور وہی اِس کا ایسا رب یعنی

پروردگار ہے جو رحمان بھی ہے اور رحیم بھی۔ پھر اِس حقیقت تک بھی اُس کی رسائی ہو جاتی ہے کہ انسانی اعمال بے کار نہیں ہیں بلکہ اُن کا اچھا یا برا نتیجہ نکل کر رہے گا اور اِس نتیجہ کا پورا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔ البتہ عملی زندگی میں اچھے اعمال کے لیے انسان ایک متوازن اور معتدل راستے کا محتاج ہے۔ یہ معتدل اور متوازن راستہ انسان اپنی عقل سے متعین نہیں کر سکتا بلکہ اِس کے لیے وہ مجبور ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست کرے کہ وہ اُس کے سامنے صراطِ مستقیم واضح کرے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جس طرح قرآنِ حکیم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت یعنی سورۃ العلق کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطورِ رب کروایا گیا، اِسی طرح سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطور رب العالمین کروایا گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ قریش اللہ تعالیٰ کو پہلے سے جانتے تھے اور مانتے بھی تھے لیکن وہ مانتے تھے کائنات کے خالق، مخلوقات کے رازق، سماعت و بصارت کے مالک اور زندگی و موت دینے کا اختیار رکھنے کے اعتبار سے۔ رب کا لفظ وہ اپنے سرداروں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ آج بھی عربی زبان میں آقا اور غلام کے لیے رب اور عبد ہی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف بطورِ رب کروایا اور یہی قریش کی مخالفت کی اصل وجہ بنا۔ وہ اللہ کو آقا مان کر اُس کی بندگی کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا تعارف کروانے کے بعد کہ وہ رب العالمین ہے، اُس کی کچھ اور صفات کا تذکرہ فرمایا کہ وہ الرَّحْمٰنِ ہے اور الرَّحِیْمِ ہے یعنی اُس کی رحمت میں جوش اور تسلسل ہے۔ وہ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ یعنی جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کا وہ لازمی نتیجہ سامنے آیا کہ اب ہم اُسی کے بندے ہیں۔ لہٰذا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ظاہر ہے انسان جس کو بھی اپنا رب مانتا ہے اُسی سے مدد مانگتا ہے۔ پھر وہ اُسی سے راستہ پوچھتا ہے کہ کدھر جانا ہے؟ اور کیا کرنا ہے؟ یہی وہ بات ہے جو سورۂ فاتحہ میں بھی سکھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانو، اُس کی بندگی کا عہد کرو، اُسی سے مدد مانگو اور پھر اُسی سے التجا کرو کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا یعنی جن سے تو راضی ہوا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ جو نہ تیرے غضب کا شکار ہوئے اور نہ ہی گمراہ ہوئے۔ اِسی دعا کے جواب میں اگلی سورۂ مبارکہ کا آغاز ہوا اِن الفاظ کے ساتھ کہ قرآنِ حکیم ہدایت ہے طلب گاروں کے لیے۔ گویا سورۂ فاتحہ دعا ہے اور پورا قرآنِ حکیم جوابِ دعا۔

سورۃ البقرۃ

قرآنِ حکیم کا نقطۂ عروج

سورۂ بقرۃ قرآنِ حکیم کی طویل ترین سورہ ہے جو ۲۸۶ آیات پر مشتمل ہے۔ اِس سورۂ مبارکہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (ترمذی)

"ہر شے کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورۃ البقرۃ ہے"۔

یہ سورۂ مبارکہ مدنی ہے جو ہجرت کے فوراً بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے نازل ہوئی۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ :

سورۃ البقرۃ کے دو حصّے ہیں:

پہلا حصہ آیات ۱ تا ۱۵۲ (رکوع ۱ تا ۱۸) پر مشتمل ہے جس میں خطاب کا رُخ سابقہ امتِ مسلمہ بنی اسرائیل کی طرف ہے۔

دوسرا حصہ آیات ۱۵۳ تا ۲۸۶ (رکوع ۱۹ تا ۴۰) پر مشتمل ہے جس میں موجودہ امتِ مسلمہ یعنی مسلمانوں سے خطاب ہے۔

پہلا حصہ ..... آیات ۱ تا ۱۵۲ (رکوع ۱ تا ۱۸) :

☆ آیات ۱ تا ۳۹ (رکوع ۱ تا ۴) — تمہیدی مضامین

- آیات ۱ تا ۲۰ — تین انسانی کردار..... پکے مسلمان' پکے کافر اور منافقین
- آیات ۲۱ تا ۲۹ — قرآنِ حکیم کی دعوت
- آیات ۳۰ تا ۳۹ — قرآنِ حکیم کا فلسفہ

☆ آیات ۴۰ تا ۱۲۳ (رکوع ۵ تا ۱۴) — سابقہ امتِ مسلمہ سے براہِ راست خطاب

- آیات ۴۰ تا ۴۶ — سابقہ امتِ مسلمہ کے لیے دعوت
- آیات ۴۷ تا ۱۲۳ — سابقہ امتِ مسلمہ کے جرائم اور اُن کے لیے ملامت

☆آیات ۱۲۴تا۱۵۲(رکوع۱۵تا۱۸) : تحویلی مضامین :

تحویلِ قبلہ کا بیان اور اِس کے ساتھ تحویلِ امت کا اعلان یعنی سابقہ امتِ مسلمہ کی معزولی اور اُس کی جگہ مسلمانوں کو لوگوں کی امامت کا منصب عطا کرنے کا فیصلہ۔

دوسرا حصہ آیات ..... ۱۵۳تا۲۸۶(رکوع۱۹تا۴۰) :

اِس حصہ میں مسلمانوں سے خطاب ہے جس میں چار مضامین کا بیان ہے :

- عبادات سے متعلق احکامات
- معاملات سے متعلق احکامات
- جہاد بالمال یعنی انفاق فی سبیل اللہ
- جہاد بالسیف یعنی قتال فی سبیل اللہ

پہلے دو مضامین کا تعلق احکاماتِ شریعت سے اور آخری دو مضامین نفاذِ شریعت سے متعلق ہیں۔ یہ چاروں مضامین اِس حصہ میں بار بار آئے ہیں۔ گویا یہ حصہ ایک ایسی ڈور کی مانند ہے جسے مذکورہ مضامین کی چار لڑیوں سے پِرو کر بٹا گیا ہے۔ اس ڈور میں پانچ قیمتی موتی بڑی بڑی آیات کی صورت میں ٹانک دیے گئے ہیں۔

یہ پانچ آیات حسبِ ذیل ہیں :

- آیتُ الآیات (ایک ہی آیت میں کئی آیات کا بیان) آیت ۱۶۴
- آیت البر (نیکی کے بیان پر جامع آیت) آیت ۱۷۷
- آیت الاختلاف (انسانوں میں اختلاف پیدا ہونے کا سبب) آیت ۲۱۳
- آیت الکرسی (تمام آیاتِ قرآنی کی سردار) آیت ۲۵۵
- آیت الدَین (قرض کے معاملہ کے لیے ہدایت) آیت ۲۸۲

آیات ۱ تا ۵

قرآنِ حکیم کن کے لیے ہدایت ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾	الف۔لام۔ میم۔
ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ	یہ وہ کامل کتاب ہے
لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ	نہیں کوئی شک جس میں
هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲﴾	ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔
اَلَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ	وہ جو ایمان لاتے ہیں غیبی حقائق پر
وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ	اور قائم کرتے ہیں نماز
وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾	اور اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں (اللہ کی خوشنودی کے کاموں) میں خرچ کرتے ہیں۔
وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ	اور جو ایمان لاتے ہیں اُس (وحی) پر جو نازل کی گئی آپؐ کی طرف
وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ	اور اُس پر بھی جو نازل کی گئی آپ ﷺ سے پہلے
وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾	اور آخرت پر تو وہ یقین رکھتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۗ	یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

پہلی آیت حروفِ مقطعات الف۔لام۔میم پر مشتمل ہے۔ مفسرین کا اِس پر تقریباً اتفاق ہے کہ اِن حروف کے حقیقی معانی اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں۔ دوسری آیت قرآنِ حکیم کی تمہیدی آیت ہے جس کا ایک حصہ اِس مبارک کتاب کی عظمت بیان کر رہا ہے۔ فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے یعنی بلاشبہ یہ وہ کتاب ہے جس کا تورات و انجیل میں تذکرہ تھا اور اِس کے مضامین بھی ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہیں۔ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو اِس دعویٰ سے اپنی تعلیمات کا آغاز کرتی ہے۔

آیات ۳ اور ۴ میں ایسے بندوں کی پانچ صفات کا ذکر ہے جنہیں قرآنِ حکیم سے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ پہلی صفت ہے کہ وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں یعنی بن دیکھے مانتے ہیں۔ آج کے سائنسی دور میں اور سیکولر سوچ کے تحت حقائق صرف اُن ہی امور کو تسلیم کیا جاتا ہے جو کہ انسان کے حواسِ خمسہ کی گرفت میں آئیں۔ لیکن قرآن اُن کے لیے ہدایت ہے جو یقین رکھتے ہوں کہ اصل حقائق وہ ہیں جو ہمارے حواسِ خمسہ کی پہنچ سے دور اور سرحدِ ادراک سے پرے (beyond) ہیں۔ گویا مادہ پرستی، عقل پرستی اور ظاہر پرستی کی نفی ہدایتِ قرآنی کے حصول کے لیے شرطِ اوّل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے قرآنِ حکیم کے بیان کردہ غیبی حقائق اور معجزات کی مادہ پرستانہ توجیح کی کوشش کیں وہ گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ دوسری صفت بیان ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی مسلسل یاد کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ وہ دل سے دنیا کی محبت دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔ اُن کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ تعصبات سے بالاتر ہو کر قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ سابقہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ آخری صفت یہ ہے کہ وہ آخرت کی باز پرس پر گہرا یقین رکھتے ہیں۔ یہ صفات بیان کرنے کے بعد آیت ۵ میں ارشاد ہوا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور اور یہی لوگ آخرت میں فلاح پانے والے ہوں گے۔

آیات ۶ تا ۷

ہدایت سے محروم کون ہوتے ہیں؟

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ	برابر ہے اُن پر
ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ	چاہے آپؐ خبردار کریں اُنہیں
اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ	یا خبردار نہ کریں اُنہیں
لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۶	وہ ایمان نہیں لائیں گے۔
خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ	مہر لگادی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر
وَ عَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ	اور اُن کے کانوں پر
وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫	اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے
وَّ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ع ۝۷	اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔

ع

اِن آیات میں اُن کفار کا ذکر ہے جو حق واضح ہونے کے باوجود کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا(سورۃ الصف آیت۵)کے مصداق فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ اُن کے لیے برابر ہے کہ آپ ﷺ اُنہیں سمجھائیں یا نہ سمجھائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔بقول شاعر۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیات ۸ تا ۱۲

منافقانہ کردار کیا ہے؟

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ	ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَ مَا ہُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ۘ﴿۸﴾	حالانکہ وہ نہیں ہیں ایمان لانے والے۔
یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	وہ فریب دینے کی کوشش کر رہے ہیں اللہ کو اور اُن کو جو ایمان لائے
وَ مَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَہُمۡ	اور وہ فریب نہیں دے رہے مگر اپنے آپ کو
وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ؕ﴿۹﴾	اور وہ نہیں سمجھ رہے۔
فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ	اُن کے دلوں میں بیماری ہے۔
فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا	پس بڑھا دیا ہے اُنہیں اللہ نے بیماری میں۔
وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے
بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ ﴿۱۰﴾	کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔
وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے
لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ	فساد نہ پھیلاؤ زمین میں
قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾	وہ کہتے ہیں بے شک ہم تو ہیں ہی اصلاح کرنے والے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ	سن لو! بے شک وہی ہیں فساد پھیلانے والے
وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ⑫	اور لیکن وہ نہیں سمجھ رہے۔

یہ آیات منافقین کے طرزِ عمل کو بڑی وضاحت سے بیان کر رہی ہیں۔ منافقین دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ پر اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن غیر شعوری طور پر وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اُن کی یہ منافقت شعوری نہیں بلکہ دنیا کی محبت کی صورت میں ایک بیماری ہے جو دلوں کو زنگ آلود کرتی جاتی ہے۔ وہ کفار سے دوستی کر کے حق اور باطل کے درمیان مصالحت کرانا چاہتے ہیں لیکن یہ مصالحت نہیں بلکہ فساد ہے۔ بقول اقبال ؎

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

یہ فسادی اِس اعتبار سے بھی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کے بجائے منفی تبصرے کر کے پورے نظمِ جماعت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

آیات ۱۳ تا ۱۶

گھاٹے کا سودہ

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے
اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ	ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے ہیں دوسرے لوگ
قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ	وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں اُس طرح جیسے ایمان لائے ہیں بے وقوف لوگ؟

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾	سن لو! بے شک یہی لوگ بے وقوف ہیں، لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔
وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور جب بھی وہ ملتے ہیں اُن سے جو ایمان لائے
قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ	کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے
وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ	اور جب بھی وہ تنہائی میں ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس
قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ	کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں
اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾	بے شک ہم تو صرف مذاق کرنے والے ہیں۔
اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ	اللہ بدلہ لیتا ہے مذاق اڑانے کا اُن سے
وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾	اور ڈھیل دیتا ہے اُنہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے لے لی گمراہی ہدایت کے بدلے
فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ	تو کچھ فائدہ نہ دیا اُن کی تجارت نے
وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾	اور نہ ہوئے وہ ہدایت پانے والے۔

جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ ایسے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ بڑے طنز کے ساتھ کہتے ہیں کیا ہم اِن پاگلوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ یہ بیوقوف ہیں جنہیں نہ اپنے نفع نقصان کی فکر ہے اور نہ مستقبل کی پرواہ۔ ہماری کوئی مت ماری ہوئی ہے۔ ہم سمجھدار (sensible) لوگ ہیں، بچ بچ کر اور سوچ سمجھ کر چلتے ہیں۔ اِس پر بڑی سخت ڈانٹ پلائی گئی۔ فرمایا کہ آگاہ ہو

جاؤ کہ یہی بیوقوف ہیں۔ مت اِن کی ماری گئی ہے لیکن اُنہیں اِس کا اندازہ ہی نہیں ہے۔ یہ بدنصیب ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی لے کر خسارے کا سودا کیا ہے۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

کافروں اور منافقین کے لیے تماثیل

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ	اُن کا حال یہ ہے جیسے کہ مثال اُس شخص کی جس نے جلائی آگ
فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ	پھر جب روشن کر دیا آگ نے اُس کے ماحول کو
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ	لے گیا اللہ اُن کے نور (بینائی) کو
وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ	اور چھوڑ دیا اُنہیں اندھیریوں میں
لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾	وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔
صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ	وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں
فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾	پس وہ نہیں لوٹیں گے۔
أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ	یا برسنے والی بارش کی طرح آسمان سے
فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ	اِس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور چمک
يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم	وہ ٹھونستے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں
مِّنَ الصَّوَاعِقِ	بجلیوں کی آواز کی وجہ سے

حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ	موت سے ڈرتے ہوئے
وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ گھیر لینے والا ہے کافروں کو۔
يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ	قریب ہے کہ بجلی کی چمک مٹادے اُن کی آنکھوں کو
كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۪	جب بھی بجلی روشنی کرتی ہے اُن کے لیے وہ چل پڑتے ہیں اُس (روشنی) میں
وَ اِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا	اور جب وہ اندھیرا کر دیتی ہے اُن پر کھڑے رہ جاتے ہیں
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ	اور اگر اللہ چاہے لے جائے اُن کی سننے کی قوت اور بینائی
ع ۲ ۳ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ع	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

ان آیات میں کفر پر اڑ جانے والے کافروں اور منافقین کے لیے تماثیل بیان ہوئی ہیں۔ کافروں کے لیے یہ تمثیل بیان ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل گمراہی کا اندھیرا تھا۔ حق کو دیکھنا ممکن نہ تھا۔ آپ ﷺ نے ہدایت کا چراغ جلایا اور روشنی ہو گئی لیکن اِن کافروں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی چھین لی۔ لہٰذا وہ اب بھی اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ منافقین کے لیے آسمانی بجلی کی تمثیل دی گئی۔ بجلی چمکی تو چل پڑے ورنہ کھڑے رہے۔ گویا یہ لوگ فائدہ سمیٹنا چاہتے ہیں لیکن مشکلات میں ساتھ دینے کو تیار نہیں۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

قرآنِ حکیم کی دعوت

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ	اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی
الَّذِیْ خَلَقَكُمْ	وہ جس نے پیدا کیا تمہیں

وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور اُن کو بھی جو تم سے پہلے گزرے ہیں
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾	تاکہ تم بچ سکو (اُس کی نافرمانی اور عذاب سے)۔
الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا	جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا
وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪	اور آسمان کو چھت
وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور برسایا آسمان سے پانی
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ	پھر نکالے اُس کے ذریعے پھل جو رزق ہیں تمہارے لیے
فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا	پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے شریک
وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾	جبکہ تم جانتے ہو۔

یہ آیات قرآنِ حکیم کی دعوت بیان کر رہی ہیں۔ دعوت کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو رب مانو اور اُس کی عبادت کرو یعنی پورے ذوق و شوق سے زندگی کے ہر معاملہ میں اُس کی اطاعت کرو۔ عبادت تمہارا مقصدِ تخلیق ہے اور اِسی کے ذریعہ تم دنیا میں در در کی ٹھوکریں کھانے اور آخرت میں عذاب سے بچ سکتے ہو۔ دعوت کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ تمہارے لیے زمین، آسمان، بارش اور رزق کی نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائی ہیں، لہٰذا اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بڑی ناانصافی اور احسان فراموشی ہے۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

قرآنِ حکیم کی عظمت

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا	اور اگر تم ہو شک میں اِس (قرآن) کے بارے میں جو ہم نے نازل کیا ہے اپنے بندے (محمدؐ) پر
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪	تو لے آؤ کوئی ایک سورۃ اِس جیسی

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور بلالو اپنے مددگاروں کو اللہ کے سوا
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا	پھر اگر تم نے ایسا نہیں کیا
وَلَنْ تَفْعَلُوْا	اور نہ کبھی کر سکو گے
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ	تو بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن ہیں لوگ اور پتھر
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾	وہ تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔
وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور اے نبیؐ! بشارت دیجئے اُنہیں جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ	کہ اُن کے لیے ایسے باغات (تیار) ہیں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ	جب بھی اُنہیں رزق دیا جائے گا اِن (باغات) میں سے پھلوں والا رزق
قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ	وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں دیا گیا تھا پہلے بھی
وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ	اور اُن کے پاس لایا جائے گا ملتا جلتا رزق
وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ	اور اُن کے لیے وہاں ہوں گی پاکیزہ بیویاں
وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾	اور وہ وہاں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی معجزانہ حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے چیلنج دیا گیا کہ اگر تمہیں شک ہے اِس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے تو اِس جیسی کوئی ایک ہی سورۃ لے آؤ۔ ساتھ ہی آگاہ کر دیا گیا کہ تم ایسا ہر گز نہ کر سکو گے لہٰذا بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر۔ اِس کے بعد با عمل اہلِ ایمان کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی گئی۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

قرآنِ حکیم سے کون گمراہ ہوتے ہیں؟

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً	بے شک اللہ عار نہیں فرماتا کہ بیان کرے کوئی مثال جو ہو مچھر کی
فَمَا فَوْقَهَا	پھر اُس کی جو اوپر ہے اُس سے (حقیر ہونے میں)
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پس وہ لوگ جو ایمان لائے
فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ	تو وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے اُن کے رب کی طرف سے
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ	پس وہ کہتے ہیں کہ کیا چاہتا ہے اللہ اس سے بطورِ مثال
يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ	گمراہ کرتا ہے اللہ اِس سے بہت سوں کو
وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ	اور ہدایت دیتا ہے اِس سے بہت سوں کو
وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝	اور گمراہ نہیں کرتا اِس سے مگر نافرمانوں کو۔
الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠	وہ جو توڑ دیتے ہیں اللہ سے کیے ہوئے عہد کو اُسے پختہ کرنے کے بعد

وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ	اور کاٹ ڈالتے ہیں اُن رشتوں کو، حکم دیا ہے اللہ نے جن کے بارے میں کہ اُنہیں جوڑا جائے
وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ	اور فساد مچاتے ہیں زمین میں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾	یہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

اِن دو آیات میں واضح کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اِسی قرآن کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ گمراہ صرف اُن فاسقوں کو کرتا ہے جو:

i. اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے توڑ دیں۔
ii. قرابت داروں، سلفِ صالحین اور نیک لوگوں کے ساتھ تعلق قائم نہ رکھیں۔
iii. اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے پھریں۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

قرآنِ حکیم کا فلسفہ

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ	تم کیسے انکار کرتے ہو اللہ کا
وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا	حالانکہ تم مردہ تھے
فَاَحْيَاكُمْ	تو اُس نے زندہ کیا تمہیں
ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ	پھر وہی موت دے گا تمہیں
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ	پھر وہی (دوبارہ) زندہ کرے گا تمہیں
ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾	پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا	وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھ ہے زمین میں سب کا سب
ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ	پھر اُس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف
فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ	تو اُنہیں ٹھیک ٹھیک بنا دیا سات آسمانوں کی شکل میں
وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾ ع ۳ ۹	اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیات قرآنِ حکیم کے فلسفہ کا خلاصہ پیش کر رہی ہیں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور کائنات کے بارے میں ذہنِ انسانی میں پیدا ہونے والے اُن سوالات کا جواب دیا ہے جن سے فلسفہ بحث کرتا ہے۔ انسان کی تخلیق کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہر انسان کی روح کو پیدا کیا اور اُس سے اپنے رب ہونے کا اقرار یعنی عہدِ الست لیا۔ پھر اُسے موت کی نیند سلا دیا۔ پھر زندہ کر کے جسم کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ پھر وہ اُسے دوبارہ موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کر کے اپنی بارگاہ میں جوابدہی کے لیے حاضر کرے گا۔ اِسی طرح یہ کائنات بھی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اِسے انسان کے لیے مسخر کر دیا تاکہ وہ اِس سے استفادہ کر سکے۔

آیات ۳۰ تا ۳۴

انسان کی عظمت

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ	اور (یاد کرو) جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ	بے شک میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ
قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا	وہ کہنے لگے کیا آپ بناتے ہیں (خلیفہ) زمین میں

مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا	اُسے جو فساد مچائے گا اِس میں
وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ	اور بہائے گا خون؟
وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ	حالانکہ ہم تسبیح کرتے ہیں آپ کی حمد کے ساتھ
وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ	اور پاکی بیان کرتے ہیں آپ کی
قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰	فرمایا اللہ نے بے شک میں جانتا ہوں وہ جو تم نہیں جانتے۔
وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا	اور اُس نے سکھائے آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام
ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ	پھر پیش کیا اُنہیں فرشتوں کے سامنے
فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ	پھر فرمایا بتاؤ مجھے نام اِن چیزوں کے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۱	اگر تم سچے ہو۔
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ	کہا فرشتوں نے (اے اللہ!) پاک ہے آپ ہی کی ذات
لَا عِلْمَ لَنَآ	کوئی علم نہیں ہمارے پاس
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ	سوائے اُس کے جو آپ نے سکھایا ہمیں
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۳۲	بے شک آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمالِ حکمت والے ہیں۔
قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ	فرمایا اللہ نے اے آدمؑ! بتادو اُنہیں اِن چیزوں کے نام
فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ	پھر جب آدمؑ نے بتادیے اُنہیں اِن چیزوں کے نام

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ	فرمایا اللہ نے (فرشتوں سے) کیا میں نے نہیں کہا تھا تم سے
اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	بے شک میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کے تمام راز
وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپایا کرتے تھے۔
وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	اور (یاد کرو) جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدمؑ کو
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ	تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے
اَبٰی وَ اسْتَكْبَرَ ۫	اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا
وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾	اور ہو گیا کافروں میں سے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلافتِ ارضی کا اعلان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں صاحبِ علم بنایا اور اِسی وجہ سے اُنہیں فرشتوں پر فضیلت دی۔ اِس فضیلت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ یہ حکم انسان کی عظمت کے لیے ایک بے مثال دلیل بن گیا۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کر کے انسان کی عظمت کا اعتراف کیا۔ البتہ ابلیس نے (جو کہ جنات میں سے تھا) سجدہ نہ کیا۔ اُس نے بڑے تکبر سے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور سرکشی کی وجہ سے کافر قرار پایا۔

آیات ۳۵ تا ۳۷

زمین پر ہونے والے امتحان کا تجربہ

وَ قُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ	اور ہم نے فرمایا اے آدمؑ! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں
وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۪	اور دونوں کھاؤ اِس سے جتنا چاہو، جہاں سے چاہو

وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	اور نہ قریب جانا اِس درخت کے
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾	ورنہ ہو جاؤ گے ظالموں میں سے۔
فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا	پھر بہکا دیا اُن دونوں کو شیطان نے اُس درخت کے حوالے سے
فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ	پس نکلوا دیا اُن دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے
وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ	اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے
وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ	اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے
وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾	اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقتِ مقررہ تک۔
فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ	پس سیکھ لیے آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات (جن کے ذریعے اُنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی)
فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ	تو اللہ نے توبہ قبول فرمالی اُن کی
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾	بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

یہ آیات اُس آزمائش کا ذکر کر رہی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اماں حوا کو جنت میں گزارا۔ اُن پر ابلیس کی دشمنی واضح ہو گئی جس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے برعکس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مائل کیا۔ حضرت آدمؑ اپنے کیے پر پشیمان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں وہ کلمات سکھائے جن کے ذریعہ اُنہوں نے اظہارِ ندامت کیا اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و رحمت کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور اُنہیں اپنی رحمتیں عطا کرنے کی بشارت دی۔

آیات ۳۸ تا ۳۹

امتحانِ دنیا میں کون کامیاب ہو گا؟

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا	ہم نے حکم دیا اُتر جاؤ اِس جنت سے سب کے سب
فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى	پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت
فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ	تو جنہوں نے پیروی کی میری ہدایت کی
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾	تو نہیں ہو گا کوئی خوف اُن پر اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	تو وہی جہنم والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حضرت آدمؑ کو توبہ کی قبولیت کی خوشخبری دینے کے بعد خلافت کے منصب کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیا گیا۔ گویا یہ شبہ غلط ہے کہ حضرت آدمؑ کو جنت سے اتر جانے کا حکم سزا کے طور پر دیا گیا تھا۔ مزید ارشاد ہوا کہ جس طرح ابلیس نے جنت میں حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل سے روکا اِسی طرح وہ زمین پر بھی انسان کو اُس کی نافرمانی کی طرف مائل کرے گا۔ یہ ایک امتحان ہو گا جس میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کی پیروی کریں گے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو جھٹلائیں گے وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلتے رہیں گے۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

بنی اسرائیل کے لیے دعوت

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	اے بنی اسرائیل !
اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ	یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے انعام کی تم پر
وَ اَوۡفُوۡا بِعَہۡدِیۡۤ	اور پورا کرو مجھ سے کیا ہوا عہد
اُوۡفِ بِعَہۡدِکُمۡ	میں بھی پورا کروں گا تم سے کیا ہوا عہد
وَ اِیَّایَ فَارۡہَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾	اور صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو۔
وَ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ	اور ایمان لاؤ اُس کلام پر جو میں نے نازل کیا ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ	وہ تصدیق کرنے والا ہے اُن کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں
وَ لَا تَکُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِہٖ ۪	اور تم نہ ہو جاؤ سب سے پہلے انکار کرنے والے اِس کے
وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۫	اور نہ لو میری آیات کے بدلے معمولی سی قیمت
وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوۡنِ ﴿۴۱﴾	اور صرف میری ہی پرہیز گاری اختیار کرو۔

آیت ۴۰ سے بنی اسرائیل سے خطاب کا آغاز ہوا۔ یہ خطاب آیت ۱۲۳ تک جاری رہے گا۔ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جو حضرت ابراہیمؑ کے پوتے اور حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے۔ اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ اِن میں سینکڑوں کے حساب سے نبیؑ اور رسولؑ آئے۔ اب اُن کے لیے امتحان ہوا کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائیں جو حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے تھے۔ آیت ۴۰

تا۴۶ میں بنی اسرائیل کے لیے دعوت کا بیان ہے۔اُنہیں نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ حکیم پر ایمان لانے میں سبقت لے جانے کی دعوت دی گئی اور اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کا پاس کرنے کا حکم دیا گیا۔اُنہیں خبردار کیا گیا کہ وہ دنیا کے حقیر مفادات کے عوض اللہ تعالیٰ کی آیات اور اُس سے کیے گئے عہد کا سودا نہ کریں۔ یہاں جس عہد کا ذکر ہے اُس کی تفصیل آیت ۸۳ میں بیان ہو گی۔

آیات ۴۲ تا ۴۶

بنی اسرائیل کے لیے ہدایات

وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ	اور مت ملایا کرو حق کو باطل کے ساتھ
وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ	اور نہ ہی چھپاؤ حق کو
وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾	جبکہ تم جانتے ہو۔
وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کیا کرو نماز
وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور ادا کیا کرو زکوٰۃ
وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾	اور رُکوع کرو رُکوع کرنے والوں کے ساتھ۔
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ	کیا تم تلقین کرتے ہو لوگوں کو نیکی کی
وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ	اور بھلا دیتے ہو اپنے آپ کو
وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ	حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب!
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ	اور مدد لو صبر اور نماز سے
وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور بلاشبہ یہ بھاری ہیں مگر اُن پر (بھاری نہیں) جو عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔
الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ	جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے
ع ۵ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع	اور وہ اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ حق و باطل کی آمیزش، حق کو چھپانے اور قول و فعل کے تضاد سے منع کیا گیا۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ اگر وہ حق و باطل کے معرکہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتے ہیں تو خشوع و خضوع سے نماز ادا کریں اور احکاماتِ خداوندی پر استقامت سے عمل کرتے رہیں۔

آیات ۴۷ تا ۴۸

نجاتِ اُخروی کے لیے جھوٹے سہاروں کی نفی

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اے بنی اسرائیل !
اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ	یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے انعام کی تم پر
وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾	اور بے شک میں نے فضیلت دی تھی تمہیں تمام جہان والوں پر۔
وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا	اور ڈرو اُس دن سے جب کام نہ آ سکے گا کوئی شخص کسی کے کچھ بھی
وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ	اور نہ قبول کی جائے گی اُس سے کوئی سفارش

وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ	اور نہ لیا جائے گا اُس سے کوئی فدیہ
وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی اور اُن جھوٹے سہاروں کی زور دار نفی کی گئی جن کے ذریعے انسان بے عملی کے باوجود آخرت میں سزا سے بچنے کی امید رکھتا ہے۔ یہ سہارے شفاعتِ باطلہ، کسی نیک انسان کے ساتھ زبانی کلامی نسبت یا کچھ دے دلا کر جرائم کی سزا سے بچنے کے تصورات ہیں۔

آیات ۴۹ تا ۵۲

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور بنی اسرائیل کی بے وفائی

وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ	اور یاد کرو جب نجات دی ہم نے تمہیں فرعونیوں سے
یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ	وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب
یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ	وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو
وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ	اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری عورتوں کو
وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۴۹﴾	اور اِس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔
وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ	اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہارے لیے سمندر کو
فَاَنْجَیْنٰكُمْ	پھر ہم نے بچالیا تمہیں
وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ	اور ڈبو دیا فرعونیوں کو

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾	جبکہ تم دیکھ رہے تھے۔
وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً	اور یاد کرو جب ہم نے وعدہ لیا موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ	پھر بنالیا تم نے بچھڑے کو (معبود) اِس کے بعد
وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾	اور تم ظالم تھے۔
ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	پھر ہم نے در گزر کیا تم سے اِس کے بعد
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾	تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے ظلم وستم سے بچایا۔ وہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور بچیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو معجزانہ طور پر سمندر میں غرق کر دیا اور بنی اسرئیل کو صحرائے سینا میں پہنچا دیا۔ بنی اسرائیل نے اِس احسانِ عظیم کی ناشکری کی اور بچھڑے کی ایک مورت کو معبود بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں پر مرتد کی حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ کچھ مرتدین پر حد جاری کی گئی اور باقی کو حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر معاف کر دیا گیا۔

آیات ۵۳ تا ۵۴

مرتد کی سزا قتل

وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ	اور جب ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ کو کتاب یعنی (حق اور باطل میں) فرق کرنے والی کسوٹی
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾	تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔
وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ	اور یاد کرو جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے

يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ	اے میری قوم! بے شک تم نے ظلم کیا اپنے آپ پر
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ	اپنے بنا لینے سے بچھڑے کو معبود
فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ	پس توبہ کرو اپنے خالق کے حضور
فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ	اور قتل کرو اپنوں کو (جنہوں نے شرک کیا)
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ	یہ بہتر ہے تمہارے لیے تمہارے خالق کے نزدیک
فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ	پھر وہ نظرِ کرم کرے گا تم پر
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۵۴	بے شک وہی ہے بہت نظرِ کرم کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

شریعت میں مرتد کی سزا ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا کہ ہر شخص اپنے اُس عزیز کو قتل کر دے جس نے بچھڑے کی مورت کی پوجا کر کے مرتد ہونے کا جرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حد جاری کر کے اُسے راضی کیا جا سکتا ہے اور اُس کی رضا اور رحمتیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی حدود نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۶

بنی اسرائیل کا عجیب مطالبہ

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ	اور جب تم نے کہا اے موسیٰؑ! ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہاری بات
حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً	یہاں تک کہ ہم دیکھ نہ لیں اللہ کو بالکل سامنے

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾	پس آ پکڑا تمہیں بجلی کی کڑک نے جبکہ تم دیکھ رہے تھے۔
ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ	پھر ہم نے زندہ کیا تمہیں تمہارے مرنے کے بعد
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾	تاکہ تم شکر ادا کرو۔

جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات کی تعلیمات پیش کیں تو انہوں نے ان تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کے حوالے سے شک کا اظہار کیا۔ ان کو اطمینان دلانے کے لیے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپؑ قوم کے چند سرداروں کو کوہِ طور پر لے آئیں۔ ہم آپؑ کو اپنا کلام سنائیں گے تو انہیں بھی ہمارے کلام کے بارے میں یقین آ جائے گا۔ حضرت موسیٰؑ ستر سرداروں کو کوہِ طور پر لے گئے۔ وہاں جا کر وہ کہنے لگے ہم تو اس وقت یقین کریں گے جب اللہ تعالیٰ کو بالکل سامنے دیکھ لیں۔ اِس طرح سے ضد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی۔ آسمانی بجلی اور زمینی زلزلہ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے معافی طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا قبول فرماتے ہوئے انہیں پھر سے زندہ کر دیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

بنی اسرائیل پر انعامات اور اُن کی ناشکری

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ	اور ہم نے سایہ کر دیا تم پر بادل کا
وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى	اور اتارا تم پر من و سلویٰ
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ	کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے عطا کی ہیں تمہیں
وَ مَا ظَلَمُوْنَا	اور اُنہوں نے ظلم نہیں کیا ہم پر
وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾	اور لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔
وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ	اور جب ہم نے حکم دیا داخل ہو جاؤ اِس بستی میں

فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا	پھر کھاؤ اِس میں سے جہاں سے چاہو، جتنا چاہو
وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	اور داخل ہو دروازہ سے سر جھکائے ہوئے
وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ	اور دعا مانگنا بخش دے ہمیں
نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ	ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں
وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾	اور ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔
فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ	پھر بدل دیا اُن لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا بات کو برخلاف اُس بات کے جو کہی گئی تھی اُن سے
فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	تو ہم نے نازل کیا اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ	عذاب آسمان سے
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع	اِس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے۔
وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ	اور یاد کرو جب پانی مانگا موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے
فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ	تو ہم نے فرمایا مارو اپنی لاٹھی سے اِس پتھر کو
فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا	تو پھوٹ نکلے اُس میں سے بارہ چشمے
قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ	پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا گھاٹ
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ	کھاؤ اور پیو اللہ کے دیے ہوئے رزق سے
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾	اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے ہوئے۔

ع ۶ ۱۳

اِن آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے کئی احسانات کا بیان ہے۔ صحرائے سینا میں من و سلویٰ کی صورت میں اُنہیں بہترین خوراک فراہم کی گئی۔ بارہ قبائل کے لیے پانی کے بارہ چشمے ایک ہی چٹان سے جاری کر دیے گئے۔ بادلوں کو اُن پر مسلسل سائبان بنا دیا گیا۔ فاتح کی حیثیت سے ایک شہر میں داخل ہونے کا اعزاز عطا کیا گیا۔ بخشش کی دعا مانگنے پر بخشش کی بشارت دی گئی۔ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی اِن نعمتوں کی ناقدری کر کے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر اُنہیں دردناک عذاب سے دوچار کیا۔

آیت ۶۱

ناشکری کی سزا

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی	اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰؑ !
لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ	ہم ہر گز صبر نہیں کریں گے ایک ہی طرح کے کھانے پر
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ	پس آپؑ دعا کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ	نکالے ہمارے لیے اُس میں سے جو اُگاتی ہے زمین
مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ	ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز میں سے
قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ	موسیٰؑ نے کہا کیا تم لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اُس کے بدلے میں جو عمدہ ہے
اِهْبِطُوْا مِصْرًا	جاؤ آباد ہو جاؤ کسی شہر میں
فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ	پھر بے شک تمہارے لیے ہو گا وہ جو تم نے مانگا
وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ	اور مسلط کر دی گئی اُن پر ذلت اور محتاجی
وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ	اور وہ لوٹے ایک غضب کے ساتھ اللہ کی طرف سے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	یہ اِس لیے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ کی آیات کا
وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ	اور قتل کرتے تھے انبیاءؑ کو ناحق
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع	یہ اِس لیے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔

بنی اسرائیل نے ناشکری کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ ہم من وسلویٰ کھا کھا کر اکتا چکے ہیں۔ ہمیں تو ایسی غذائیں پسند ہیں جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کا نزول ختم کر دیا اور اُنہیں کہا کہ کھیتی باڑی کر کے زمین سے اپنی پسندیدہ غذا حاصل کرلو۔ وہ محنت و مشقت کے عادی نہ رہے تھے لہٰذا شدید محتاجی اور غذا کی قلّت سے دوچار ہوئے۔ پھر مسلسل اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی، انبیاءؑ کے ناحق قتل اور دیگر زیادتیوں کی وجہ سے اُنہیں اللہ تعالیٰ کے غضب اور در در کی ٹھوکریں کھانے کی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

آیت ۶۲

کسی گروہ سے نسبت آخرت میں نجات کے لیے کافی نہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے (یعنی مسلمان)
وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا	اور وہ جو یہودی ہوئے
وَ النَّصٰرٰى	اور جو عیسائی ہیں
وَ الصّٰبِـُٔوْنَ	اور جو صابی ہیں
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَ عَمِلَ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ	تو ایسے لوگوں کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے ہاں
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	اور نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

اِس آیت میں چار گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک مسلمان اور تین کافر گروہ۔ اِن میں سے ہر گروہ اپنے اپنے رسولؑ کے زمانے میں حق پر تھا۔ اب یہ سعادت صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ البتہ محض کسی گروہ میں شامل ہونا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ اُن کے گروہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص رشتہ ہے جو دوسرے انسانوں سے نہیں ہے۔ لہٰذا جو اُن کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے وہ خواہ اعمال اور عقائد کے لحاظ سے کیسا ہی ہو، بہر حال نجات اُس کے لیے مقدر ہے، اور باقی تمام انسان جو اُن کے گروہ سے باہر ہیں وہ صرف جہنم کا ایندھن بننے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ اس آیت میں یہودیوں کے اس باطل دعوے کی تردید کی گئی ہے۔ انہیں آگاہ کیا گیا کہ کسی رسولؑ یا گروہ سے نسبت آخرت میں انسان کی نجات کے لیے کافی نہیں۔ جہنم سے نجات اُسی کو ملے گی جو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے اچھے اعمال کرے گا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

بنی اسرائیل کی عہد شکنی

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ وعدہ
وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ	اور بلند کیا تم پر طور پہاڑ کو
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ	(اور حکم دیا) پکڑ لو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے
وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ	اور یاد رکھو جو کچھ اِس میں ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾	تاکہ تم بچ سکو اللہ کی نافرمانی سے۔
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	پھر منہ موڑ لیا تم نے پختہ وعدہ کرنے کے بعد
فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ	تو اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت
لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾	تم یقیناً ہو جاتے خسارہ پانے والوں میں سے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ بیان ہوا ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے اُنہیں شریعت کے احکامات سنائے اور اُن پر عمل کے حوالے سے عہد کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ انکار کرنے لگے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو زمین سے اٹھا کر فضا میں سائبان کی طرح اُن کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل ڈرنے لگے کہ شاید یہ پہاڑ اُن پر گر جائے گا۔ اِس کیفیت میں اب اُنہوں نے شریعت پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ اِس عہد کی تفصیلات سورۃ البقرۃ آیات ۸۳ اور ۸۴ میں بیان ہوئی ہیں۔ اُنہیں حکم دیا گیا کہ اِس عہد کی تعلیمات کو یاد رکھنا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رہ سکو۔ بنی اسرائیل کی بدنصیبی کہ اُن کی اکثریت اِس عہد کی خلاف ورزی کرتی رہی۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

بنی اسرائیل کے لیے عبرتناک سزا

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ	اور تم خوب جانتے ہو اُنہیں جنہوں نے نافرمانی کی تھی تم میں سے سبت کے قانون کی
فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾	تو ہم نے حکم دیا اُنہیں کہ بن جاؤ بندر پھٹکارے ہوئے۔
فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا	پس ہم نے بنا دیا اِس سزا کو عبرت اُن کے لیے جو اس کے سامنے وہاں تھے

وَ مَا خَلْفَهَا	اور جو اُس کے بعد آنے والے تھے
وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾	اور نصیحت پر ہیز گاروں کے لیے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اُن کی سبت کے قانون کی نافرمانی اور اِس پر بندر بنائے جانے کی سزا کا واقعہ یاد دلایا گیا۔ اِس سزا کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اُس دور بلکہ رہتی دنیا تک کے لیے عبرت بنا دیا۔ سبت والوں کی داستان سورۂ اعراف کی آیات ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں بیان کی گئی ہے۔

آیات ۶۷ تا ۷۱

اللہ تعالیٰ کے حکم پر بے چون و چراں عمل کرو

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ	اور یاد کرو جب کہا موسیٰ ؑ نے اپنی قوم سے
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً	بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں کہ ذبح کرو ایک گائے
قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ	اُنہوں نے کہا کیا آپ ؑ کر رہے ہیں ہم سے مذاق ؟
قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾	موسیٰ ؑ نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی کہ میں (مذاق کر کے) ہو جاؤں جاہلوں میں سے۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ	کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُّبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ	وہ واضح کرے ہمارے لیے کیا ہے وہ (گائے) ؟
قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ	موسیٰ ؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے
اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ	بے شک وہ گائے نہ بوڑھی ہے اور نہ بچھیا

عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ	اوسط عمر کی ہے اِن کے درمیان
فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾	تو کرو جو تمہیں حکم دیا جارہا ہے۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ	کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ	وہ واضح کرے ہمارے لیے کہ کیسا ہے اُس کا رنگ ؟
قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ	موسیٰ ؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے
اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ	بے شک وہ زرد رنگ کی گائے ہے
فَاقِعٌ لَّوْنُهَا	گہرا ہے اُس کا رنگ
تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾	بھلی لگتی ہے دیکھنے والوں کو۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ	کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ	وہ واضح کر دے ہمارے لیے کیا ہے وہ (گائے) ؟
اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا	بے شک گائیں ملتی جلتی ہیں ہمارے لیے
وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾	اور بے شک ہم اگر چاہا اللہ نے تو ضرور ہدایت پانے والے ہوں گے۔
قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ	موسیٰ ؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے
اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ	بے شک وہ گائے ہے جو سدھائی ہوئی نہیں ہے کہ جوتتی ہو زمین کو

وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ	اور نہ ہی پانی دیتی ہے کھیتی کو
مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا	وہ بالکل سالم ہے اور کوئی عیب نہیں اُس میں
قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۗ	کہنے لگے اب آپؑ لائے ہیں صحیح بات
فَذَبَحُوهَا	پھر اُنہوں نے ذبح کر دیا متعین گائے کو
وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ ع ۸ ۱۰	اور وہ لگتے نہ تھے ایسا کرتے۔

اِن آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اُنہوں نے حکم پر عمل کرنے کے بجائے حضرت موسیٰؑ سے گائے کے بارے میں طرح طرح کے سوالات پوچھنے شروع کر دیے۔ اِن سوالات کے نتیجے میں اُن کے لیے لازم کر دیا گیا کہ وہ ایسی گائے ذبح کریں جس کو اُنہوں نے تقدس کا درجہ دیا ہوا تھا۔ اِس واقعہ کے بیان سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم سامنے آجائے تو فوراً اِس کی تعمیل کرنی چاہیے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ تعالیٰ کی نشانی

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا	اور یاد کرو جب تم نے قتل کیا ایک شخص کو
فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا	پھر تم باہم جھگڑنے لگے اُس کے بارے میں
وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ ج	اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے۔
فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا	تو ہم نے فرمایا کہ مارو اِس مقتول کو گائے کے کسی ٹکڑے سے
كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ ۙ	یوں زندہ کرتا ہے اللہ مردوں کو

وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ	اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾	تاکہ تم سمجھو۔
ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	پھر سخت ہوگئے تمہارے دل اِس کے بعد
فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً	پھر وہ ہیں پتھر کی طرح یا اِس سے بھی زیادہ ہیں سختی میں
وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ	اور بے شک پتھروں میں سے یقیناً ایسے ہوتے ہیں کہ بہہ نکلتی ہیں جن سے نہریں
وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ	اور بے شک اُن میں سے یقیناً ایسے بھی ہیں جو پھٹتے ہیں تو نکلنے لگتا ہے اُن سے پانی۔
وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ	اور بے شک اُن میں سے یقیناً ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے خوف سے۔
وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔

اِن آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب بنی اسرائیل میں سے کسی نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ جرم کا اعتراف کرنے کے لیے کوئی تیار نہ تھا۔ مجرم کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارو۔ مقتول زندہ ہوا اور اُس نے اپنے قاتل کی نشاندہی کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی تھی لیکن یہ معجزہ اور کئی سابقہ معجزات دیکھنے کے باوجود اسرائیلیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا نہ ہوا۔ بلکہ اپنے جرائم کی بے نقابی پر وہ ضد میں آگئے اور اُن کے دل سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

جان بوجھ کر کلامِ الٰہی میں تحریف

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ	(اے مسلمانو!) کیا تم یہ اُمید رکھتے ہو کہ وہ (یعنی یہودی) مان لیں گے تمہاری بات
وَ قَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ	حالانکہ یقیناً ایک گروہ اُن میں سے ہے (ایسے لوگوں کا)
یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰہِ	جو سنتے ہیں اللہ کا کلام
ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ	پھر بدل دیتے ہیں اُسے
مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ	اِس کے بعد کہ سمجھ لیتے ہیں اُسے
وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾	جبکہ وہ جانتے ہیں۔
وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور جب وہ ملتے ہیں اُن سے جو ایمان لائے
قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ	کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے ہیں
وَ اِذَا خَلَا بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ	اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں کے پاس
قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَھُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ	کہتے ہیں کیا تم بتاتے ہو مسلمانوں کو وہ باتیں جو واضح کی ہیں اللہ نے تم پر
لِیُحَآجُّوْکُمْ بِہٖ عِنْدَ رَبِّکُمْ ؕ	تاکہ وہ جھگڑا کریں تم سے اُن کے ساتھ تمہارے رب کے پاس

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟
اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ	اور کیا وہ نہیں جانتے
اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۴۵﴾	کہ اللہ جانتا ہے اُسے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

مدینہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو امید تھی کہ یہودی نبی اکرم ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لے آئیں گے کیونکہ وہ نبوت اور آسمانی کتابوں سے پہلے ہی آشنا ہیں۔ اِن آیات میں آگاہ کیا گیا یہودیوں کے حوالے سے کوئی خوش گمانی مت رکھو۔ وہ جان بوجھ کر حق میں تحریف کرتے ہیں اور اُسے چھپاتے ہیں۔ اگر اُن میں سے کوئی حق کو ظاہر کر دے تو اُس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر پوشیدہ بات سے بھی واقف ہے لہٰذا کسی کے حق چھپانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ حق کو غالب کر کے رہے گا۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

بنی اسرائیل کے عوام اور علماء کا حال

وَ مِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ	اور اُن میں کچھ اَن پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو سوائے جھوٹی اُمیدوں کے
وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾	اور نہیں ہیں وہ اِس کے سوا کہ بس گمان ہی کرتے ہیں۔
فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ۗ	پس ہلاکت ہے اُن کے لیے جو لکھتے ہیں فتویٰ اپنے ہاتھوں سے
ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	پھر کہتے ہیں یہ فتویٰ اللہ کی طرف سے ہے
لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ	تاکہ حاصل کر لیں اِس کے عوض تھوڑی سی قیمت

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ	سو ہلاکت ہے اُن کے لیے اُس کی وجہ سے جو لکھا اُن کے ہاتھوں نے
وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾	اور ہلاکت ہے اُن کے لیے اُس کی وجہ سے جو وہ کماتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے عوام کتاب و شریعت کے احکام سے ناواقف تھے۔ اپنی خواہشات ہی کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے تھے اور اُن کے تصورات خیالی باتوں پر مشتمل تھے۔ اُن کے علماء کا حال یہ تھا کہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق من گھڑت فتوے دے کر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے اور اِس سے دنیا کماتے تھے۔ اُن کے لیے دوگنا عذاب ہو گا۔ ناجائز طریقے سے دنیا کمانے کی بنا پر اور اُس گمراہی کے سبب سے جو غلط فتویٰ کی وجہ سے پھیلی۔

آیات ۸۰ تا ۸۲

بنی اسرائیل کی جھوٹی امید

وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ	اور اُنہوں نے کہا ہر گز نہ چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ سوائے گنتی کے چند دن
قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا	اے نبیؐ! پوچھیے کیا تم نے لے رکھا ہے اللہ سے کوئی عہد
فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ	پھر ہر گز خلاف ورزی نہیں کرے گا اللہ اپنے عہد کی
اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾	یا تم کہتے ہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے۔
بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً	کیوں نہیں! جس نے کمائی ایک بڑی برائی
وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ	اور گھیر لیا اُسے اُس کی برائی نے
فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	تو وہی جہنم والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	وہی جنت والے ہیں۔
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

ع ۹ ۱۱

بنی اسرائیل دعویٰ کرتے تھے کہ اسرائیلی اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب لوگ ہیں جنہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا سوائے چند روز کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ہمارا ضابطہ تو یہ ہے کہ جس نے جان بوجھ کر ایک بھی کبیرہ گناہ کیا اور اُس گناہ سے توبہ کرنے سے محروم رہا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔ جنت میں وہی جائے گا جو ایمان اور عمل کی دولت لے کر آئے گا۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ سے عہد اور عہد شکنی

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تھا پختہ عہد بنی اسرائیل سے
لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫	تم عبادت نہیں کرو گے مگر اللہ ہی کی
وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا	اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا
وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ	اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے بھی
وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا	اور کہنا لوگوں سے اچھی باتیں
وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور قائم کرنا نماز اور دیتے رہنا زکوٰۃ

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ	پھر تم پھر گئے (اِس عہد سے) سوائے چند کے تم میں سے
وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾	اور تم ہو ہی عہد سے پھرنے والے۔
وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ عہد
لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ	تم نہیں بہاؤ گے اپنوں کا خون
وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ	اور نہیں نکالو گے اپنوں کو اُن کے گھروں سے
ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾	پھر تم نے عہد قبول کیا اور تم اِس کی گواہی دیتے ہو۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل سے لیے گئے عہد کی تفصیل بیان کی گئی۔ اِس عہد کی رُو سے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے، والدین، قرابت داروں اور محتاجوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے، تمام لوگوں کے ساتھ خوش کلامی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی نصیحت کی گئی۔ آپس میں ایک دوسرے کو گھروں سے بے دخل کرنے اور باہمی خون ریزی سے منع کیا گیا۔ بنی اسرائیل کی اکثریت نے عہد شکنی کی اور اللہ تعالیٰ نے اِس جرم پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

آیات ۸۵ تا ۸۶

شریعت پر جزوی عمل کی سزا

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ	پھر یہ تم ہی تو ہو جو قتل کرتے ہو اپنوں کو
وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ	اور نکالتے ہو ایک گروہ کو اپنوں میں سے اُن کے گھروں سے
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ	چڑھائی کرتے ہو اُن پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ
وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى	اور اگر وہ آئیں تمہارے پاس قیدی بن کر

تُفٰدُوْهُمْ	تو تم فدیہ ادا کرتے ہو اُن کا
وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ	حالانکہ حرام کیا گیا تھا تم پر اُن کا نکالنا
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ	تو کیا تم مانتے ہو کتاب کے کچھ حصہ کو اور انکار کرتے ہو کچھ حصہ کا
فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ	تو کیا بدلہ ہے اُس کا جو یہ کرے تم میں سے
اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	سوائے اِس کے کہ رُسوائی دُنیا کی زندگی میں
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ	اور روزِ قیامت وہ لوٹائے جائیں گے سخت عذاب کی طرف
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ	یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے خرید لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلہ میں
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ	تو ہلکا نہیں کیا جائے گا اُن پر سے عذاب
وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

اِن آیات میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ شریعت کے بعض احکامات پر عمل کرتے ہیں اور بعض احکامات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کی نہیں بلکہ اپنی خواہشاتِ نفس کی اطاعت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا اُنہیں دنیا میں رسوا کیا اور آخرت میں شدید عذاب کی وعید سنائی۔ مزید فرمایا کہ اِس روش کی وجہ، اِس عارضی دنیا کی لذت کو آخرت کی دائمی لذات پر ترجیح دینا ہے۔ آج ہم مسلمانوں کی دنیا میں ذلت و رسوائی کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم شریعت کے بعض احکامات پر عمل کر رہے ہیں اور اکثر احکامات پر عمل سے گریز کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے کے پورے اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۸۸

یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ کو کتاب
وَ قَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ	اور ہم نے پے در پے بھیجے اُن کے پیچھے رسولؑ
وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ	اور ہم نے دیں عیسیٰؑ بن مریم کو روشن نشانیاں
وَ اَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ	اور ہم نے مدد کی اُن کی پاکیزہ روح کے ذریعہ
اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَھْوٰۤی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ ۚ	تو کیا جب کبھی آئے تمہارے پاس کوئی رسولؑ وہ حکم لے کر جو پسند نہ کیا تمہارے جیوں نے، تم نے تکبر کیا
فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ	تو ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا
وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾	اور ایک گروہ کو تم قتل کرتے رہے۔
وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ	اور یہودیوں نے کہا ہمارے دل غلاف میں ہیں
بَلْ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِھِمْ	بلکہ لعنت کی اُن پر اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے
فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾	پس بہت کم ہی وہ ایمان لاتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت مسلسل برستی رہی اور وہ اُن میں پے در پے انبیاءؑ بھیجتا رہا۔ اُنہوں نے نفسانی خواہشات کو انبیاءؑ کی تعلیمات پر ترجیح دی۔ کئی انبیاءؑ کو جھٹلایا اور کئی کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے جواب میں کہتے تھے کہ ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کی دعوت ہمارے دلوں میں داخل ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کے دلوں پر غلاف نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے جس کی وجہ سے اُن کے دلوں پر مہر ہے اور وہ حق قبول کرنے سے محروم ہیں۔

آیات ۸۹ تا ۹۱

بنی اسرائیل کا نبی اکرم ﷺ سے حسد

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اور جب آئی اُن کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ	تصدیق کرنے والی ہے اُن (کتابوں) کی جو اُن کے پاس ہیں
وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ	اور وہ اِس سے پہلے فتح مانگا کرتے تھے اُن لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ	تو جب آئے اُن کے پاس وہ نبیؐ جنہیں اُنہوں نے پہچان لیا، تو اُنہوں نے انکار کیا اُن کا
فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾	سو لعنت ہے اللہ کی انکار کرنے والوں پر۔
بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ	بری ہے وہ چیز، اُنہوں نے سودا کیا جس کے بدلہ اپنی جانوں کا
اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	کہ وہ کفر کریں اُس کا جو نازل فرمایا اللہ نے
بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	اِس ضد سے کہ نازل کرتا ہے اللہ (وحی) اپنے فضل سے
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ	جس پر وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ	پس وہ لوٹے غضب پر غضب لے کر

وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾	اور کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔
وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ	اور جب کہا جاتا ہے اُن سے
اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	ایمان لاؤ اُس پر جسے نازل کیا ہے اللہ نے
قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا	وہ کہتے ہیں ہم ایمان رکھتے ہیں اُس پر جو نازل کیا گیا ہم پر
وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ	اور وہ انکار کرتے ہیں اُس کا جو اُس کے علاوہ ہے
وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ	حالانکہ وہ حق ہے تصدیق کرنے والا اُن کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں
قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ	اے نبیؐ! پوچھیے پھر تم کیوں قتل کرتے تھے اللہ کے نبیوںؑ کو اِس سے پہلے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾	اگر تم مومن تھے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ بنی اسرائیل اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ وہ تو آخری نبی ﷺ کی آمد کے منتظر تھے اور اُن کی آمد پر اپنے لیے عروج حاصل کرنے کا دعویٰ کر رہے تھے۔ اب وہ محض حسد کی وجہ سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لا رہے۔ اُنہیں جلن ہے کہ آپ ﷺ کا تعلق بنی اسرائیل سے کیوں نہیں۔ بلاشبہ حسد اور تعصب انسان کو حق قبول کرنے سے محروم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے حسد اور تعصب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۲ تا ۹۳

بنی اسرائیل کے جرائم

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ	اور یقیناً لائے تھے تمہارے پاس موسیٰؑ روشن دلیلیں

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ	پھر تم نے بنالیا بچھڑے کو (معبود) اِس کے بعد
وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾	اور تم ظالم تھے۔
وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ عہد
وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ	اور بلند کیا تم پر طور پہاڑ کو
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا	(اور حکم دیا) پکڑلو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے اور سنو
قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ۗ	اُنہوں نے کہا ہم نے سنا اور نہیں مانا
وَ اُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ	اور پلادی گئی تھی اُن کے دلوں میں بچھڑے کی محبت اُن کے کفر کی وجہ سے
قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ	فرمایئے بری ہے وہ چیز، حکم دیتا ہے تمہیں جس کا تمہارا ایمان
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾	اگر تم مومن ہو۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے تین جرائم بیان کیے گئے ہیں:

i. اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے کئی معجزے دیکھے لیکن پھر بھی بچھڑے کی ایک مورت کو معبود بنالیا۔

ii. زبان مروڑ کر "اَطَعْنَا" (ہم نے مان لیا) کے بجائے "عَصَيْنَا" (ہم نے نافرمانی کی) کہتے تھے۔

iii. اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے اُسے توڑ دیتے تھے۔

یہودیوں کو شرم دلائی گئی کہ تم اپنی کتاب تورات پر ایمان رکھنے کا دعویٰ تو کرتے ہو لیکن کردار ایسا شرمناک رکھتے ہو جو ایمان کے بالکل منافی ہے۔ایمان کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ انسان مشرکانہ اعمال و عقائد کو یکسر چھوڑ کر نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف سبقت کرے۔ مگر تمہارا یہ ایمان کس قسم کا ایمان ہے جو مشرکانہ افعال' بدعہدیوں اور نافرمانیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ تمہارے اسلاف بھی یہی کچھ کرتے رہے اور تم بھی اُنہی کی روش پر چل رہے ہو۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو تو موت کی آرزو کرو!

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر تمہارے لیے ہی ہے آخرت کا گھر اللہ کے ہاں
خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ	بالکل خاص دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر
فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾	تو آرزو کرو موت کی اگر تم سچے ہو۔
وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ	اور وہ ہر گز تمنا نہ کریں گے اِس کی کبھی بھی اُن بداعمالیوں کی وجہ سے جو آگے بھیجی ہیں اُن کے ہاتھوں نے
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔
وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛ	اور آپؐ یقیناً پائیں گے اُنہیں سب لوگوں سے زیادہ ہوس رکھنے والے زندگی کی
وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛ	اور اُن سے بھی زیادہ جنہوں نے شرک کیا
يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ	چاہتا ہے اُن میں سے ہر فرد کہ اُسے زندگی دی جائے ہزار برس کی

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ	اور وہ نہیں ہے بچانے والا اُسے عذاب سے کہ وہ لمبی عمر دیا جائے
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ ع	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

یہ آیات بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو جانچنے کا ایک معیار دے رہی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو اور آخرت میں تمہیں اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا تو موت کی تمنا کرو تاکہ جلد از جلد اپنے محبوب یعنی خالقِ حقیقی سے جاملو۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے کبھی بھی موت کی خواہش نہ کریں گے۔ اُن کی ساری بداعمالیوں کا سبب یہ ہے کہ وہ دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں۔ وہ مرنا نہیں چاہتے بلکہ اُن میں سے ہر شخص ہزار برس تک جینے کا آرزومند ہے۔ البتہ لمبی زندگی کی آرزو اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہ سکے گی۔ آج ہم بھی اپنا محاسبہ کریں کہ کیا اپنے اعمال کی بنیاد پر ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے اور جوابدہی کے لیے تیار ہیں؟

آیات ۹۷ تا ۱۰۱

بنی اسرائیل کا حضرت جبرائیلؑ پر بُہتان

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ	اے نبیؐ! فرمایئے جو ہو اُدشمن جبریلؑ کا
فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ	تو بے شک اُنہوں نے تو نازل کیا ہے قرآن آپؐ کے دل پر اللہ کے حکم سے
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ	(یہ) تصدیق کرنے والا ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے ہیں
وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾	اور ہدایت اور خوشخبری ہے مومنوں کے لیے۔
مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ	جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے

وَ مِيْكٰىلَ	رسولوںؑ اور جبریلؑ اور میکائیلؑ کا
فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾	تو بے شک اللہ بھی دشمن ہے (اِن) کافروں کا۔
وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ	اور یقیناً ہم نے نازل کی ہیں آپؐ کی طرف واضح آیات
وَ مَا يَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾	اور نہیں انکار کرتے اِن کا لیکن نافرمان۔
اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا	اور کیا جب کبھی اُنہوں نے عہد کیا کسی وعدہ کا،
نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ	تو توڑ ڈالا اُسے کسی ایک گروہ نے اُن میں سے؟
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾	بلکہ اُن میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔
وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اور جب آئے اُن کے پاس رسولؐ اللہ کی طرف سے
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ	تصدیق کرنے والے ہیں اُن کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں
نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۗ	پھینک دیا ایک گروہ نے اُن میں سے جنہیں دی گئی تھی کتاب
كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ	اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے
كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ ۙ	جیسے وہ جانتے ہی نہیں۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے اِس بہتان کی نفی کی گئی کہ حضرت جبرائیلؑ نے بنی اسرائیل کی دشمنی میں وحی کا نزول بنی اسمٰعیل کے فرزند حضرت محمد ﷺ پر کر دیا۔ حضرت جبرائیلؑ وحی کا نزول اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے تھے اور جو اُن پر بہتان لگائے گا تو ایسے جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا۔ بنی اسرائیل پر حق واضح ہو چکا ہے اور وہ اپنی بے عملی کا جواز پیش کرنے کے لیے یہ بہتان طرازی کر رہے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۳

جادو کا عمل کفر ہے

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ	اور اُنہوں نے پیروی کی اُس کی جو پڑھتے پڑھاتے تھے شیاطین سلیمان ؑ کے عہدِ حکومت میں
وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ	اور سلیمانؑ نے کفر (یعنی جادو) نہیں کیا
وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا	اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا
يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ	وہ سکھایا کرتے تھے لوگوں کو جادو
وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ	وہ (جادو) جو اتارا گیا تھا دو فرشتوں پر بابل شہر میں یعنی ہاروت اور ماروت پر
وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ	اور وہ جادو نہیں سکھاتے تھے کسی کو
حَتّٰى يَقُوْلَاۤ	یہاں تک کہ کہہ دیتے تھے
اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ	بے شک ہم تو ہیں ہی آزمائش، پس تم کفر نہ کرو (جادو سیکھ کر)
فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ	پھر لوگ سیکھتے تھے اُن سے ایسا جادو کہ جدائی ڈال دیتے تھے اُس کے ذریعہ ایک شخص اور اُس کی بیوی کے درمیان
وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	اور وہ نہیں تھے نقصان پہنچانے والے اُس جادو کے

	ذریعہ کسی کو مگر اللہ کے حکم سے
وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ	اور وہ سیکھتے تھے ایسی چیز جو نقصان پہنچاتی تھی اُنہیں
وَ لَا یَنْفَعُهُمْ ؕ	اور فائدہ نہیں دیتی تھی اُنہیں
وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ	اور بلاشبہ وہ جانتے تھے کہ یقیناً جس نے اختیار کیا جادو
مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ	نہیں ہے اُس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ
وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ	اور یقیناً بری ہے وہ چیز اُنہوں نے سودا کیا جس کے عوض اپنی جانوں کا
لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾	کاش کہ وہ جان لیتے۔
وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا	اور اگر وہ ایمان لاتے اور بچتے اللہ کی نافرمانی سے
لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَیْرٌ	تو یقیناً بدلہ اللہ کے ہاں کا بہت اچھا ہوتا
لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع ۱۲	کاش کہ وہ جان لیتے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بجائے جادو سیکھنے اور سکھانے میں دلچسپی لیتے تھے۔ جادو کا علم شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر لوگوں کی آزمائش کے لیے اتارا گیا۔ یہ فرشتے خبر دار کر دیتے تھے کہ اِس علم کا سیکھنا کفر ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ جادو ایسے لوگ سیکھتے تھے جو ایک مرد اور اُس کی بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے تھے۔ خاندان کو تباہ کرنا شیطانی قوتوں کا خاص مشن ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ جادو کا اثر اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بھی جادو سیکھتا اور دوسروں کے خلاف اُسے عمل میں لاتا ہے، وہ آخرت کی کامیابی سے محروم ہو جاتا ہے۔

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۵

گستاخانِ رسول کے لیے دردناک عذاب ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا	(نبیؐ سے کچھ پوچھتے وقت) مت کہا کرو ''راعِنا''
وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا	اور کہو ''اُنظرنا''
وَ اسْمَعُوْا	اور سُنا کرو
وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾	اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔
مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	نہیں پسند کرتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہلِ کتاب میں سے
وَ لَا الْمُشْرِكِیْنَ	اور نہ ہی مشرکین
اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ	کہ نازل کی جائے تم پر کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے
وَ اللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ	اور اللہ خاص فرمالیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۰۵﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

صحابہ کرامؓ کسی مجلس کے دوران نبی اکرم ﷺ سے کوئی سوال پوچھنے کے لیے یا کسی ارشاد کو دوبارہ سننے کے لیے رَاعِنَا (ہماری رعایت کیجیے) کہہ کر آپ ﷺ کو متوجہ کرتے۔ اگر یہود کبھی آپ ﷺ کی مجلس میں ہوتے تو رَاعِنَا کہنے کے بجائے گستاخی کرتے ہوئے رَاعِیْنَا (ہمارے چرواہے) کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ رَاعِنَا کے

بجائے اُنْظُرْنَا (ہم پر نظرِ عنایت کیجیے) کہا کریں۔البتہ خبر دار کیا گیا کہ گستاخانِ رسول ﷺ کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایسے بد باطن لوگ صرف رسول ﷺ ہی کے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں۔وہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو کوئی بھلائی ملے لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے فضل میں سے نوازتا رہے گا اور اُن کے دشمن صدمات سے دوچار ہوتے رہیں گے۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

اللہ تعالیٰ جس حکم کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ	جو ہم منسوخ کر دیتے ہیں کوئی آیت
اَوْ نُنْسِهَا	یا فراموش کرا دیتے ہیں اُسے
نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا	تو لاتے ہیں بہتر اِس سے یا اِس جیسی
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾	اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔
اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ	کیا تم چاہتے ہو کہ پوچھو اپنے رسولؐ سے (ایسے سوال)
كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ	جیسے پوچھے گئے تھے موسیٰؑ سے اِس سے پہلے
وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ	اور جس نے کفر اختیار کر لیا ایمان کے بدلہ میں
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾	تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھے راستے سے۔

اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتابوں کو جن میں جزوی اور عبوری دور کے لیے ہدایت تھی، منسوخ کر کے کامل ہدایت قرآنِ حکیم کی صورت میں نازل فرمائی۔ اِسی طرح قرآنِ حکیم میں بندوں کی سہولت کے لیے پہلے ایک آسان حکم دیا۔ جب وہ اُس پر عمل کے عادی ہو گئے تو پھر پہلے حکم کو منسوخ کر کے نسبتاً مشکل حکم دے دیا۔ اہلِ کتاب نے اعتراض کیا کہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کسی آیت یا کتاب کو منسوخ کر کے دوسری آیت یا کتاب نازل کر دے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بادشاہِ حقیقی ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اپنے کسی فرمان کو منسوخ کر دیتا ہے یا تبدیل کر دیتا ہے۔ مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ قومِ موسیٰؑ کی طرح اپنے نبی ﷺ سے فرضی یا غیر ضروری سوالات نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اِس وجہ سے اُن کا ایمان ہی ختم ہو جائے اور وہ کفر کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

اہلِ کتاب کا مسلمانوں سے حسد

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	چاہتے ہیں بہت سے اہلِ کتاب
لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا	کاش وہ پھیر دیں تمہیں تمہارے ایمان کے بعد پھر کفر کی حالت میں
حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ	حسد کی وجہ سے جو اُن کے جیوں میں ہے
مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ	اِس کے بعد کہ جو واضح ہو چکا ہے اُن کے لیے حق
فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا	پس (اے مسلمانو!) در گزر کرو اور نظر انداز کرو
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ	یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا فیصلہ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ	اور قائم کرو نماز
وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ	اور ادا کرو زکوٰۃ
وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ	اور جو تم آگے بھیجو گے اپنے لیے بھلائی میں سے
تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ	تم پاؤ گے اُسے اللہ کے پاس
اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾	بے شک اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب کی اکثریت تمہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے کافر بنانا چاہتی ہے۔ اُن پر حق واضح ہو چکا ہے لیکن وہ حسد اور دشمنی میں تمہیں اِسی طرح گمراہ کرنا چاہتے ہیں جیسے خود گمراہ ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ فی الحال اُنہیں نظر انداز کریں جب تک اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں فرماتا۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور خوب نیکیاں کر کے اپنے لیے توشۂ آخرت میں اضافہ کرتے رہیں۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۱۳

گمراہی پر مبنی خوش کن خواہشات

وَ قَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی	اور اُنہوں نے کہا ہر گز نہیں داخل ہو گا جنت میں (کوئی بھی) سوائے اُس کے جو یہودی ہو یا عیسائی
تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ	یہ اُن کی خوش کن خواہشات ہیں
قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے لاؤ اپنی دلیل
اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۱﴾	اگر تم سچے ہو۔

بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ	کیوں نہیں ! جس نے بھی جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَهُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیکی کرنے والا ہے
فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪	تو اُس کے لیے اُس کا اجر ہے اپنے رب کے پاس
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۳	اور نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔
وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ ۖ	اور کہتے ہیں یہودی نہیں ہیں عیسائی کسی بنیاد پر
وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ ۙ	اور کہتے ہیں عیسائی نہیں ہیں یہودی کسی بنیاد پر
وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ	حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں کتاب (تورات)
كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ	اِسی طرح کہی اُن لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے اِن کی سی بات
فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	پس اللہ فیصلہ فرمائے گا اِن کے درمیان قیامت کے دن
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾	اُن باتوں میں جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے تھے کہ جنت میں صرف ہم ہی جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ یہ اِن کی بلا دلیل خوش کن خواہشات ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکا دیا اور نیک بن گیا وہی جنت میں داخل ہو گا۔ یہودی اور عیسائی مسلمانوں کی ضد میں ایک دوسرے کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں حالانکہ وہ باہم ایک دوسرے کے مذاہب کی نفی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ مشرکینِ مکہ اِن دونوں کو گمراہ قرار دے کر خود حق پر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فیصلہ سنا دے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۸

مشرکینِ مکہ کے جرائم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو روکتا ہے اللہ کی مسجدوں سے
اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ	کہ ذِکر کیا جائے اُن میں اللہ کے نام کا
وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا	اور کوشش کرے اُنہیں ویران کرنے کی
اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ	یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے اُن کا حق کہ داخل ہوں مسجدوں میں مگر ڈرتے ہوئے
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ	اُن کے لیے دنیا میں رسوائی ہے
وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾	اور اُن کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔
وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ	اور اللہ ہی کے لیے ہیں مشرق و مغرب
فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ	تو جس طرف تم رُخ کرو گے، پس وہیں اللہ کی توجہ ہے
اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾	بے شک اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ	اور اُنہوں نے کہا بنالیا ہے اللہ نے بیٹا
سُبْحٰنَهٗ ؕ	وہ تو پاک ہے
بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	بلکہ اُسی کے لیے ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾	اور سب کے سب اُسی کے فرمانبردار ہیں۔
بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	وہ عدم سے وجود میں لانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا
وَ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا	اور جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کسی کام کا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ	تو بے شک وہ کہتا ہے اُس کے لیے کہ ہو جا
فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾	پس وہ ہو جاتا ہے۔
وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ	اور کہا اُنہوں نے جو کچھ نہیں جانتے
لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ	کیوں نہیں کلام کرتا ہم سے اللہ؟
اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ	یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی؟
كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ	اِسی طرح سے کہی تھی اُن لوگوں نے بھی جو اِن سے پہلے گزرے ہیں اِن کی سی بات
تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ	ملتے جلتے ہیں اِن سب کے دل
قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	بے شک ہم نے واضح کر دی ہیں آیات اُن کے لیے جو یقین کرنا چاہیں۔

اِن آیات میں روئے سخن مشرکینِ مکہ کی طرف ہے۔ اُن کے جرائم یہ ہیں کہ اُنہوں نے مسجدِ حرام سے اہلِ ایمان کو بے دخل کر دیا، فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ اللہ ہم سے براہِ راست ہم کلام ہو۔ اِن آیات میں قبلہ کی تبدیلی کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سمت میں مقید نہیں۔ انسان جس طرف رخ کرے اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہو گا۔ قبلہ کا تعین صرف

نظم اور مرکزیت پیدا کرنے کے لیے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ اِس سے اُن لوگوں کی بے چینی کا ازالہ ہوا جن کے دلوں میں یہود نے قبلہ کی تبدیلی کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کر دیے تھے۔

آیات ۱۱۹ تا ۱۲۰

داعی کا کام حق پہنچانا ہے منوانا نہیں

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا	بے شک اے نبیؐ! ہم نے بھیجا ہے آپؐ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر
وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾	اور آپؐ سے نہیں پوچھا جائے گا جہنم والوں کے بارے میں۔
وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى	اور ہرگز راضی نہیں ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ ہی عیسائی
حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ	یہاں تک کہ آپؐ پیروی کریں اُن کے راستے کی
قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ	فرمائیے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے
وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ	اور اگر (بالفرض) آپؐ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی
بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ	بعد اِس کے کہ آ چکا ہے آپ ﷺ کے پاس علم
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾	(تو پھر) نہیں ہوگا آپؐ کے لیے اللہ کے سامنے کوئی دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بتائی گئی کہ داعی کا کام صرف حق پہنچانا ہے منوانا نہیں۔ یہودی اور عیسائی صرف اُسی وقت راضی ہوں گے جب اُن کے تصورات کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا لوگوں کو راضی کرنے یا قریب لانے کے لیے ہرگز نہ حق کو چھپایا جائے اور نہ ہی اُس میں کسی قسم کی آمیزش کی جائے۔

آیت ۱۲۱

تلاوتِ کلامِ پاک کی اہمیت

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ	وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب
يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ	وہ تلاوت کرتے ہیں اِس کی جیسے کہ حق ہے اِس کی تلاوت کرنے کا
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ	یہی لوگ ایمان رکھتے ہیں اِس پر۔
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ	اور جو کوئی انکار کرے گا اِس کا
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع ۱۴ ۹ ۱۴	پس وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

اِس آیت میں تلاوتِ کلام پاک کی اہمیت بیان کی گئی۔ جو لوگ باقاعدگی کے ساتھ تلاوتِ کلام پاک کرتے ہیں اور اِس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ گویا باقاعدگی سے قرآنِ حکیم کی تلاوت نہ کرنا دراصل قرآن پر دلی ایمان سے محرومی کی علامت ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان سے محروم ہیں وہی درحقیقت خسارے میں جانے والے ہیں۔

آیات ۱۲۲ تا ۱۲۳

بنی اسرائیل سے خاتمۂ کلام

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اے بنی اسرائیل!
اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ	یاد کرو میری اُس نعمت کو جو میں نے انعام کی تم پر
وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾	اور بے شک میں نے فضیلت دی تمہیں تمام جہان والوں پر۔

وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا	اور ڈرو اُس دن سے جب کام نہ آ سکے گا کوئی شخص کسی کے کچھ بھی
وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ	اور نہ ہی قبول کیا جائے گا اُس کی طرف سے کوئی فدیہ
وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ	اور نہ ہی فائدہ دے گی اُسے کوئی سفارش
وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

اِن آیات پر بنی اسرائیل سے کلام کا اختتام ہو رہا ہے۔ اِن آیات میں ایک بار پھر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے اور ایسے چور دروازوں کی نفی کی جا رہی ہے جن کے ذریعے انسان بے عملی کے باوجود اپنے جرائم کی سزا سے محفوظ رہنے کی جھوٹی امید رکھتا ہے۔

آیت ۱۲۴

حضرتِ ابراہیمؑ..... آزمائش و امتحان کی اِک داستان

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ	اور یاد کرو جب کہ آزمایا ابراہیمؑ کو اُن کے رب نے بڑی بڑی باتوں سے
فَاَتَمَّهُنَّ ؕ	پس اُنہوں نے پورا کر دیا اُن سب کو
قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ	فرمایا اللہ نے بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں تمام انسانوں کے لیے امام
قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ	عرض کی ابراہیمؑ نے اور میری اولاد میں سے؟
قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾	فرمایا اللہ نے نہیں پہنچے گا میرا عہد ظالموں کو۔

اِس آیت میں حضرت ابراہیم ؑ سے لیے گئے امتحانات کی داستان بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے کئی آزمائشوں میں ڈالا اور وہ ہر امتحان میں پورے اترے۔ اُنہوں نے موروثی عقائد ،والدین ،گھر، قوم، وطن ،اپنی جان ، اپنی بیوی،اپنی اولاد غرض ہر شے کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے قربان کر کے امام الناس ہونے کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی تمنا تھی کہ امامت کا اعزاز اُن کی اولاد میں بھی جاری رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ امامت کا مقام کردار سے ملتا ہے نہ کہ وراثت میں۔ بقول اقبال ۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراثِ پدر کیونکر ہو؟

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۶

بیت اللہ کی عظمت و شرف

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ	اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اِس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لیے بار بار آنے کا مرکز اور امن کی جگہ
وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ	اور (ہم نے یہ حکم دیا) کہ بناؤ مقامِ ابراہیمؑ کو نماز پڑھنے کی جگہ
وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ	اور ہم نے عہد لیا تھا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے
اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ	کہ تم دونوں پاک رکھو گے میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے
وَ الْعٰكِفِیْنَ	اور اِعتکاف میں بیٹھنے والوں کے لیے

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾	اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔
وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ	اور یاد کرو جب دعا کی ابراہیمؑ نے
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا	اے میرے رب! بنادے اِس کو امن والا شہر
وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ	اور رزق عطا فرما اِس شہر والوں کو پھلوں میں سے
مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اُنہیں جو ایمان رکھتے ہیں اُن میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر
قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ	فرمایا اللہ نے اور جس نے کفر کیا
فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا	میں فائدہ دوں گا اُسے تھوڑا سا
ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ	پھر میں گھیر کر لے آؤں گا اُسے آگ کے عذاب کی طرف
وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اِن آیات میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی عظمت و شرف کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس گھر کو لوگوں کی محبت کا مرکز اور امن کا گہوارہ بنادیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اِس گھر کو شرک اور ظاہری نجاستوں سے پاک رکھا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اِس گھر کے قریب رہنے والوں کے لیے رزق کی فراوانی کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ امامت صرف صاحبِ کردار لوگوں کو ملے گی لیکن دنیا میں رزق نافرمانوں کو بھی دیا جائے گا۔ البتہ آخرت میں نافرمانوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸

ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی دعائیں

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ	اور یاد کرو جب اُٹھا رہے تھے ابراہیمؑ بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیلؑ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا	(وہ دونوں دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب! قبول فرما ہم سے (یہ خدمت)
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۲۷﴾	بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ	اے ہمارے رب! بنا ہم دونوں کو فرمانبردار اپنے لیے
وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪	اور ہماری اولادوں میں سے ایک فرمانبردار اُمت اپنے لیے
وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا	اور سکھا ہمیں ہماری عبادت کے طریقے
وَ تُبْ عَلَیْنَا	اور نظرِ کرم فرما ہم پر
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۸﴾	بے شک تو ہی بہت نظرِ کرم فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اُن دعاوں کا بیان ہے جو اُنہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں پر تعمیرِ نو کے دوران مانگیں تھیں۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہماری زندگی بھر کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما۔ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنا فرمانبردار بنا۔ ہمیں اپنی بندگی کا طریقہ سکھا۔ ہم پر اپنے لطف و کرم کی بارش نازل فرما۔

آیت ۱۲۹

ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی عظیم ترین دعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	اے ہمارے رب! بھیج اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ	جو تلاوت کرے اُن پر تیری آیات
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	اور سکھائے اُنہیں احکامات اور حکمت
وَيُزَكِّيْهِمْ	اور تزکیہ کرے اُن کا
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۵ ۸ ۱۵	بے شک تو ہی بہت زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔

یہ آیت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عظیم ترین دعا پر مشتمل ہے۔ اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد میں سے ایک ایسا رسول اٹھائے جو لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرے، اُنہیں احکامات اور حکمت سکھائے اور اُن کے باطن کا تزکیہ کرے۔ اولاد کے حوالے سے انسان کی تمنائیں اُس کی دین سے وابستگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور اُن کی اولاد میں سے نبی اکرم ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جنہوں نے تلاوتِ آیات، تعلیمِ احکامات و حکمت اور تزکیۂ نفوس کے ذریعہ صحابہ کرامؓ کی وہ جماعت تیار کی جس نے بے مثال قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ کا عادلانہ دین غالب کرنے کی سعادت حاصل کی۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

ملتِ ابراہیمؑ کیا ہے؟

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ	اور کون ہے جو اعراض کرے ابراہیمؑ کے راستہ سے
اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ	سوائے اُس کے جس نے حماقت میں ڈال دیا اپنے آپ کو

وَ لَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا	اور یقیناً ہم نے چن لیا تھا اُنہیں دنیا میں
وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾	اور بے شک وہ آخرت میں بھی یقیناً نیک لوگوں میں شامل ہوں گے۔
اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ	جب کہا اُن سے اُن کے رب نے کہ فرمانبرداری اختیار کرو
قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾	اُنہوں نے عرض کیا کہ میں نے فرمانبرداری اختیار کی تمام جہانوں کے رب کی۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ملتِ ابراہیمؑ کو چھوڑنا بہت بڑی نادانی ہے۔ حقیقی دانش مندی کی روش یہی ہے کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کی جائے۔ ملتِ ابراہیمؑ سے مراد ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سامنے آئے، اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے۔

آیات ۱۳۲ تا ۱۳۳

اللہ والوں کی وصیت

وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ	اور وصیت کی اِسی (اللہ کی فرمانبرداری) کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے بھی
يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ	اے میرے بچوں! بے شک اللہ نے پسند فرمالیا ہے تمہارے لیے (اپنی فرمانبرداری کا) دین
فَلَا تَمُوْتُنَّ	سو تم ہر گز نہ مرنا
اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾	مگر اِس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ	کیا تم موجود تھے

اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ	جب آئی یعقوبؑ کے پاس موت
اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ	جب اُنھوں نے پوچھا اپنے بیٹوں سے
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ	تم کس کی عبادت کرو گے میرے بعد؟
قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ	اُنھوں نے کہا کہ ہم عبادت کریں گے آپؑ کے معبود کی
وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ	اور آپؑ کے باپ دادا یعنی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی
اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ	اور وہ ایک ہی معبود ہے
وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾	اور ہم اُسی کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اپنی اولادوں کے لیے وصیت بیان ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دینِ اسلام یعنی اللہ کی مکمل فرمانبرداری کو پسند کیا ہے۔ لہٰذا تم مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی روش سے چمٹے رہنا۔ یہ ہے وصیت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی، بقول اقبال ؎

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
اِسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹا دے اِسے
لٹا دے ٹھکانے لگا دے اِسے

آیات ۱۳۴ تا ۱۳۵

اہمیت نسلی تعلق کی نہیں کردار کی ہے

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ	وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی
لَهَا مَا كَسَبَتْ	اُن کے لیے وہی کچھ ہے جو اُنھوں نے کمایا
وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ	اور تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا
وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾	اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا اُس کے بارے میں جو وہ عمل کرتے رہے۔
وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا	اور اُنھوں نے کہا کہ ہو جاؤ یہودی یا عیسائی تو ہدایت پا جاؤ گے
قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا	اے نبیؐ! فرمایئے بلکہ (اختیار کرو) ابراہیمؑ کا راستہ جو یکسو تھے
وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾	اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے۔

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ بندے ہیں۔ اِن آیات میں آگاہ کر دیا گیا کہ اہمیت نسلی تعلق کی نہیں اپنے اپنے کردار کی ہے۔ باپ دادا کو اپنے کردار کے مطابق اجر ملے گا اور اولاد کو اپنے کردار کا صلہ ملے گا۔ کسی سے کسی اور کے عمل کا سوال نہ ہو گا۔ یہودی یا عیسائی ہونے سے ہدایت نہیں ملے گی بلکہ ہدایت کا راستہ یہ ہے کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دیا جائے۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۳۷

تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا ضروری ہے

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ	تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا	اور اُس (کلام) پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف
وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ	اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور (اُن کی) اولادوں پر
وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى	اور جو کچھ دیا گیا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو
وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ	اور جو کچھ دیا گیا نبیوںؑ کو اُن کے رب کی طرف سے
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ	ہم فرق نہیں کرتے اُن میں سے کسی ایک کے درمیان بھی (یعنی سب پر ایمان لاتے ہیں)
وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾	اور ہم اُس (اللہ ہی) کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ	تو اگر وہ ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو اِس سب پر
فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ	تو وہ ہدایت پر آ گئے
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِىْ شِقَاقٍ	اور اگر وہ رُخ پھیر لیں تو بے شک وہ ہیں ہی ضد میں
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ	پس اے نبیؐ! عنقریب کافی ہوگا آپؐ کے لیے اُن کے مقابلے میں اللہ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾	اور وہ سب کچھ سننے والا، سب جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کے حوالے سے ایک گمراہی کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب کا دعویٰ تھا کہ وہ سوائے ایک یا دو نبیوں کے سب انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں، لہٰذا اُنہیں بھی مومن تسلیم کیا جائے۔ یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی کا ایمان قابلِ قبول ہے جو تمام انبیاءؑ پر ایمان لائے۔ کسی ایک نبیؑ کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیا دیتا ہے۔

آیات ۱۳۸ تا ۱۳۹

اللہ تعالیٰ کی بندگی کا رنگ ہی سب سے اچھا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ	(اختیار کرلو) اللہ (کی بندگی) کا رنگ
وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً	اور کون بہتر ہے اللہ سے رنگ میں
وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾	اور ہم تو اُسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔
قُلْ اَتُحَآجُّوْٓنَنَا فِی اللّٰهِ	اے نبیؐ! پوچھیے کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کے بارے میں
وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ	حالانکہ وہی ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ہے
وَ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ	اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال
وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾	اور ہم تو اُس (اللہ) ہی کے وفادار ہیں۔

انسانوں اور جنات کا مقصدِ تخلیق ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا۔ یہ بندگی ہر وقت اور ہر معاملہ میں کرنی ہے۔ جو سعادت مند ایسا کرتے ہیں، گویا وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے رنگ میں رنگ گئے ہیں۔ بلاشبہ تمام رنگوں میں سب سے اچھا رنگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ رنگ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴۰ تا ۱۴۱

نجات کا دارومدار اپنے عمل پر ہے

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ	کیا تم کہتے ہو کہ بے شک ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور

وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی	یعقوبؑ اور اُن کی اولادیں یہودی تھے یا عیسائی تھے
قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ	اے نبیؐ! پوچھیے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟
وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جس نے چھپائی وہ گواہی جو اُس کے پاس ہے اللہ کی طرف سے؟
وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔
تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ	وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی
لَهَا مَا كَسَبَتْ	اُن کے لیے وہی کچھ ہے جو اُنھوں نے کمایا
وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ	اور تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا
ع ۱۲/۱۶ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع	اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا اُس کے بارے میں جو وہ عمل کرتے رہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ سابقہ آسمانی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور قرآنِ حکیم کی حقانیت کی گواہیاں موجود ہیں۔ اہلِ کتاب جان بوجھ کر اُنہیں چھپا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اِس جرم سے خوب واقف ہے۔ وہ کان کھول کر سن لیں کہ آخرت میں نجات کے لیے انبیاءؑ سے نسلی تعلق کام نہیں آئے گا۔ وہاں فیصلہ کا انحصار انسان کے ذاتی کردار پر ہو گا۔

حرفِ آخر

سورۂ بقرۃ کے اِس حصے میں بنی اسرائیل کی ناشکریوں اور جرائم کا بیان اِس لیے کیا گیا ہے تاکہ اُن پر واضح کر دیا جائے کہ اب تم اہل نہیں رہے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور شریعت کے حامل ہونے اور نوعِ انسانی کے لیے رہنما بننے کے۔ لہٰذا تمہیں اِس منصب سے

معزول کیا جاتا ہے اور اب امت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اِس منصب پر فائز کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ اعلان دوسرے پارے کے آغاز میں تحویلِ قبلہ کی بحث کے دوران سامنے آجائے گا۔

سورہ بقرۃ کے اِس حصے میں نہ صرف یہ کہ ماضی کی تاریخ بیان ہوئی ہے بلکہ علامہ اقبال کے الفاظ میں ”آنے والے دور کی دھندلی سی اِک تصویر“ بھی موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اِس قول کے مصداق کہ: "لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ"(یعنی میری امت پر بھی وہ سب کچھ وارد ہو گا جو بنی اسرائیل پر ہوا بالکل اِسی طرح جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے مشابہ ہوتا ہے) بعد میں خود امت مسلمہ میں وہ ساری اخلاقی و عملی اور اعتقادی یا نظری و فکری گمراہیاں پیدا ہو کر رہیں جو بنی اسرائیل میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن آیات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بنی اسرائیل کی سی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴۲ تا ۱۴۳

امتِ مسلمہ کی کٹھن ذمہ داری

سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ	عنقریب کہیں گے کچھ احمق لوگوں میں سے
مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ	کس چیز نے پھیر دیا اُنہیں اُن کے اُس قبلہ سے جس پر وہ تھے؟
قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے اللہ ہی کے لیے ہیں مشرق اور مغرب۔
یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾	وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔
وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا	اور اِسی طرح سے ہم نے بنادیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین امت

لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	تاکہ تم بن جاؤ گواہ لوگوں پر
وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ	اور بن جائیں رسولؐ تم پر گواہ
وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ	اور ہم نے مقرر نہیں کیا تھا وہ قبلہ (بیت المقدس) آپؐ تھے جس پر۔
اِلَّا لِنَعْلَمَ	مگر اِس لیے تاکہ ہم ظاہر کر دیں
مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ	کون پیروی کرتا ہے رسولؐ کی اُس کے مقابلہ میں جو پھر جاتا ہے الٹے پاؤں
وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ	اور بلاشبہ وہ یقیناً بہت بھاری (حکم) تھا سوائے اُن کے جنہیں ہدایت دی اللہ نے
وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ	اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرے تمہارا ایمان
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾	بے شک اللہ لوگوں پر یقیناً بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں بیت المقدس کو مسلمانوں کے لیے قبلہ قرار دیا تھا۔ بعد ازاں جب حکم دیا گیا کہ مسلمان اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے مسجدِ حرام کی طرف کرلیں تو اہلِ کتاب نے قبلہ کی اِس تبدیلی پر اعتراض کیا۔ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر سمت میں موجود ہے۔ اہمیت کسی سمت کی نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی ہے۔ ساتھ ہی اِس حقیقت سے بھی آگاہ کیا گیا کہ تحویلِ قبلہ دراصل علامت ہے تحویلِ امت کی۔ بنی اسرائیل کو کتاب و شریعت کا حامل ہونے اور نوعِ انسانی کی رہنمائی کے اعزاز سے محروم کیا جاتا ہے۔ اب نوعِ انسانی تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا اور اتمامِ حجت کرنا امت محمدی ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ اُنہیں یہ حجت اُسی طرح پوری کرنی ہو گی جیسے اِسے پورا کیا نبی اکرم ﷺ نے یعنی اپنے قول، عمل اور غلبۂ دین کے لیے اجتماعی جدوجہد میں ثابت

قدمی اور پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ مسجدِ حرام میں واقع خانہ کعبہ سے نبی اکرم ﷺ اور تمام مہاجر صحابہ کرامؓ کو شدید محبت تھی۔ مدینہ ہجرت کے بعد مہاجر صحابہؓ کے لیے بڑی آزمائش تھی کہ آیا وہ کعبہ کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں یا نبی اکرم ﷺ کی اتباع کو ترجیح دے کر بیت المقدس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ جب اِس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسجدِ حرام کو قبلہ قرار دے کر اُس کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔

آیات ۱۴۴ تا ۱۴۵

تحویلِ قبلہ کا حکم

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ	اے نبیؐ! ہم دیکھ رہے ہیں بار بار اٹھنا آپؐ کے چہرے کا آسمان کی طرف
فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪	تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپؐ کو اُس قبلہ کی طرف آپؐ پسند کرتے ہیں جسے
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف
وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ	اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں پر بھی ہو پس پھیر لو اپنے چہروں کو اِس (مسجد حرام) کی طرف
وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اور بے شک وہ لوگ جنہیں دی گئی ہے کتاب
لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ	یقیناً وہ جانتے ہیں کہ یہ (حکم) برحق ہے اُن کے رب کی طرف سے
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس عمل سے جو وہ کر رہے ہیں۔
وَلَىِٕنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ	اور اے نبیؐ! اگر آپؐ لے آئیں اُن لوگوں کے پاس

	جنہیں دی گئی ہے کتاب ہر نشانی
مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ	وہ پیروی نہیں کریں گے آپؐ کے قبلہ کی
وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ	اور نہ آپؐ پیروی کرنے والے ہیں اُن کے قبلہ کی
وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ	اور نہ اُن میں سے کچھ پیروی کرنے والے ہیں دوسروں کے قبلہ کی
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ	اور اگر (بفرضِ محال) آپؐ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی
مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ	اِس کے بعد کہ جو آچکا ہے آپؐ کے پاس علم میں سے
اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾	بے شک آپؐ اُس وقت یقیناً ہو جائیں گے انصاف نہ کرنے والوں میں سے

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی بار بار دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجدِ حرام کو قبلہ بنانے کا حکم دیا۔ تمام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ نماز کے دوران اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے مسجدِ حرام کی طرف کر لیں۔ اِن آیات میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اہلِ کتاب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصل اور اوّلین قبلہ مسجدِ حرام یا خانہ کعبہ ہی ہے جس کی تعمیر قدیم بنیادوں کو پھر سے اٹھا کر اُن کے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی۔ البتہ وہ اِس حق بات کو جاننے کے باوجود تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۷

بنی اسرائیل کا حق کو چھپانے کا جرم

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ	وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب
یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ	وہ پہچانتے ہیں نبیؐ کو جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو
وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ	اور بے شک ایک گروہ اُن میں سے ایسا ہے
لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾	جو یقیناً چھپا رہا ہے حق کو جبکہ وہ جانتے ہیں۔
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	اے نبیؐ! حق تو ہے ہی آپؐ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع ۱۹	پس آپؐ ہرگز نہ ہوں شک کرنے والوں میں سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اہلِ کتاب نبی اکرم ﷺ کو اپنی کتابوں میں بیان شدہ پیشن گوئیوں اور نشانیوں کی روشنی میں ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ البتہ اُن میں سے کچھ لوگ جان بوجھ کر حق کو چھپانے کا جرم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کو واضح فرما کر رہے گا اور حق کو چھپانے کی تمام مجرمانہ حرکتیں ناکام ہو کر رہیں گی۔

آیت ۱۴۸

مقابلہ کا اصل میدان، نیکیوں میں سبقت لے جانا

وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا	اور ہر ایک کے لیے ایک سمت (اُس کے مقصدِ حیات کی طرف) ہے، وہ رخ کرنے والا ہے جس کی طرف
فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ	پس (اے مسلمانو!) تم آگے بڑھ جاؤ دوسروں سے نیکیوں میں

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا	جہاں کہیں تم ہو گے
یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا ؕ	لے آئے گا تمہیں اللہ سب کے سب کو
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۴۸﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں تحویلِ قبلہ کی بحث کے دوران اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت کی طرف رہنمائی فرمائی کہ ہر انسان کا ایک معنوی قبلہ بھی ہوتا ہے جس کو وہ اپنا مطلوب و مقصود بنالیتا ہے۔ اب اِس کے حصول کی خاطر وہ محنت و مشقت کرتا ہے۔ اہلِ ایمان کے لیے محنت و مشقت اور مقابلہ کا اصل میدان نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا ہے۔ ایک روز اُن سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں نتیجہ کا اعلان ہو گا کہ کون آگے نکلا اور کون پیچھے رہ گیا۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۰

تحویلِ قبلہ کے حکم کی تکرار

وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ	اور جہاں کہیں سے آپؐ نکلیں
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ	اور بے شک یہ (حکم) یقیناً حق ہے آپؐ کے رب کی طرف سے
وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس عمل سے جو تم کر رہے ہو۔
وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ	اور جہاں کہیں سے آپؐ نکلیں
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام

	کی طرف
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ	اور (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو
فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ	تو پھیر لیا کرو اپنے چہروں کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۗ	تاکہ نہ ہو لوگوں کے پاس تمہارے خلاف کوئی دلیل
اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ق	سوائے اُن کے جو زیادتی کریں اُن میں سے
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ق	تو مت ڈرو اُن سے اور ڈرو مجھ سے
وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ	اور تاکہ میں پورا کر دوں اپنی نعمت کو تم پر
وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۙ ۱۵۰	اور تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اِن آیات میں تحویلِ قبلہ کے حکم کی تکرار ہے۔ یہ تکرار دراصل سختی کے ساتھ نفی ہے اُس طوفان کی جو بنی اسرائیل نے تحویلِ قبلہ کے حکم کے خلاف اٹھا دیا تھا۔ وہ طنز کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا کیسا دین ہے کہ جس کا قبلہ ہی طے نہیں؟ فرمایا گیا کہ اِن کے پروپیگنڈے کی پرواہ مت کرو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو۔ ایسا کرو گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرما دے گا۔ سب سے بڑی نعمت یعنی ہدایت سے تمہیں فیض یاب کرے گا۔

آیات ۱۵۱ تا ۱۵۲

نبی اکرم ﷺ کا اساسی طریقِ کار

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ	جس طرح ہم نے بھیجے تمہارے درمیان ایک رسولؐ تمہی میں سے

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا	وہ تلاوت کرتے ہیں تم پر ہماری آیات
وَ يُزَكِّيْكُمْ	اور تزکیہ کرتے ہیں تمہارا
وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ	اور سکھاتے ہیں تمہیں احکامات اور حکمت
وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾	اور سکھاتے ہیں تمہیں وہ کچھ جو تم نہیں جانتے تھے۔
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ	سو تم یاد کیا کرو مجھے میں یاد رکھوں گا تمہیں
ع ۱۸/۵/۲ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ع	اور شکر ادا کیا کرو میرا اور ناشکری نہ کیا کرو میری۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اُس دعا کی قبولیت کا اعلان ہے جس کا بیان آیت ۱۲۹ میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہو سکتی ہے اندھیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ڈھائی ہزار برس بعد دعا قبول فرمائی اور اِن انبیاءؑ کی ذریت میں سے نبی اکرم ﷺ کو بھیجا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات سنا سنا کر متوجہ کرتے ہیں، جو متوجہ ہوں اُن کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی اُن کے دل سے دنیا کی محبت نکال کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر داخل کرتے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سکھاتے ہیں، حکمت و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں اور اُنہیں وہ کچھ سکھاتے ہیں جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے۔ یہ ہے نبی اکرم ﷺ کا وہ اساسی طریقِ کار جس کے ذریعہ آپ ﷺ نے وہ افرادی قوت فراہم کی جس نے مال و جان کی بازیاں لگا کر اقامتِ دین کی منزل سر کی۔ نبی اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا تمام امور قرآنِ کریم کے ذریعہ انجام دیے اور بگڑے ہوئے افراد کو تربیت کے ذریعہ بتدریج اللہ تعالیٰ کی راہ کا مجاہد بنا دیا۔ بقول حالی ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

نبی اکرم ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کا طریقِ تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لہٰذا حکم دیا گیا کہ تم اُس کا شکر ادا کرو اور اُس کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرو۔ اُسے ہمیشہ یاد رکھو، وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا۔

آیات ۱۵۳ تا ۱۵۴

اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے زندہ ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ	مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾	بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ	اور نہ کہو اُنہیں جو قتل کیے جاتے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں
بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾	بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے۔

اِن آیات سے سورۂ بقرۃ میں اہلِ ایمان سے خطاب کی ابتدا ہوتی ہے۔ اُنہیں بتایا جارہا ہے کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے دین کو پہچانا اور اُسے قائم کرکے اُن پر حجت پوری کرنا ایک بڑی کٹھن ذمہ داری ہے جو اہلِ ایمان پر ڈالی گئی ہے۔ اِس ذمہ داری کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کے بغیر ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کو حاصل ہوتی ہے جو نماز کے ذریعہ اُس سے لو لگاتے ہیں اور راہِ حق میں آنے والی ہر آزمائش اور تکلیف کا سامنا صبر و استقامت سے کرتے ہیں۔ اہلِ ایمان کو خبردار کیا گیا کہ مدینہ ہجرت کے بعد اب امتحان و آزمائش کی نئی صورتیں سامنے آئیں گی۔ بقول اقبال ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اب تم پر جنگ فرض کی جائے گی اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے مارے جائیں وہ مردہ نہیں بلکہ ایسی شاندار زندگی پالیتے ہیں جس کا شعور اِس دنیا میں ممکن نہیں۔

آیات ۱۵۵ تا ۱۵۷

اللہ تعالیٰ کی راہ میں آزمائشیں آکر رہیں گی

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ	اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے
وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ	اور کچھ نقصان سے اموال اور جانوں اور پھلوں میں
وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ﴿۱۵۵﴾	اور اے نبیؐ! بشارت دیجئے صبر کرنے والوں کو۔
الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ	یہ وہ لوگ ہیں کہ جب بھی آپڑتی ہے اُن پر کوئی مصیبت
قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ﴿۱۵۶﴾	وہ کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟	یہ لوگ ہیں جن پر عنایات ہیں اُن کے رب کی طرف سے اور رحمت ہے
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴿۱۵۷﴾	اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو آگاہ کر رہی ہیں کہ دین پر عمل صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اِس کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے جدوجہد بھی کرنی ہو گی۔ اِس جدوجہد کے دوران آزمائشیں آکر رہیں گی اور مال و جان کی قربانیاں پیش کرنا پڑیں گی۔ بشارت اُن خوش نصیبوں کے لیے ہے جو ہر طرح کی آزمائشوں کا دیوانہ وار مقابلہ کریں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور رحمتیں نازل ہوں گی اور اِنہی کو اللہ تعالیٰ ہدایت جیسی نعمت سے نواز تا رہے گا۔

آیت ۱۵۸

اللہ تعالیٰ کی راہ میں حضرت حاجرہ کی بے قراری کی یاد

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ	بے شک صفااور مروہ (نامی پہاڑ) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں
فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ	پس جو حج کرے اُس گھر (خانہ کعبہ) کا یا عمرہ کرے
فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ	تو نہیں ہے کچھ حرج اُس پر کہ وہ طواف کرے اِن دونوں (پہاڑوں) کے درمیان
وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ	اور جو کوئی خوشی سے کرے نیکی
فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۵۸﴾	تو بے شک اللہ بڑا قدر دان، سب کچھ جاننے والا ہے۔

سابقہ آیات میں جنگ کا ذکر کے اب حدودِ حرم میں سے صفا و مروہ کا ذکر اِس لیے کیا گیا کہ اُس وقت جنگ کا اوّلین ہدف حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک کرنا تھا۔ سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آنے والی مشقتوں سے خبر دار کیا گیا ہے۔ ایسی ہی مشقت کی یاد صفا و مروہ کو دیکھ کر آتی ہے۔ یہ مشقت اِن پہاڑوں کے درمیان سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت حاجرہ نے اُس وقت اٹھائی جب حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اُنہیں اوراپنے شیر خوار بچے اسماعیلؑ کو حرم کی بنجر زمین میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ بچہ بھوک سے بلک رہا تھا اور حضرت حاجرہ غذا اور پانی کی تلاش میں بے قرار ہو کر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی وایثار کے اِس عمل کو اتنا پسند کیا کہ رہتی دنیا تک اِسے جاری رکھنے کے لیے ''سعی'' کے عنوان سے حج اور عمرہ کا ایک لازمی رکن بنا دیا۔

آیات ۱۵۹ تا ۱۶۰

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے حق کو چھپانے والوں پر

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰی	بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اُس (حق) کو جو ہم نے نازل کیا ہے واضح دلائل اور ہدایت میں سے
مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ	اِس کے بعد کہ ہم نے واضح کر دیا ہے اُسے لوگوں کے لیے کتاب میں
اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ	یہ وہ لوگ ہیں کہ لعنت کرتا ہے اُن پر اللہ
وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾	اور لعنت کرتے ہیں اُن پر لعنت کرنے والے۔
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا	سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی
وَ اَصْلَحُوْا	اور (اپنے رویہ کی) اصلاح کی
وَ بَیَّنُوْا	اور بیان کیا (وہ جواب تک چھپاتے رہے)
فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ	تو یہ لوگ ہیں میں توبہ قبول کرتا ہوں جن کی
وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾	اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہوں۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے حق کو چھپانے کے جرم کو بیان کیا گیا۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کی وعید سنائی گئی۔ ہاں جو توبہ کرے اور حق کو واضح کرے وہ اِس وعید سے محفوظ ہو جائے گا۔ آج حق کی امین امت محمدیہ ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اِسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

حق کو جان بوجھ کر چھپانا کفر ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَ مَاتُوْا وَ ھُمْ کُفَّارٌ	اور مرے اِس حال میں کہ وہ کافر تھے
اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾	یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب کے سب لوگوں کی۔
خٰلِدِیْنَ فِیْھَا	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس (لعنت) میں
لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ	نہ ہلکا کیا جائے گا اُن سے عذاب
وَ لَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾	اور نہ ہی اُنہیں مہلت دی جائے گی۔
وَ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ	اور تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود
لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع ۱۹ ۱۱ ۳	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ حق کو چھپانے کا جرم کفر ہے۔ جو بدنصیب اِس کافرانہ جرم کا ارتکاب کرتے رہے اور بغیر توبہ کیے مر گئے، اُن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف سے پھٹکار برستی رہے گی۔ وہ ایسے عذاب سے دوچار ہوں گے جس میں نہ کبھی کمی کی جائے گی اور نہ ہی وقفہ ہو گا۔ اگر ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود بنالیں اور تمام خواہشات اور مصلحتوں کو ترک کر دیں تو حق کو چھپانے کے اُس جرم سے بچ سکتے ہیں جس کی سزا نہایت سنگین ہے۔

آیت ۱۶۴

اللہ تعالیٰ کی بے مثال نشانیوں کا بیان

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں
وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ	اور رات اور دن کے بدلنے میں
وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ	اور اُن کشتیوں میں جو چلتی ہیں سمندر میں وہ چیزیں اُٹھائے جو نفع پہنچاتی ہیں لوگوں کو
وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ	اور جو نازل فرمایا اللہ نے آسمان سے پانی
فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	پھر زندہ کیا اُس کے ذریعہ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد
وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪	اور پھیلا دیے اُس میں ہر قسم کے جاندار
وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ	اور ہواؤں کے بدلتے رہنے میں
وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ	اور اُن بادلوں میں جو خدمت میں لگا دیے گئے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾	یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے لیے کئی آیاتِ آفاقی کا بیان ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق، رات اور دن کا الٹ پھیر، سمندر میں چلتی ہوئی کشتیاں، آسمان سے برستی ہوئی بارشیں، زمین سے اگنے والی نباتات، زمین میں پھیلے ہوئے جاندار، فضا میں بدلتی ہوئی ہوائیں اور اُن کے دوش پر تیرتے ہوئے بادل زبانِ حال سے پکار پکار کر اپنے خالق کی اعلیٰ صناعی کی گواہی دے رہے ہیں۔ بقول شاعر۔

حق میر دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

آیات ۱۶۵ تا ۱۶۷

دنیادار قائدین کی پیروی کا حسرت ناک انجام

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا	اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے سوا اوروں کو اُس کا مدِ مقابل
یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ	وہ محبت کرتے ہیں اُن سے اللہ کی محبت کی طرح
وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ زیادہ پکّے ہیں محبت میں اللہ کے لیے
وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا	اور کاش دیکھیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے (وہ وقت)
اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ	جب وہ دیکھیں گے (اپنی آنکھوں سے) عذاب
اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۙ	کہ قوت اللہ ہی کے لیے ہے ساری
وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾	اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔
اِذۡ تَبَرَّاَ الَّذِیۡنَ اتُّبِعُوۡا	جب اظہارِ بیزاری کریں گے وہ جن کی پیروی کی گئی تھی
مِنَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا	اُن سے جنہوں نے پیروی کی تھی
وَ رَاَوُا الۡعَذَابَ	اور دیکھ لیں گے (وہ سب) عذاب

وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾	اور ٹوٹ جائیں گے اُن کے تعلقات۔
وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا	اور کہیں گے وہ جنہوں نے پیروی کی تھی
لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً	کاش کہ ہمارے لیے ممکن ہوتا ایک دفعہ لوٹنا (دنیا میں)
فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ	تو ہم بھی اظہارِ بیزاری کرتے اِن (پیشواؤں) سے
كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ	جیسے اُنہوں نے اظہارِ بیزاری کیا ہے ہم سے
كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ	اِسی طرح سے دکھائے گا اُنہیں اللہ اُن کے اعمال حسرت بنا کر اُن پر
وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع	اور نہیں ہوں گے وہ نکلنے والے آگ سے۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اہلِ ایمان وہی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ سے محبت انتہائی شدید ہوتی ہے۔ البتہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو محبوب بنالیتی ہے۔ اِن میں سے خاص طور پر بعض دنیادار سیاسی و مذہبی پیشوا ہوتے ہیں جن کی دل و جان سے پیروی کی جاتی ہے۔ روزِ قیامت یہ پیشوا جب عذاب دیکھیں گے تو اپنے پیروکاروں سے اعلانِ بیزاری کریں گے۔ اُس وقت پیروکار پشیمان ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی التجا کریں گے اور کہیں گے اب ہم اِن پیشواؤں سے ایسی ہی بیزاری کا اظہار کریں گے جیسے آج اُنہوں نے ہمارے ساتھ اظہارِ بیزاری کیا ہے۔ لیکن دنیا میں دوبارہ کسی کو نہیں بھیجا جائے گا اور مجرمین جہنم میں حسرت سے اپنی دنیوی زندگی کی روش پر نادم ہوتے رہیں گے۔

آیات ۱۶۸ تا ۱۷۱

حلال اور پاکیزہ رزق کھانے کی تلقین

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	اے لوگو!

كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ	کھاؤ اُس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ
وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ	اور پیروی نہ کرو شیطان کے نقش قدم کی
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾	بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ	بے شک وہ تو حکم دیتا ہے تمہیں برائی اور بے حیائی کا
وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾	اور یہ کہ تم کہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اُس کی جو نازل فرمایا ہے اللہ نے
قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ	تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اُس کی ہم نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو
اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـــًٔا	بھلا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ سمجھتے ہوں کچھ
وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾	اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔
وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور حال اُن کا جنہوں نے کفر کیا یہ ہے
كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ	جیسے مثال اُس کی جو بلاتا ہے اُنہیں جو کچھ نہیں سنتے سوائے چیخ اور پکار کے
صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾	وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

اِن آیات میں تمام انسانوں کو ایسی غذا کھانے کا حکم دیا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا اور جو طیب ہو یعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور اُس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا گیا ہو۔ اِن ہدایات کے برعکس روش اختیار کرنا شیطان کی پیروی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بے حیائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ جب نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے کلام کی پیروی کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اندھوں اور بہروں کی طرح سنی اَن سنی کر دیتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آباء و اجداد کی روش پر ہی چلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ضد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۳

کھانے کے حقیقی آداب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ	کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے دی ہیں تمہیں
وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ	اور شکر ادا کیا کرو اللہ کا
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾	اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو۔
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ	بے شک اُس نے حرام کیا ہے تم پر مردار
وَالدَّمَ	اور خون
وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ	اور خنزیر کا گوشت
وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ	اور وہ پکارا جائے جس پر اللہ کے سوا کسی کا نام
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ	پھر جو لاچار کر دیا جائے (بھوک سے)، نہ وہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ	تو نہیں کوئی گناہ اُس پر (بقدرِ ضرورت کھالینے میں)
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو کھانے کے حقیقی آداب سے آگاہ کر رہی ہیں۔ یہ آداب تین ہیں۔ اوّل یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ ہو۔ دوئم یہ کہ رزق کی فراہمی اور بھوک کی تسکین حاصل ہونے پر محسنِ حقیقی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ سوئم رزق سے ملنے والی توانائی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسا کھانا حرام کر دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ پہلی تین چیزیں نجس ہیں۔ چوتھی شے کو شرک کی آلائش نے حرام کر دیا ہے۔ البتہ مجبوری کی صورت میں جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت حرام کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۶

علمائے سوء پر اللہ تعالیٰ کا غضب

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ	بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اُسے جو نازل کیا ہے اللہ نے کتاب میں سے
وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ	اور لیتے ہیں اُس (حق کے چھپانے) پر تھوڑی سی قیمت
اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ	وہ نہیں بھرتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ
وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اور بات تک نہ کرے گا اُن سے اللہ قیامت کے دن
وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ	اور نہ ہی (اُن کے گناہ بخش کر) پاک کرے گا اُنہیں
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى	یہی وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی ہدایت

	کی بدلے میں
وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ	اور عذاب بخشش کے بدلے میں
فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾	تو وہ کیا ہی صبر کرنے والے ہیں آگ پر۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ	یہ سزا اِس لیے ہے کہ اللہ نے نازل کی ہے کتاب حق کے ساتھ
وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ	اور بے شک وہ لوگ جو اختلاف کرتے ہیں کتاب (کی تعلیمات) میں
لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۱/۹/۵	وہ یقیناً بہت دور کی مخالفت میں ہیں۔

اِن آیات میں اُن علماء سوء پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا بیان ہے جو اُس کی کتاب کی تعلیمات کو چھپاتے ہیں اور تھوڑی سی قیمت کے عوض لوگوں کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اُنہوں نے سودا کر لیا گمراہی کا ہدایت کے بدلہ میں۔ ایسے لوگ فتویٰ فروشی اور حق کو چھپانے کی قیمت لے کر اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ ہی اُنہیں گناہوں کی سزا دے کر جہنم سے نکالے گا۔ یہ وہ بد نصیب ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی اور بخشش کے بدلہ میں عذاب کو پسند کر لیا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ جانتے بوجھتے ابدی خسارے کا سودا کر رہے ہیں۔

آیت ۱۷۷

نیکی کا صحیح تصور

لَيْسَ الْبِرَّ	نیکی بس یہی نہیں ہے
اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ	کہ تم (نماز میں) پھیر لو اپنے چہرے

قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ	مشرق اور مغرب کی طرف
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ	اور لیکن نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لایا اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور آخرت کے دن پر
وَالْمَلٰٓئِكَةِ	اور فرشتوں پر
وَالْكِتٰبِ	اور کتابوں پر
وَالنَّبِيّٖنَ ۚ	اور نبیوںؑ پر
وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ	اور اُس نے دیا مال باوجود اِس (مال) کی محبت کے
ذَوِي الْقُرْبٰى	قرابت داروں کو
وَالْيَتٰمٰى	اور یتیموں کو
وَالْمَسٰكِيْنَ	اور محتاجوں کو
وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ	اور مسافروں کو
وَالسَّآئِلِيْنَ	اور مانگنے والوں کو
وَفِي الرِّقَابِ ۚ	اور گردنوں کے چھڑانے میں
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ	اور جو قائم رکھے نماز
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ	اور دیتا رہے زکوٰۃ
وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ	اور وہ پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب بھی عہد کریں

وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ	اور بالخصوص صبر کرنے والے ہیں سختیوں میں
وَ الضَّرَّآءِ	اور تکالیف میں
وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ	اور لڑائی کے وقت
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ	یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ثابت ہوئے (نیکی کی راہ میں)
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾	اور یہی لوگ متقی ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تحویلِ قبلہ کی بحث کے ضمن میں فرمایا کہ نیکی بس یہ ہی نہیں کہ نماز ادا کرتے ہوئے اپنے رخ کو مشرق یا مغرب کی طرف کر لیا جائے۔ گویا نیکی کے محدود تصور کی نفی کر کے نیکی کا صحیح تصور بیان کیا گیا۔ واضح کیا گیا کہ نیکی کا تعلق عمل کرنے والے سے ہے۔ وہی شخص نیک ہے جس کا اللہ، آخرت اور رسالت پر ایمان ہو۔ ایمان اُس کی نیکی کی روح ہے یعنی اُس کی نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا، آخرت کی فلاح اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے خلاف نہ ہو۔ وہ انسانی ہمدردی پر اپنا محبوب مال خرچ کرنے والا ہو، عبادات کا اہتمام کرنے والا ہو، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہو اور حق و باطل کے معرکہ میں حصہ لے کر باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والا ہو۔ ایسا شخص نہ صرف نیک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی سچا اور متقی انسان ہے۔

آیات ۱۷۸ تا ۱۷۹

ناحق مقتول کے قصاص کا حکم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ	فرض کر دیا گیا ہے تم پر قصاص لینا (ناحق) مقتولوں کا
اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ	آزاد (قاتل) کے بدلہ میں وہی آزاد (قاتل)

وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ	اور غلام (قاتل) کے بدلہ میں وہی غلام (قاتل)
وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ	اور (قاتلہ) عورت کے بدلہ میں وہی (قاتلہ) عورت
فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ	پھر معاف کر دیا جائے جسے اُس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ بھی
فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ	تو پیروی کرنا ہے دستور کے مطابق
وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ	اور ادائیگی کرنی ہے اُسے دیت کی اچھے طریقہ سے
ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ	یہ ایک سہولت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت
فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ	پس جس نے زیادتی کی اِس کے بعد
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾	تو اُس کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ	اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو!
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾	تاکہ تم بچ سکو (خونریزی سے)۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ قاتل پر اگر جرم ثابت ہو جائے تو اُس سے قصاص لیا جائے۔ اگر اصلاح کا امکان ہو تو مقتول کے ورثاء غیر مشروط طور پر یا دیت لے کر قاتل کو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ اِس صورت میں قاتل کو چاہیے کہ وہ مقتول کے ورثاء کا احسان مند ہو اور اگر دیت ادا کرنی ہے تو پوری پوری ادا کر دے۔ البتہ اگر قاتل کو معاف کرنے سے مجرموں کے اور جری ہونے کا امکان ہو تو قصاص لینا ہی بہتر اور معاشرے میں جانوں کی حفاظت کا ضامن ہے۔

آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲

وصیت کے حوالے سے ہدایات

كُتِبَ عَلَيْكُمْ	فرض کیا گیا ہے تم پر
اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت
اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖ الْوَصِيَّةُ	اگر وہ چھوڑ رہا ہو کچھ مال تو وصیت کرنا
لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ	والدین اور قرابت داروں کے لیے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾	لازم ہے (یہ حکم) متقیوں پر۔
فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ	پھر جس نے بدل دیا وصیت کو اِس کے بعد کہ اُس نے سن لیا اُسے
فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ	تو بے شک اِس کا گناہ اُنہی پر ہے جنہوں نے بدلا وصیت کو
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا	پھر جو کوئی اندیشہ محسوس کرے وصیت کرنے والے سے طرف داری یا گناہ کا
فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ	پس وہ صلح کرادے اُن کے درمیان
فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ	تو کچھ گناہ نہیں اُس پر
ع ۲۲/۶ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں لازم کیا گیا کہ ہر ایسا شخص جو کچھ مال چھوڑ کر مر رہا ہو اپنے والدین اور قرابت داروں کے لیے وصیت کرے۔ اگر کسی نے وصیت کو بدلا تو گناہ بدلنے والے کو ہو گا۔ البتہ اگر کسی نے کسی جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے وصیت سے ظلم یا جانبداری کا عنصر ختم کیا تو کوئی حرج نہیں۔ سورۂ نساء میں وراثت کے احکامات آنے کے بعد وصیت کرنے کا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ البتہ کل ترکہ کے ایک تہائی حصہ کی وصیت غیر ورثاء کے لیے کی جا سکتی ہے۔

آیات ۱۸۳ تا ۱۸۴

روزہ کا ابتدائی حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ	فرض کر دیا گیا ہے تم پر روزہ رکھنا
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	جس طرح فرض کیا گیا تھا اُن پر جو تم سے پہلے تھے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾	تاکہ تم بچ سکو (اللہ کی نافرمانی سے)۔
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ	چند دن ہیں گنتی کے
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	پھر جو ہو تم میں سے بیمار یا سفر پر
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ	تو گنتی پوری کرنا ہے دوسرے دنوں میں
وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ	اور اُن پر جو طاقت رکھتے ہوں روزہ رکھنے کی (اور روزہ نہ رکھیں) فدیہ ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا
فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ	اور جو خوشی سے کرے کوئی نیکی تو وہ بہتر ہے اُسی کے لیے
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ	اور اگر تم روزہ رکھو، بہتر ہے تمہارے لیے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾	اگر تم جانتے ہو۔

اِن آیات کے ذریعہ ہر قمری ماہ کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تاریخ اور محرم میں عاشورہ کا روزہ فرض کیا گیا۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد اِن روزوں کی فرضیت ختم کر دی گئی۔ روزہ کی حکمت یہ بتائی گئی کہ اِس کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی صلاحیت یعنی تقویٰ حاصل کر سکوگے۔ صحابہ کرامؓ چونکہ اِس عبادت کے عادی نہ تھے لہٰذا رعایت دی گئی کہ سفر یا بیماری کے دوران روزہ نہ رکھا جائے اور بعد میں چھوٹ جانے والے روزے رکھ کر تعداد پوری کر لی جائے۔ جو روزہ کی طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہ رکھنا چاہے تو وہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دے۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد یہ آخری رعایت ختم کر دی گئی۔

آیت ۱۸۵

رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ	رمضان کا مہینہ وہ ہے نازل کیا گیا جس میں قرآن
هُدًى لِّلنَّاسِ	یہ ہدایت ہے لوگوں کے لیے
وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ	اور (اِس میں) واضح دلائل ہیں ہدایت اور حق و باطل میں فرق کرنے کے
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ	پس جو پائے تم میں سے اِس مہینہ کو تو وہ روزہ رکھے اِس (پورے مہینے) کا
وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	اور جو ہو بیمار یا سفر پر
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ	تو گنتی پوری کرنا ہے دوسرے دنوں میں

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ	چاہتا ہے اللہ تمہارے لیے آسانی
وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫	اور وہ نہیں چاہتا تمہارے لیے مشکل
وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ	اور تاکہ تم پوری کرو گنتی
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ	اور تاکہ تم بڑائی کا اظہار کرو (اپنے قول اور عمل سے) اللہ کے لیے اِس پر کہ اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾	اور تاکہ تم شکر ادا کر سکو اُس کا۔

اِس آیت کی رُو سے رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ ماہِ رمضان کو یہ سعادت اِس لیے دی گئی کہ وہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے۔ اِس ماہ میں قرآنِ حکیم کو لوحِ محفوظ سے دنیوی آسمان پر نازل کیا گیا۔ قرآنِ حکیم کی اِس شان کو نمایاں کیا گیا کہ یہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اِس میں ہدایت کے اور حق و باطل میں فرق کرنے کے واضح دلائل ہیں۔ مسافر اور بیمار کو دوسرے دنوں میں روزے رکھنے کی رعایت دی گئی۔ آیت کے آخر میں حکم دیا گیا کہ جس طرح تم نے روزہ کے دوران اللہ تعالیٰ کو بڑا مانتے ہوئے نفسانی خواہشات کی تسکین سے اجتناب کیا اِسی طرح زندگی کے ہر گوشہ میں اُس کی نافرمانی سے بچ کر اُس کی بڑائی جاری و ساری کرو۔ تم اِسی طرح اُس کے احسانات کا شکر ادا کر سکو گے

آیت ۱۸۶

اللہ تعالیٰ ہر دعا کا جواب دیتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ	اور اے نبیؐ! جب پوچھیں آپؐ سے میرے بندے میرے بارے میں
فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ	تو بے شک میں بہت ہی قریب ہوں

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ	میں قبول کرتا ہوں دعا ہر پکارنے والے کی جب بھی وہ پکارتا ہے مجھے
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ	پس اُنہیں چاہیے کہ وہ بھی کہنا مانیں میرا
وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ	اور ایمان رکھیں مجھ ہی پر
لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾	تاکہ وہ ہدایت پالیں۔

اِس آیت میں روزہ کی عبادت کا حاصل یہ بتایا گیا ہے کہ اِس سے انسان میں اللہ تعالیٰ کی قربت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی بندہ اُس کی قربت چاہے تو اُسے بتادیا جائے کہ وہ بہت قریب ہے۔ اُس کے اور بندہ کے درمیان کوئی واسطہ یا وسیلہ نہیں۔

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

جب بھی کوئی پکارنے والا اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو وہ اُس کی پکار کا جواب دیتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے، رہ روِ منزل ہی نہیں

ہر دور اور ہر مذہب میں نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان خود کو واسطہ اور وسیلہ قرار دیا اور بندوں سے نذرانے وصول کر کے اُن کا استحصال کیا۔ یہ آیت واسطوں اور وسیلوں کی نفی کر کے بندوں کو استحصال سے بچا رہی ہے اور اُن کے لیے رحمتِ خداوندی کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ البتہ یہ آیت خبردار بھی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ دو طرفہ ہو گا۔ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا لیکن تم بھی تو اُس کے احکامات پر لبیک کہو اور اُس کا کہنا مانو۔ تم اُس کے احکامات کو پاؤں تلے روندو اور امید کرو کہ وہ تمہاری دعائیں پوری فرمائے گا، یہ ممکن نہیں۔

آیت ۱۸۷

مسلمانوں اور یہودیوں کے روزے کا فرق

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ	حلال کر دیا گیا تمہارے لیے روزہ کی رات میں جانا اپنی بیویوں کے پاس
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ	وہ لباس ہیں تمہارے لیے اور تم لباس ہو اُن کے لیے
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ	جانتا ہے اللہ کہ تم (اُن کے پاس جا کر) خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے
فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ	پس اُس نے نظر کرم فرمائی تم پر اور معاف کر دیا تمہیں
فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ	سو اب تم ملو اُن سے
وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠	اور طلب کرو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے
وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا	اور کھاؤ اور پیو
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠	یہاں تک کہ نمایاں ہو جائے تمہارے لیے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے فجر کے وقت
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ	پھر پورا کرو روزہ رات تک
وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ	اور نہ ملو بیویوں سے جبکہ تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ	یہ اللہ کی طے کردہ حدیں ہیں پس مت قریب جاؤ اُن کے

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ اپنی آیات لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾	تاکہ وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچ سکیں۔

اِس آیت میں فرمایا کہ مسلمان روزے کی راتوں میں بیویوں سے تعلق قائم کر سکتے ہیں اور طلوعِ فجر سے قبل سحری بھی کھا سکتے ہیں۔ یہودیوں کو اُن کے روزے کی راتوں میں اِن دو امور کی اجازت نہ تھی۔ البتہ فرمایا کہ جب تم مساجد میں حالتِ اعتکاف میں ہو تو پھر بیویوں سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

آیت ۱۸۸

زندگی بھر کے روزے کا حکم

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	اور نہ کھایا کرو اپنے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے
وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ	اور نہ ہی ذریعہ بناؤ اِنہیں (بطورِ رشوت دے کر) حکام تک رسائی کا
لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ	تاکہ تم کھا سکو کچھ حصہ لوگوں کے مال کا گناہ کے ساتھ
ع ۲۳ ۶ ۷ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع	حالانکہ تم جانتے ہو۔

اِس آیت میں ایسے روزہ کا ذکر ہے جسے پوری زندگی رکھنا ضروری ہے۔ یہ روزہ دراصل بچنا ہے حرام کمائی کی ہر صورت سے۔ ارشاد ہوا کہ دوسروں کا مال ناحق طریقوں یعنی چوری، خیانت، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی، سود خوری، رشوت، دغابازی وغیرہ سے مت کھاؤ۔ نہ ہی حکام کو رشوت دو تاکہ تم اپنی حرام خوری پر قانون کی گرفت سے بچ سکو۔

آیت ۱۸۹

نیکی کا خود ساختہ رسومات سے تعلق نہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے چاند (کے گھٹنے بڑھنے) کے بارے میں
قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ	فرمایئے وہ مقررہ اوقات ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے لیے
وَ لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا	اور نہیں ہے یہ کوئی نیکی کہ تم آؤ گھروں میں اُن کے پچھواڑے سے
وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ	اور لیکن نیکی تو اُس کی ہے جو بچا (اللہ کی) نافرمانی سے
وَ اْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪	اور آیا کرو گھروں میں اُن کے دروازوں سے
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾	اور بچو (اللہ کی) نافرمانی سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اِس آیت میں چاند کی اہمیت بتائی گئی کہ یہ اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ ہے اور خاص طور پر حج کی عبادت کے وقت کا تعین کرتا ہے۔ مشرکین اگر حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لیتے اور گھر سے نکل پڑتے تو کسی ضرورت کے وقت دوبارہ گھر میں داخل ہونے کے لیے سیدھے راستہ سے آنا حرام سمجھتے۔ فرمایا کہ یہ تمہارا من گھڑت خیال ہے اور اِس کا نیکی سے کوئی تعلق نہیں۔ نیکی اُس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُس کی نافرمانی سے بچتا رہے یعنی متقی ہو۔ متقی کی صفات آیت ۱۷۷ میں سامنے آچکی ہیں۔

آیات ۱۹۰ تا ۱۹۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کا حکم

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ	اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے

وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ	اور زیادتی نہ کرنا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا زیادتی کرنے والوں کو۔
وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ	اور قتل کرو اُنہیں جہاں کہیں بھی پاؤ اُنہیں
وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ	اور نکالو اُنہیں وہاں سے جہاں سے اُنہوں نے نکالا ہے تمہیں
وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ	اور فتنہ (اللہ کے راستہ سے روکنا) زیادہ برا ہے خونریزی سے
وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور نہ لڑو اُن سے مسجدِ حرام کے پاس
حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ	یہاں تک کہ وہ لڑیں تم سے وہاں
فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ	پھر اگر وہ لڑیں تم سے (وہاں) تو قتل کرو اُنہیں
كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾	اور اِسی طرح سے بدلہ ہے کافروں کا۔
فَاِنِ انْتَهَوْا	پس اگر وہ باز آجائیں
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسے لوگوں سے لڑیں جو اُن پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ پورے مکی دور میں مسلمانوں کو کفار کے ظلم کے مقابلے میں لڑنے کا نہیں بلکہ صبر محض، یعنی ہر تشدد کے جواب میں ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم تھا۔ اب اجازت دی گئی کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔ حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک کر دو۔ اگر مشرکین حدودِ حرم کا پاس نہ کریں تو تم بھی اُن کی زیادتی کا جواب دو، لیکن خود نہ زیادتی کرو اور نہ ہی حدودِ حرم کی حرمت پامال کرو۔

آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴

جب تک دین غالب نہ ہو جائے لڑتے رہو

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ	اور لڑو اُن (مشرکین) سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ
وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ	اور ہو جائے (غالب) دین صرف اللہ کا
فَاِنِ انْتَهَوْا	پھر اگر وہ باز آ جائیں
فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾	تو بدلہ نہیں لیا جائے گا مگر صرف ظالموں سے۔
اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ	حرمت والے مہینہ کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہی ہے
وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ	اور تمام حرمتوں کا بھی بدلہ ہے
فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ	پھر جو زیادتی کرے تم پر
فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪	تو بدلہ لو اُس سے ویسا جیسی اُس نے زیادتی کی ہے تم پر
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾	اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

یہ آیات مسلمانوں کو حکم دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہونے تک دین کے دشمنوں سے جنگ جاری رکھو۔ اگر مخالفین حرمت والے مہینوں کا احترام نہ کریں تو تم بھی اُن کی زیادتی کا بدلہ لو۔ البتہ خود نہ حرمت والے مہینوں کی خلاف ورزی کرو اور نہ ہی کسی قسم کی زیادتی کرو۔

آیت ۱۹۵

ہلاکت سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں
وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ	اور نہ ڈالو (خود کو) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں
وَ اَحْسِنُوْا ۛۚ	اور نیکی کرتے رہو
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾	بے شک اللہ پسند کرتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ جنگ بغیر مال کے نہیں لڑی جاسکتی لہٰذا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ جان لو کہ مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا تمہیں آخرت میں جہنم سے بچائے گا اور دنیا میں بھی مال و جان کا جہاد ہی تمہاری بقا، سلامتی اور وقار کا ضامن ہے۔

آیت ۱۹۶

حج اور عمرہ کے لیے احکامات

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ	اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لیے
فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ	پھر اگر تم روک دیے جاؤ
فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ	تو جو میسر ہو قربانی میں سے (وہ آگے بھیج دو)
وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ	اور نہ مُنڈاؤ اپنے سر
حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ	یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی کا جانور اپنی مقام پر

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا	پھر جو ہو تم میں سے بیمار
اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ	یا اُسے ہو کچھ تکلیف اپنے سر میں (اور وہ سر منڈوالے)
فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ	تو فدیہ ہو گا روزے رکھنا یا صدقہ دینا یا قربانی کرنا
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ وقفة	پھر جب تم امن میں ہو جاؤ
فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ	تو جس نے فائدہ اٹھایا عمرہ کا حج کے ساتھ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ	تو جو میسر ہو قربانی میں سے (پیش کرے)
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ	پھر جو نہ پائے قربانی کی طاقت
فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ	تو روزہ رکھنا ہے تین دن کا حج کے دوران
وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ	اور سات دن کا جب تم لوٹ آؤ (گھر)
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ	یہ پورے دس ہوئے (روزے)
ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	یہ (ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کرنے کی رعایت) اُس کے لیے ہے، نہیں ہیں جس کے گھر والے رہنے والے مسجدِ حرام کے پاس
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع	اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

ع ۲۴ ۸ ۸

اِن آیات میں حج اور عمرہ کے حوالے سے ہدایات دی گئیں۔ حج و عمرہ کی نیت سے گھر سے نکلنے کے بعد اگر حرم پہنچنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر قربانی کا جانور حدودِ حرم تک پہنچانا ہو گا اور اُس کے قربان ہونے تک سر منڈوانا ممنوع ہے۔ اگر مجبوری میں سر منڈوانا پڑے تو پھر فدیہ میں تین روزے رکھنا ہوں گے یا چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہو گا یا ایک بکری کی قربانی پیش کرنا ہو گی۔ جو لوگ مسجدِ حرام سے دور آباد ہیں وہ ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کر سکتے ہیں لیکن اُنہیں ایک قربانی پیش کرنا ہو گی۔ قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھنے ہوں گے۔ تین حج کے دنوں میں اور سات گھر لوٹ کر آنے کے بعد۔

آیات ۱۹۷ تا ۱۹۹

فریضۂ حج کے آداب

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ	حج کے جانے پہچانے مہینے ہیں
فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ	پس جس نے عزم کر لیا اِن میں حج کا
فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ	تو نہیں کرنی کوئی فحش گوئی اور نہ نافرمانی اور نہ جھگڑا حج کے دوران
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ	اور جو بھی تم کرو گے نیکی، جانتا ہے اُسے اللہ
وَتَزَوَّدُوْا	اور زادِ راہ (یعنی ضروریاتِ سفر) لے لیا کرو
فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى	پھر بلاشبہ بہترین زادِ راہ اللہ کی نافرمانی سے بچنا ہے۔
وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾	اور بچو میری نافرمانی سے اے عقلمندو!
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	نہیں ہے تم پر کوئی گناہ
اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ	کہ تم تلاش کرو کوئی فضل اپنے رب کی طرف سے

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ	پھر جب تم واپس آؤ عرفات سے
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ	تو ذِکر کرو اللہ کا مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس
وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ	اور ذکر اُس کا جیسے اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں
وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾	اور بے شک تم تھے اِس سے پہلے یقیناً ناواقفوں میں سے۔
ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ	پھر تم لوٹو وہیں سے جہاں سے لوٹتے ہیں لوگ
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ	اور بخشش مانگو اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات حج کے آداب سکھا رہی ہیں۔ حج کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ بے حیائی، نافرمانی، جھگڑے اور ریاکاری سے بچیں۔ حج کے سفر میں کسی پر بوجھ نہ بنیں اور اپنا خرچ ساتھ لے کر جائیں۔ حج کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور خاص طور پر اُس سے گناہوں کی بخشش مانگیں۔ حج کی قبولیت کا مظہر یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا رخ بدل جائے اور وہ خدا خوفی کا پاکیزہ رنگ اختیار کر لے۔

آیات ۲۰۰ تا ۲۰۳

صرف دنیا کے طلب گار نہ بنو

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ	پھر جب تم پورے کر چکو اپنے حج کے ارکان
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ	تو ذکر کرو اللہ کا جیسے تمہارا یاد کرنا ہوتا تھا اپنے باپ دادا کو
اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ	یا اِس سے بھی زیادہ ہو ذکر کرنا (اللہ کا)

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ	پھر لوگوں میں سے کوئی دعا کرتا ہے
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا	اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں
وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾	اور نہیں ہے اُس کا آخرت میں کچھ حصّہ۔
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ	اور اُن میں سے کوئی دعا کرتا ہے
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً	اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں بھلائی
وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً	اور آخرت میں بھی بھلائی
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾	اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا	یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصّہ ہے اُس میں سے جو اُنہوں نے کمایا
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾	اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ	اور ذکر کرو اللہ کا گنتی کے چند (یعنی تین) دنوں میں
فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ	پھر جس نے جلدی کی دو دِنوں میں تو نہیں ہے کوئی گناہ اُس پر
وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى	اور جس نے تاخیر کی (تین دن تک) تو نہیں کوئی گناہ اُس پر بھی (لیکن) اُس کے لیے جو بچتا رہے نافرمانی سے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾	اور جان لو کہ تم اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

اِن آیات میں تلقین کی گئی کہ حج کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اُس سے دعائیں مانگتے رہو۔ البتہ اُس سے صرف دنیا کی نعمتیں نہ مانگو بلکہ آخرت میں بھی بھلائی عطا کرنے کی التجا کرو۔ جو لوگ صرف دنیا مانگیں گے اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ہاں جو لوگ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی دعا کریں گے اُنہیں اُن کے نیک اعمال کا اجر دیا جائے گا۔ خاص طور پر ہدایت دی گئی کہ ارکانِ حج کی تکمیل پر ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کے دوران منیٰ کی وادی میں اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو اور اُس کی نافرمانیوں سے بچنے کے لیے خصوصی احتیاط کرو۔

آیات ۲۰۴ تا ۲۰۷

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کردار

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے کہ (اے نبیؐ!) بھلی لگتی ہے آپؐ کو جس کی بات دنیا کی زندگی کے بارے میں
وَ یُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ	اور وہ گواہ بناتا ہے اللہ کو اُس پر جو اُس کے دل میں ہے
وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾	حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔
وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا	اور جب بھی اُسے اختیار ملتا ہے، وہ کوشش کرتا ہے زمین میں کہ فساد مچائے اُس میں
وَ یُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ	اور برباد کر دے کھیتیوں اور نسلوں کو
وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کو۔
وَ اِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ	اور جب کہا جاتا ہے اُس سے کہ بچو اللہ کی نافرمانی سے
اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ	تو پکڑے رکھتی ہے اُسے عزتِ نفس گناہ پر

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ	پس کافی ہے اُس کے لیے جہنم
وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾	اور یقیناً وہ برا ٹھکانہ ہے۔
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو کھپا دیتا ہے اپنی جان حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا
وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾	اور اللہ بہت ہی مہربان ہے (ایسے) بندوں پر۔

اِن آیات میں دو کرداروں کا بیان ہے۔ ناپسندیدہ کردار یہ ہے کہ انسان گفتگو میں تو دوسروں کے دل موہ لینے کی کوشش کرے لیکن عملی طور پر جوں ہی موقع ملے دوسروں کی جان، مال اور آبرو کو نقصان پہنچائے۔ ایسے کردار کا انجام جہنم ہے۔ پسندیدہ کردار اُس کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر سب کچھ لٹا دینے پر آمادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے پر خلوص لوگوں کے حق میں انتہائی نرمی و شفقت کرنے والا ہے۔

آیات ۲۰۸ تا ۲۱۰

پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو!
ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪	داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے
وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ	اور پیروی نہ کرو شیطان کے نقش قدم کی
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾	بے شک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔
فَاِنْ زَلَلْتُمْ	پھر اگر تم ڈگمگا گئے

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ الۡبَيِّنٰتُ	اِس کے بعد کہ جو آ چکے ہیں تمہارے پاس واضح دلائل
فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۰۹﴾	تو جان لو کہ اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ	وہ نہیں انتظار کر رہے ہیں مگر اِس کا کہ آ جائے اللہ بادلوں کے سائبانوں میں اور فرشتے
وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ ؕ	اور فیصلہ کر دیا جائے معاملہ کا
وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۲۱۰﴾ ع ۲۵ ۱۴ ۹	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو۔ یعنی زندگی کے ہر گوشہ میں اور انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی جزوی اطاعت دراصل شیطان کی پیروی ہے۔ واضح ہدایات آنے کے باوجود پورے کے پورے اسلام پر عمل نہ کرنا اِس بات کا مظہر ہے کہ انسان اب روزِ قیامت ہی کا انتظار کر رہا ہے جس روز اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ زمین پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام معاملات کا فیصلہ چکا دیا جائے گا۔

آیات ۲۱۱ تا ۲۱۲

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

سَلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ كَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ اٰيَةٍۭ بَيِّنَةٍ ؕ	اے نبیؐ! پوچھیے بنی اسرائیل سے کس قدر ہم نے دیں اُنہیں واضح نشانیاں
وَمَنۡ يُّبَدِّلۡ نِعۡمَةَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ	اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت کو اِس کے بعد کہ وہ آ چکی ہو اُس کے پاس
فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾	تو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	خوشنما کردی گئی ہے اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا دنیا کی زندگی
وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ	اور وہ مذاق اڑاتے ہیں اُن کا جو ایمان لائے
وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	اور وہ جنہوں نے پرہیز گاری اختیار کی غالب ہوں گے اُن پر روزِ قیامت
وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾	اور اللہ رزق عطا فرماتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

یہ آیات بنی اسرائیل کے طرزِ عمل کے حوالے سے یہ حقیقت بیان کر رہی ہیں کہ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ نعمتوں کی ناشکری کی وجہ یہ ہے کہ نادان لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ آخرت کے طلب گار متقیوں کو بیوقوف سمجھتے ہیں اور اُن کا مذاق اڑاتے ہیں۔ البتہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے متقی بندے جنت کے بلند مقامات پر ہوں گے اور اُس کی بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اِس کے برعکس دنیادار جہنم کی پستیوں میں سخت عذاب کا مزہ چکھ رہے ہوں گے۔

آیت ۲۱۳

تفرقہ کا سبب، چودھراہٹ کی خواہش

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟	تھے سب لوگ ایک ہی امت
فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪	(جب اُنہوں نے اختلاف کیا) تو بھیجے اللہ نے انبیاءؑ بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر
وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	اور نازل فرمائی اُن کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ

لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ	تاکہ وہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان اُس کا، اُنہوں نے اختلاف کیا تھا جس میں
وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ	اوراختلاف نہیں کیااِس میں مگراُنہوں نے جنہیں دی گئی تھی کتاب
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ	اِس کے بعد کہ آچکی تھیں اُن کے پاس واضح نشانیاں
بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ	ضد کی وجہ سے آپس میں
فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پس ہدایت دی اللہ نے اُنہیں جوایمان لائے
لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ	اُس بات کی، اُنہوں نے اختلاف کیا تھا جس میں حق کے ذریعہ اپنی توفیق سے
وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾	اوراللہ ہدایت عطافرماتاہے جسے چاہے سیدھے راستے کی۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ پہلے انسان اللہ تعالیٰ کے نبیؑ تھے لہٰذا نوعِ انسانی نے ہدایت کے ساتھ دنیامیں اپنے سفر کا آغاز کیا۔ بعد میں جب بھی کچھ لوگوں نے ہدایت کی راہ سے اختلاف کیاتو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو بھیج کر اور کتابیں نازل فرماکر اپنے بندوں پر حق کو واضح کر دیا۔ اختلافات کرنے والے انا پرست تھے اور اُن کے اختلافات کا سبب تھاباہم ضد اور اپنی برتری کی خواہش۔ آج مسلمانوں میں فرقہ واریت اور انتشار کا سبب بھی اِس آیت کی روشنی میں سمجھا جاسکتاہے۔

آیت ۲۱۴

جنت مشکلات میں گھیر دی گئی ہے

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ	کیاتم نے سمجھ لیاہے کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں

وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ	حالانکہ اب تک نہیں آئے تم پر اُن لوگوں جیسے حالات جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے
مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا	پہنچی اُنہیں سختی اور تکلیف اور وہ لرزا دیے گئے
حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ	یہاں تک کہ پکار اٹھے رسولؐ
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے تھے اُن کے ساتھ
مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ	کب ہو گی اللہ کی مدد؟
اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ﴿۲۱۴﴾	سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اِس آیت میں خبر دار کیا گیا کہ ایمان کے محض زبانی دعویٰ سے جنت نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعہ بندوں کے خلوص کا امتحان لیتا ہے۔ جو آزمائشوں میں ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں وہی جنت میں جانے کے حق دار بنتے ہیں۔ ماضی میں اہلِ ایمان پر ہلا دینے والی سختیاں اور آزمائشیں آئیں۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسولؐ اور اہلِ ایمان پکار اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ اُنہیں تسلی دی گئی کہ ثابت قدم رہو، عنقریب اللہ کی مدد آئے گی۔

آیت ۲۱۵

انفاق کن کے لیے کیا جائے؟

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے کہ کیا خرچ کریں؟
قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ	فرمایئے تم جو بھی خرچ کرو مال میں سے
فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ	تو (خرچ کرو) والدین اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے

ابْنِ السَّبِیْلِ ؕ	
وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ	اور جو بھی تم کرو گے نیکی
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾	تو بلاشبہ اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

یہ آیت اِس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ انفاق کن لوگوں پر کیا جائے؟ بتایا گیا کہ انفاق کے حق دار والدین، قرابت دار، یتیم، محتاج اور مسافر ہیں۔ البتہ انفاق کے حوالے سے یہ حقیقت ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اِس کے پیچھے نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ اُسے ہر کسی کے انفاق کا علم ہے۔ اپنے انفاق کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں۔

آیت ۲۱۶

جنگ کی فرضیت کا حکم

كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ	فرض کیا گیا ہے تم پر جنگ کرنا اور وہ ناپسند ہے تمہیں
وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ	اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ بہتر ہو تمہارے لیے
وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ	اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ بری ہو تمہارے لیے
وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ع ۲۶ ۱۰

اِس آیت میں قتال یعنی جنگ کی فرضیت کا حکم دیا گیا ہے۔ ممکن ہے قتال لوگوں کو پسند نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے علمِ کامل کی روشنی میں اِسی میں خیر ہے۔ ظلم و استحصال کرنے والے اگر تبلیغ کے ذریعہ آمادۂ اصلاح نہ ہوں تو پھر قتال کے ذریعہ سے اُن کے ظلم کو روکا جاتا ہے۔ انسان کا علم محدود ہے لہٰذا وہ خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھ بیٹھتا ہے۔

آیت ۲۱۷

کفار کے جرائم زیادہ سنگین ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے حرمت والے مہینے کے بارے میں یعنی جنگ کرنا کیسا ہے اُس میں؟
قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ	فرمایئے جنگ کرنا کہ اِس ماہ میں بڑا گناہ ہے
وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ	اور روکنا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اُس کے ساتھ
وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ	اور (روکنا) مسجدِ حرام سے
وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ	اور نکال دینا اُس میں بسنے والوں کو وہاں سے
اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ	زیادہ بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک
وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ	اور فتنہ زیادہ بڑا ہے خونریزی سے
وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ	اور ہمیشہ لڑتے رہیں گے تم سے (کافر)
حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ	یہاں تک کہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر ایسا کر سکیں
وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ	اور جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے
فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ	پھر مرا اِس حال میں کہ وہ کافر تھا
فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ	تو یہی وہ (بدنصیب) ہیں کہ برباد ہوگئے اُن کے اعمال دنیا اور آخرت میں

وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	اور یہی لوگ جہنم والے ہیں۔
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یہ آیت مسلمانوں سے ہونے والی ایک خطا کا دفاع کر رہی ہے۔ ہوا یوں کہ وادیٔ نخلہ میں مسلمانوں کی کفار سے اچانک مڈ بھیڑ ہو گئی۔ مسلمانوں کے ہاتھوں ایک مشرک جہنم واصل ہو گیا۔ اتفاق سے یہ واقعہ حرمت والے مہینے میں ہوا۔ قریش نے اِس پر طوفان اٹھا دیا۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حرمت والے مہینہ میں جنگ کرنا حرام ہے۔ البتہ طوفان اٹھانے والے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔ اُس کی راہ اور مسجدِ حرام سے دوسروں کو روکا۔ اُن کے جرائم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بڑے ہیں۔ اہلِ ایمان کو خبر دار کیا گیا کہ کافروں کی باتوں کا اثر نہ لیں۔ وہ خود تو برباد ہوئے ہیں تمہیں بھی برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جس نے کفار کی باتوں میں آکر دینِ اسلام سے رخ پھیرا، پھر بغیر توبہ کیے مر گیا تو اُس کی تمام نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلے گا۔

آیت ۲۱۸

اللہ تعالیٰ کی رحمت کن کے لیے ہے؟

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا	اور جنہوں نے ہجرت کی
وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ	اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں
اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ	یہی وہ لوگ ہیں جو اُمید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی
وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سچے امید وار کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو دل سے ایمان لائے، پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وطن اور مال واسباب کو چھوڑ کر ہجرت کی اور اُس کے دین کی سربلندی کے لیے اُس کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیا۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعائیں کرنے کے حق دار ہیں۔ دین کی خاطر قربانی نہ دینا اور پھر بھی اللہ کی رحمت کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

آیات ۲۱۹ تا ۲۲۰

تین سوالات کے جوابات

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں
قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ	فرمایئے اِن دونوں میں بڑا گناہ ہے
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫	اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے
وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ	اور اِن دونوں کا گناہ زیادہ بڑا ہے اِن دونوں کے فائدہ سے
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ	اور وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے کیا خرچ کریں؟
قُلِ الْعَفْوَ ؕ	فرمایئے جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾	تاکہ تم غور و فکر کرو۔
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ	دنیا اور آخرت میں

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰى ؕ	اور وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے یتیموں کے بارے میں
قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ ؕ	فرمایئے خیر خواہی کرنا اُن کے لیے بہتر ہے
وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ	اور اگر تم شریک کرلو اپنے ساتھ اُنہیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں
وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ	اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ	اور اگر چاہتا اللہ تو یقیناً مشقت میں ڈال دیتا تمہیں
اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۲۰﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں تین سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ شراب اور جوئے کے بارے میں ابتدائی حکم دیا گیا کہ اِن میں بظاہر فائدہ ہے لیکن در حقیقت گناہ ہے۔ اِن کے گناہ کا پہلو فائدہ سے بڑھ کر ہے۔ مال خرچ کرنے کے حوالے سے اسلام کی اخلاقی تعلیم بتائی گئی کہ جو ضرورت سے زائد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو (قانونی اعتبار سے معین نصاب پر سال کے بعد زکوٰۃ دینا فرض ہے)۔ یتیموں کے حوالے سے اجازت دے دی گئی کہ تم اپنے اور اُن کے مال میں شراکت کر کے کوئی مشترکہ ضرورت پوری کر سکتے ہو۔ البتہ اگر کسی کی نیت اُن کا مال ہڑپ کرنے کی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔ اِن آیات میں اہم نکتہ یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ مختلف امور کی وضاحت اِس لیے کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔ محض دنیا کی فکر کرنا دنیاداری ہے اور صرف آخرت کی فکر کرنا رہبانیت ہے۔

آیت ۲۲۱

مسلمانوں کا مشرکین سے نکاح جائز نہیں

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ	اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ

	ایمان لے آئیں
وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ	اور یقیناً مومن کنیز بہتر ہے (آزاد) مشرک عورت سے اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں
وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ	اور نکاح میں نہ دو اپنی عورتوں کو مشرکوں کے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں
وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ	اور یقیناً مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک مرد سے، اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں
اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ	یہ (مشرک) تو بلاتے ہیں آگ کی طرف
وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ	اور اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کی طرف اپنی توفیق سے
وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ	اور واضح فرماتا ہے اپنی آیات لوگوں کے لیے
ع ۲۷ ۱۱ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ مسلمانوں کا مشرکین سے نکاح جائز نہیں۔ نکاح مرد اور عورت کے درمیان محض شہوانی تعلق ہی نہیں بلکہ اِس کے عقائد، اخلاق اور تمدن پر گہرے اثرات پڑتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک مسلمان فرد یا اُس کی اولاد مشرکانہ تصورات اختیار کر کے گمراہ ہو جائے اور جہنمی قرار پائے۔ لہٰذا اِس خطرے کی وجہ سے مشرکین کے ساتھ نکاح کو ناجائز قرار دیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ نکاح کرتے ہوئے ظاہری کمال و محاسن پر ایمان کو ترجیح دی جائے۔

آیات ۲۲۲ تا ۲۲۳

اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کی تیاری کرو

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ	اور اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے حیض کے بارے میں
قُلْ هُوَ اَذًى ۙ	فرمایئے وہ تکلیف کی حالت ہے
فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ ۙ	پس الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں
وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَ ۚ	اور قریب نہ جایا کرو اُن کے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں
فَاِذَا تَطَهَّرْنَ	پھر جب وہ پاک ہو جائیں
فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ	تو آؤ اُن کے پاس جہاں سے حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ	بے شک اللہ محبت کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں سے
وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾	اور وہ محبت کرتا ہے پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے۔
نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪	تمہاری بیویاں کھیتی ہیں تمہارے لیے
فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۪	پس آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو
وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ	اور آگے بھیجو اپنے لیے (نیکیاں)
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ	اور جان لو کہ تم ملنے والے ہو اُس سے

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۲۳﴾	اور خوشخبری دیجئے مومنوں کو۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ ایامِ ماہواری میں بیوی سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اُن کے ساتھ کھانا، پینا اور لیٹنا جائز ہے۔ پھر بشارت دی گئی کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں جو سابقہ گناہوں پر توبہ کرتے رہتے ہیں اور طہارت و پاکیزگی کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مزید بیان ہوا کہ بیوی انسان کے لیے ایسی کھیتی ہے جس سے اُسے اولاد کی صورت میں عظیم پھل حاصل ہوتا ہے۔ ایسا پھل جو دنیا و آخرت دونوں میں کام آنے والا ہے۔ لہٰذا انسان کو اِس کھیتی کے پاس محض تفریح یا لذت کے لیے نہیں بلکہ اولاد جیسی نعمت والا پھل حاصل کرنے کے لیے جانا چاہیے۔ پھر اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے تاکہ دنیا میں معاشرے کو دیانت دار افراد میسر ہوں اور آخرت کے لیے صدقۂ جاریہ کا توشہ حاصل ہو۔ آخر میں تنبیہ کی گئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہوگی۔ اگر اوپر دی گئی ہدایات پر عمل نہ کیا تو اللہ باز پرس فرمائے گا اور عمل کرنے کی صورت میں بھرپور انعامات سے نوازے گا۔

آیات ۲۲۴ تا ۲۲۵

نیکی نہ کرنے کی قسم مت کھاؤ

وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ	اور نہ بنالیا کرو اللہ کو آڑ اپنی قسموں کے لیے
اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ ؕ	کہ تم نیکی اور پرہیز گاری اور لوگوں کے درمیان صلح کی کوشش نہ کروگے
وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ	نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ غیر ارادی بات پر تمہاری قسموں میں
وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ	اور لیکن وہ پکڑے گا تمہیں اُن پر جس کا ارادہ کیا تمہارے

	دلوں نے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت بردبار ہے۔

اِن آیات میں نصیحت کی گئی کہ غصے میں اِس طرح کی قسم مت کھاؤ کہ کسی کے ساتھ نیکی نہیں کروں گا، آئندہ پرہیز گاری اختیار نہیں کروں گا یا لوگوں کے درمیان صلح نہیں کراؤں گا۔ احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے کسی بات کی قسم کھائی ہو اور بعد میں اُس پر واضح ہو جائے کہ اِس قسم کے توڑ دینے ہی میں خیر اور بھلائی ہے، اُسے قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ سورۂ مائدہ آیت ۸۹ کے مطابق قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا اُنہیں بقدرِ ستر پوشی کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ جو ایسا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ مسلسل تین دن کے روزے رکھے۔ البتہ جو قسمیں بطور تکیہ کلام یا بلا ارادہ زبان سے نکل جاتی ہیں، اُن پر نہ کفارہ ہے اور نہ ہی اُن پر گرفت ہو گی۔

آیات ۲۲۶ تا ۲۲۷

بیوی سے قطع تعلق کا مسئلہ

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ	اُن کے لیے جو قسم اُٹھالیں قریب نہ جانے کی اپنی بیویوں کے
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ	انتظار کرنا ہے چار مہینے
فَاِنْ فَآءُوْ	پھر اگر وہ رجوع کر لیں
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ	اور اگر وہ پکا ارادہ کر لیں طلاق کا
فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾	تو بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ شوہر کو اجازت نہیں کہ وہ ناراضگی کی بنیاد پر چارہ ماہ سے زائد بیوی سے قطع تعلق جاری رکھے۔ اگر کوئی قسم کھالے کہ اپنی بیوی کے قریب نہیں جاؤں گا تو وہ چار مہینے کے اندر اندر بیوی سے تعلق قائم کرلے یا پھر اُسے طلاق دے دے۔ پہلی صورت میں اُسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ اگر وہ دونوں میں سے کوئی صورت اختیار نہیں کرے گا تو عدالت اُسے مجبور کرے گی کہ وہ بیوی سے تعلق قائم کرے یا اُسے طلاق دے تاکہ اُس عورت پر ظلم نہ ہو۔

آیت ۲۲۸

طلاقِ رجعی کا مسئلہ

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ	اور طلاق یافتہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک
وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ	اور جائز نہیں اُن کے لیے کہ چھپائیں جو پیدا کیا ہے اللہ نے اُن کے رحموں میں
اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر
وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ	اور اُن کے شوہر زیادہ حق دار ہیں اُن کو لوٹا لینے کے اِس (مدت) میں اگر وہ چاہیں اصلاح
وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۖ	اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے اُن پر حقوق ہیں (مردوں کے) دستور کے مطابق
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ	اور مردوں کے لیے ہے اُن پر ایک درجہ (فضیلت)
ع ۲۸ ۱۲ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت کی رُو سے طلاق یافتہ خاتون کی عدت تین ایام ماہواری تک ہے۔ یہ حکم اُن خواتین کے لیے ہے جو بالغہ ہوں، شوہر سے مل چکی ہوں اور حاملہ نہ ہوں۔ ایک یا دو طلاق کے بعد عدت کے دوران طلاق رجعی ہوتی ہے یعنی شوہر بغیر دوبارہ نکاح کے رجوع کر سکتا ہے۔ اِس آیت میں خاندانی زندگی کے حوالے سے ایک اہم بات یہ بیان کی گئی کہ عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسے کہ اُن کے اوپر فرائض ہیں۔ گویا مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ عورتوں پر واضح کیا گیا کہ خاندان کے سربراہ کی حیثیت مرد کو حاصل ہے اور اُنہیں چاہیے کہ شوہر کی برتری تسلیم کر کے اُس کی اطاعت کریں۔

آیت ۲۲۹

خلع لینے کی اجازت

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪	طلاق (رجعی) تو دو بار ہے
فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ	پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ
وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا	اور جائز نہیں تمہارے لیے کہ تم لو اُس میں سے جو تم نے دیا ہے اُنہیں کچھ بھی
اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ	سوائے اِس کے کہ وہ دونوں ڈریں کہ وہ نہیں قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ	تو اگر تم خوف محسوس کرو کہ وہ دونوں نہیں قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر اِس میں کہ وہ عورت خود کو چھڑائے جس سے

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ	یہ اللہ کی حدیں ہیں پس تجاوز مت کرو اِن سے
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ	اور جس نے تجاوز کیا اللہ کی حدود سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾	پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

دورِ جاہلیت میں رواج تھا کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیتا تو بھی وہ جب چاہتا اُس سے رجوع کر لیتا۔ وہ غریب نہ تو اُس کے ساتھ بس سکتی تھی اور نہ ہی اُس سے آزاد ہو کر کسی اور سے نکاح کر سکتی تھی۔ یہ آیت اِس ظلم و زیادتی کا خاتمہ کر رہی ہے اور آگاہ کر رہی ہے کہ رجوع کا حق صرف دو طلاق تک ہے۔ تیسری طلاق کے بعد یہ حق ختم ہو جائے گا۔ طلاق یافتہ بیوی سے مہر یا دیے گئے تحائف واپس لینا جائز نہیں۔ اِسی طرح اگر شوہر اور بیوی میں موافقت نہ ہو اور شوہر طلاق بھی نہ دے تو بیوی پورا مہر یا اُس کا کچھ حصہ چھوڑ کر یا کچھ اور مال دے کر شوہر سے خلع لے سکتی ہے۔

آیت ۲۳۰

طلاقِ مغلظ کا مسئلہ

فَاِنْ طَلَّقَهَا	پھر اگر وہ طلاق دے اُسے (تیسری بار)
فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ	تو اب وہ عورت حلال نہیں اُس کے لیے اِس کے بعد
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ	یہاں تک کہ وہ نکاح کرے کسی اور خاوند سے اُس کے سوا
فَاِنْ طَلَّقَهَا	پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) بھی طلاق دے دے اُسے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر کہ وہ رجوع کر لیں
اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ	اگر وہ دونوں خیال کرتے ہوں کہ وہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود

وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ	اور یہ اللہ کی حدود ہیں
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾	وہ واضح کرتا ہے اِنہیں اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔

اِس آیت میں طلاق سے مراد تیسری طلاق ہے جسے طلاقِ مغلظ کہتے ہیں۔اِس طلاق کے بعد بیوی شوہر کے لیے حرام ہے۔ البتہ اگر وہ کسی اور شخص سے نکاح کے ذریعہ تعلق قائم کرے اور پھر وہ شوہر اُسے اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو اب یہ عدت کے بعد دوبارہ سابقہ شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ اِس عمل کو شریعت میں حلالہ کہتے ہیں۔ البتہ حلالہ کا وہ رائج طریقہ جس میں کسی شخص سے معینہ مدت کے لیے نمائشی نکاح کرایا جاتا ہے ایک لعنتی فعل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِس طرح حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ایسا نمائشی نکاح، نکاح نہیں زناکاری ہے۔ اِس نکاح سے عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو گی۔

آیت ۲۳۱

عورتوں پر ظلم نہ کرو

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو (ایک یا دو بار)
فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	پھر وہ پہنچنے کو آئیں اپنی عدت کو
فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ	تو روک لو اُنہیں بھلائی کے ساتھ
اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪	یا رخصت کر دو بھلائی کے ساتھ
وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ	نہ روکے رکھو اُنہیں تکلیف دینے کے لیے تاکہ تم زیادتی کرو
وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	اور جس نے کیا ایسا

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ	تو یقیناً اُس نے ظلم کیا اپنی جان پر
وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫	اور نہ بنالو اللہ کی آیات کو مذاق
وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ	یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں
وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ	اور وہ (بھی یاد رکھو) جو نازل کیا ہے اُس نے تم پر کتاب اور حکمت میں سے
یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ	وہ نصیحت کر رہا ہے تمہیں اُس کے ساتھ
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
ع ۲۹/۱۳ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع	اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں بیویوں پر زیادتی کرنے والے مردوں کو تنبیہ کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو کھیل اور تماشا نہ بنائیں۔ یہ تنبیہ اُن مردوں کے لیے ہے جو طلاق دینے کے بعد عدت ختم ہونے سے کچھ وقت پہلے رجوع کر لیتے تھے۔ پھر دوسری طلاق دیتے اور عدت کی تکمیل سے ذرا پہلے رجوع کر لیتے۔ پھر تیسری طلاق دیتے اور یوں خاتون کی عدت تین گنا طویل ہو جاتی۔ بظاہر اِس صورت میں شریعت کا حکم نہ ٹوٹتا لیکن حکم کی روح مجروح ہو جاتی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کھیلنا۔ دل میں تقویٰ نہ ہو تو شریعت کے ساتھ اِسی طرح کا مذاق کیا جاتا ہے اور حیلوں کے ذریعہ شریعت کی روح کو پامال کیا جاتا ہے۔

آیت ۲۳۲

طلاقِ بائن کا مسئلہ

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو (ایک یا دو بار)
فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	پھر وہ پہنچنے جائیں اپنی عدت کو

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ	تومت روکواُنہیں کہ وہ نکاح کرلیں اپنے شوہروں سے
اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	جبکہ وہ دونوں راضی ہوں آپس میں بھلے طریقے پر
ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	یہ حکم ہے نصیحت کی جاتی ہے اِس کی اُسے جو تم میں سے ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت کے دن پر
ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ	یہی زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور زیادہ ستھرا
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اگر کسی عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور عدت کے دوران رجوع نہ کیا ہو تو اب یہ طلاقِ بائن کہلائے گی۔ وہ عورت اب کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور سابقہ شوہر سے بھی دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر وہ اور اُس کا سابقہ شوہر دونوں آپس میں دوبارہ نکاح پر راضی ہوں تو عورت کے رشتے داروں کو اِس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ نیز اِس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہو اور عورت عدت کے بعد اُس سے آزاد ہو کر کہیں دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہتی ہو تو اُس سابق شوہر کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اُس کے نکاح میں رکاوٹ بنے اور یہ کوشش کرتا پھرے کہ جس عورت کو اُس نے چھوڑا ہے، اُسے کوئی نکاح میں لانا قبول نہ کرے۔ گویا مطلقہ عورتوں کو اپنی مرضی کی شادی کرنے سے بلا شرعی وجہ کے روکنا حرام ہے۔

آیت ۲۳۳

رضاعت کا مسئلہ

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ	اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال
لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ	(یہ مدت) اُس کے لیے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ

	پلانے کی مدت
وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	اور اُس کے ذمہ جس کا بچہ ہے اُن کا کھانا اور اُن کا لباس ہے دستور کے مطابق
لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ	ذمہ داری نہیں دی جاتی کسی کو مگر اُس کی حیثیت کے مطابق
لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا	نہ نقصان پہنچایا جائے ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے
وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ	اور نہ ہی (نقصان پہنچایا جائے) اُس کو جس کا بچہ ہے اُس کے بچہ کی وجہ سے
وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ	اور وارث پر بھی اِسی طرح کی ذمہ داری ہے
فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ	پھر اگر وہ دونوں ارادہ کرلیں دودھ چھڑانے کا آپس کی رضامندی اور مشورہ سے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر
وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ	اور اگر تم چاہو کہ دودھ پلواؤ (کسی دایہ سے) اپنی اولاد کو
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر جب تم پورا پورا ادا کردو (دایہ کو) جو تم نے دینا تھا دستور کے مطابق
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾	اور جان لو کہ اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں مسئلہ رضاعت کا بیان ہے۔ مدتِ رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال بیان ہوئی۔ جو مدتِ رضاعت پوری کرنا چاہے تو اُس کی طلاق یافتہ بیوی پر لازم ہے کہ وہ دو سال تک بچے کو دودھ پلائے۔ اِس مدت کے دوران دودھ پلانے والی کے اخراجات کی ذمہ داری بچے کے والد پر ہو گی۔ والد فوت ہو جائے تو اُس کے ورثاء یہ ذمہ داری ادا کریں گے۔ مدتِ رضاعت کی تکمیل سے پہلے ہی دودھ چھڑانے کا فیصلہ باہم مشاورت و رضامندی سے کیا جاسکتا ہے۔ ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ اُس کا معاوضہ دستور کے مطابق ادا کر دیا جائے۔ خاص ہدایت یہ دی گئی کہ اِس معاملہ میں کسی فریق کے ساتھ بھی زیادتی نہ کی جائے۔

آیت ۲۳۴

بیوہ کی عدت

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا	اور چھوڑ جائیں بیویاں
يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ	تو چاہیے کہ وہ انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس راتیں
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	پس جب وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کی مدت کو
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اُس میں جو وہ کریں اپنے لیے دستور کے مطابق
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِس آیت کی روشنی میں بیوہ خاتون کی عدت چار ماہ اور دس راتیں ہے۔ یہ عدتِ وفات اُن عورتوں کے لیے بھی ہے جن کا شوہروں سے تعلق قائم نہیں ہوا۔ البتہ حاملہ عورت کی عدتِ وفات وضعِ حمل تک ہے۔ عدت کے دوران بیوہ نہ نکاح کرے گی اور نہ ہی کسی قسم کی زیب وزینت اختیار کرے گی۔

آیت ۲۳۵

عدت کے دوران نکاح کی ممانعت

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ	اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اِس میں کہ تم اشارۃً پیش کرو نکاح کا پیغام عورتوں کے لیے
اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ	یا تم اُس کو پوشیدہ رکھو اپنے جیوں میں
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ	اللہ جانتا ہے کہ تم یاد کرتے رہتے ہو اُنہیں
وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا	اور لیکن کوئی وعدہ نہ کرنا اُن سے خفیہ طور پر
اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ	سوائے اِس کے کہ تم کہہ دو کوئی بھلی بات
وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ	اور نہ پکی کرلو نکاح کی گرہ
حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ	یہاں تک کہ پہنچ جائے عدت کا حکم اپنی مدت کو
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ	اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تمہارے جیوں میں ہے
فَاحْذَرُوْهُ ۚ	سو ڈرتے رہو اُس سے
ع ۳۰ ۱۴ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع	اور جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔

عدت کے دوران کسی خاتون سے نکاح کرنا یا نکاح کا واضح الفاظ میں پیغام دینا جائز نہیں۔ البتہ اشارے میں نکاح کا پیغام دیا جا سکتا ہے مثلاً میرا ارادہ شادی کرنے کا ہے یا میں نیک عورت کی تلاش میں ہوں یا ولی سے کہا جائے کہ اِس کے نکاح کی بابت فیصلہ کرنے سے قبل مجھے اطلاع ضرور کرنا وغیرہ۔ البتہ جس خاتون کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں اُس کو عدت کے اندر اشارے میں بھی نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے اُس کا شوہر رجوع ہی کر لے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جی کی باتیں جانتا ہے سو ناجائز ارادوں سے بچنا چاہیے۔ ناجائز ارادہ ہو گیا تو اِس پر توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنی چاہیے۔

آیات ۲۳۶ تا ۲۳۷

رخصتی سے قبل طلاق کا مسئلہ

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اگر تم طلاق دو عورتوں کو
مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ	وہ کہ نہیں چھوا تم نے جن کو
اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ	یا تم نے نہیں مقرر کیا اُن کے لیے مہر
وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ	اور کچھ سامان دو اُنہیں
عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ	خوشحال پر (دینا واجب) ہے اپنی حیثیت کے مطابق
وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ	اور تنگدست پر (دینا واجب) ہے اپنی گنجائش کے مطابق
مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ	سامان دینا ہے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾	لازم ہے نیک لوگوں پر۔
وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ	اور اگر تم نے طلاق دی ہے اُنہیں اِس سے پہلے کہ تم نے چھوا ہو اُنہیں

وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً	اور تم مقرر کر چکے تھے اُن کے لیے مہر
فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ	تو نصف (دینا) ہو گا اُس کا جو تم نے مقرر کیا ہے
اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ	سوائے اِس کے کہ وہ عورتیں معاف کر دیں
اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ	یا معاف کر دے وہ جس کے ہاتھ میں ہے نکاح کی گرہ
وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ	اور اگر تم معاف کر دو (تو یہ) زیادہ قریب ہے تقویٰ سے
وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ	اور نہ بھولو احسان کرنا آپس میں
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾	بے شک اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

رخصتی سے قبل طلاق دینا جائز ہے۔ اِس صورت میں خاتون پر عدت کی پابندی نہیں۔ اگر مہر مقرر کیا جا چکا تھا تو آدھا ادا کرنا ہو گا۔ ہاں اگر بیوی اپنا حق معاف کر دے تو شوہر کو کچھ نہیں دینا پڑے گا۔ البتہ اگر شوہر فیاضی کا برتاؤ کرتے ہوئے پورا مہر ہی دے دے تو یہ زیادہ پرہیز گاری والا طرزِ عمل ہے۔ اِسی طرح اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو بھی فراخ دلی کے ساتھ کوئی تحفہ دے کر بیوی سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

آیات ۲۳۸ تا ۲۳۹

نمازوں کی حفاظت کرو

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ	حفاظت کرو نمازوں کی
وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ	اور (بالخصوص) درمیانی نماز کی
وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾	اور کھڑے ہو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہوئے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ	پھر اگر تمہیں خوف ہو تو چلتے چلتے یا سواری پر (نماز پڑھ لو)
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ	پھر جب تم امن میں ہو جاؤ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ	تو یاد کرو اللہ کو جیسے اُس نے سکھایا ہے تمہیں
مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾	وہ جو تم نہیں جانتے تھے۔

وسطیٰ کے معنی درمیان والی چیز کے ہیں اور ایسی چیز کے بھی جو اعلیٰ اور اشرف ہو۔ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد درمیان والی نماز بھی ہو سکتی ہے اور ایسی نماز بھی جو صحیح وقت پر پورے آداب، خشوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف دلی طور پر متوجہ ہو کر ادا کی جائے۔ اکثر مفسرین نے صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز لی ہے کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں درمیانی نماز ہے۔ یہ وقت کاروبار سمیٹنے اور بڑی مشغولیت کا ہوتا ہے لہٰذا خیال رکھا جائے کہ اِس وقت کی نماز فوت نہ ہو۔ نکاح و طلاق کے مسائل کے بیان کے دوران اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت اور بالخصوص اُن میں عاجزی اور خشوع و خضوع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ نماز نہ صرف اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کا ذریعہ ہے بلکہ آخرت کی جوابدہی کی یاددہانی کی بھی ایک مؤثر صورت ہے۔ جس طرح ہم نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں ایسے ہی یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے مصداق روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے لیے کھڑے ہوں گے۔ جوابدہی کا یہ احساس انسان کو تمام امور بشمول نکاح و طلاق کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچاتا ہے۔ جو نماز پڑھے لیکن معاملات میں شریعت کی پابندی نہ کرے، اُس کی نماز درحقیقت نماز ہے ہی نہیں۔

آیت ۲۴۰

بیوہ کے حق میں وصیت

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ	اور چھوڑ جائیں بیویاں

وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ	(اُنہیں چاہیے کہ) وصیت کر جائیں اپنی بیویوں کو خرچ دینے کی ایک سال تک بغیر اُنہیں (گھر سے) نکالے ہوئے
فَاِنْ خَرَجْنَ	پھر اگر وہ خود نکل جائیں
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اُس میں جو وہ کریں اپنے لیے دستور کے مطابق
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں بیان شدہ حکم ابتداء میں دیا گیا تھا جسے بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ ابتدائی حکم یہ تھا کہ مردوفات کے وقت ورثاء کو وصیت کر جائے کہ اُس کے بعد اُس کی بیوہ کو ایک سال تک گھر سے نہ نکالا جائے اور اِس دوران اُس کے تمام اخراجات برداشت کیے جائیں۔ بعد میں جب سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۴ میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر ہو گئی، نیز آیتِ میراث یعنی سورۂ نساء آیت ۱۲ کی رُو سے خاوند کے ترکہ میں بیوہ کا حصہ مقرر ہو گیا تو سورۂ بقرہ کی اِس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اب بیوہ کے لیے حکم ہے کہ وہ عدت کے ایام اپنے مرنے والے شوہر کے ہاں گزارے اور بعد میں وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں آزاد ہے۔

آیت ۲۴۱

علیحدگی کے وقت حسنِ سلوک

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	اور طلاق یافتہ عورتوں کو کچھ سامان دینا ہے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾	لازم ہے پرہیزگاروں پر۔

اِس آیت میں تاکید کی گئی کہ طلاق کی صورت میں علیحدگی کو خوبصورت بنایا جائے اور بیوی کو حسنِ سلوک کرتے ہوئے کچھ تحائف دے کر رخصت کیا جائے۔ پرہیزگار اِس تاکید کو اپنے لیے لازم سمجھیں۔

آیت ۲۴۲

اللہ تعالیٰ کیوں آیات کو واضح فرماتا ہے؟

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع ۱۵	تاکہ تم سمجھو۔

اللہ تعالیٰ نے نکاح، طلاق اور خاندانی معاملات کے بارے میں تفصیلی ہدایات عطا فرمائی ہیں تاکہ ہم اِنہیں سمجھیں اور اِن پر عمل کریں۔ ہم اہلِ پاکستان کی اِس حوالے سے بہت بڑی محرومی ہے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے ہمارے عائلی قوانین شریعت کے مطابق تھے۔ ہندوستان میں آج بھی ایسا ہی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں ۱۹۶۲ء میں اِن قوانین کو تبدیل کر کے غیر اسلامی بنا دیا گیا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا تسلسل اِسی نافرمانی کی سزا ہے۔

آیت ۲۴۳

موت کا خوف تمہیں جہاد سے نہ روکے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جو نکلے تھے اپنے گھروں سے
وَهُمْ اُلُوْفٌ	جبکہ وہ ہزاروں میں تھے
حَذَرَ الْمَوْتِ ۪	موت کے ڈر سے
فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫	تو فرمایا اُنہیں اللہ نے کہ مر جاؤ
ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ	پھر اللہ نے زندہ فرمایا اُنہیں
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ	بے شک اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے لوگوں پر

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾	اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

اِس آیت میں تاریخِ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے جس کی تفصیل میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ یہ قوم کسی وقت جہاد میں قتل ہونے کے ڈر سے یا کسی وبائی مرض کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل کھڑی ہوئی تا کہ موت کے منہ میں جانے سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں موت سے دوچار کیا اور پھر اپنے فضل سے دوبارہ زندہ کر دیا۔ گویا بتا دیا کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی طے کردہ تقدیر سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ اگلی آیت میں جہاد کرنے کا حکم ہے۔ اِس حکم سے پہلے آگاہ کر دیا گیا کہ موت کا وقت متعین ہے۔ جہاد سے گریز کر کے اِسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا جہاد سے جی مت چراؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی موت حاصل کرنے کی تمنا کرو۔

آیات ۲۴۴ تا ۲۴۵

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرو

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جنگ کرو اللہ کی راہ میں
وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾	اور جان لو کہ اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	کون ہے جو قرض دے اللہ کو بہترین قرض
فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ	تو بڑھا دے اللہ اِس قرض کو اُس کے لیے کئی گنا
وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ ۪	اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور کشادگی دیتا ہے
وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے زندگی بھر جہاد نہ کیا اور نہ ہی اُس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال پیدا ہوا وہ منافقت کی ایک صورت پر مرا (مسلم)۔ اِن آیات میں جان

کے ساتھ مال بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانے کی تلقین کی گئی۔ رزق کی کشادگی اور کمی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی کمی نہیں ہوتی بلکہ وہ اُس میں کئی کئی گنا اضافہ فرماتا ہے۔ جو مال اُس کے دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے خرچ کیا جائے، وہ اُسے اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ یہ کمالِ لطف و کرم ہے کہ اُسی نے بندے کو پیدا فرمایا اور اُسے مال بھی عطا فرمایا لیکن وہ بندے کے خرچ کیے ہوئے مال کو قرض قرار دے رہا ہے۔ پھر بندے کو خوشخبری دے رہا ہے کہ حق کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال نہ صرف واپس ملے گا بلکہ اُس میں کئی گنا اضافہ بھی کیا جائے گا۔

آیت ۲۴۶

بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ سے گریز

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ	کیا تم نے نہیں دیکھا بنی اسرائیل کے سرداروں کو موسیٰؑ کے بعد
اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	جب اُنھوں نے کہا تھا اپنے نبیؑ سے کہ مقرر کر دیجئے ہمارے لیے ایک بادشاہ تاکہ ہم جنگ کریں اللہ کی راہ میں
قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ	نبیؑ نے کہا کہ کیا تم سے اِس کا بھی امکان ہے کہ اگر جنگ فرض کر دی جائے تم پر تو تم جنگ نہ کرو
قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اُنھوں نے کہا اور ہمیں کیا ہے کہ ہم جنگ نہ کریں اللہ کی راہ میں
وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ	جبکہ ہم دور کر دیے گئے ہیں اپنے گھروں اور بیٹوں سے
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ	پھر جب فرض کی گئی اُن پر جنگ

تَوَلَّوْٓا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ ؕ	تو اُنہوں نے رُخ پھیر لیا سوائے چند کے اُن میں سے
وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔

اِس آیت سے تاریخِ بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نونؑ کی قیادت میں بنی اسرائیل نے فلسطین فتح کیا اور حکومت قائم کر لی۔ کچھ ہی عرصہ بعد اُن کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ایک دوسری قوم نے اُنہیں فلسطین سے نکال باہر کیا۔ اب اُنہوں نے اُس وقت کے نبی حضرت سموئیلؑ سے ایک ایسا بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی جس کی قیادت میں وہ دوبارہ فلسطین کے حصول کے لیے جنگ کر سکیں۔ نبیؑ نے اُن سے دریافت کیا کہ اگر تم پر جنگ فرض کر دی گئی تو کیا تم لڑنے سے گریز تو نہ کرو گے؟ اُنہوں نے یقین دلایا کہ ہم ہر گز ایسا نہیں کریں گے اور کر بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ ہم پہلے ہی بے گھر ہو چکے ہیں۔ دشمنوں نے ہماری املاک چھین لی ہیں اور ہمارے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا رکھا ہے۔ لہٰذا ہم کیوں نہ اِن سے لڑیں گے۔ لیکن اِس کے باوجود جب اُن پر جنگ فرض کر دی گئی تو اُن کی اکثریت مختلف حیلے اور بہانے بنا کر جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنے لگی۔

آیات ۲۴۷ تا ۲۴۸

اہمیت مال کی نہیں علم کی ہے

وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ	اور کہا اُن سے اُن کے نبیؑ نے
اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا ؕ	بے شک اللہ نے مقرر فرما دیا ہے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ
قَالُوْٓا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا	کہنے لگے کیونکر ہو سکتی ہے اُس کے لیے بادشاہت ہم پر؟
وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْہُ	اور ہم زیادہ حق دار ہیں بادشاہت کے اُس سے

وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ	اور نہیں دی گئی اُسے وسعت مال میں
قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ	کہا نبیؑ نے بے شک اللہ نے چن لیا ہے اُسے تم پر
وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ	اور زیادہ دی ہے اُسے فراخی علم اور جسم میں
وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور اللہ دیتا ہے اپنی بادشاہت (کی امانت) جسے چاہتا ہے
وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۔
وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ	اور کہا اُن سے اُن کے نبیؑ نے
اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ	بے شک اُس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے
اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ	کہ آجائے گا تمہارے پاس وہ تابوت
فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	جس میں سامانِ تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے
وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ	اور باقی ماندہ تبرکات ہیں اُس میں سے جو چھوڑے تھے آلِ موسیٰؑ اور آلِ ہارونؑ نے
تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ	اٹھالائیں گے اُسے فرشتے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ	بے شک اِس میں یقیناً ایک نشانی ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع	اگر تم مومن ہو۔

ع ۳۲ ۶ ۱۶

بنی اسرائیل کے سرداروں نے جب اپنے نبیؑ سے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی تو نبیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ سرداروں نے اعتراض کیا کہ ایسے شخص کو یہ منصب کیوں دیا گیا جس کے پاس مال و دولت

نہیں۔ نبیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مال سے زیادہ اہمیت علم کی ہے۔ حضرت طالوت نہ صرف علم میں ممتاز مقام رکھتے ہیں بلکہ جسمانی طور پر بھی بہت قوی ہیں۔ قیادت کے لیے زیادہ مناسب فرد وہ ہو سکتا ہے جو ذہنی و جسمانی دونوں طرح کی لیاقتوں کا حامل ہو۔

آیت ۲۴۹

اہمیت اسباب کی نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ہے

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ	پھر جب نکلا طالوت اپنے لشکروں کے ساتھ
قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ	کہا بے شک اللہ آزمانے والا ہے تمہیں ایک نہر سے
فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ	پس جس نے پیا اُس میں سے تو وہ نہیں ہے میرا ساتھی
وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ	اور جس نے نہ چکھا اُسے تو یقیناً وہ میرا ساتھی ہے
اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ	سوائے اِس کے کہ بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے
فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ	تو اُنہوں نے پیا اُس میں سے سوائے چند کے اُن میں سے
فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ	پھر جب عبور کیا نہر کو طالوت نے اور اُنہوں نے جو ایمان رکھتے تھے اُس کے ساتھ
قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ	کہا چند ساتھیوں نے نہیں ہے طاقت ہمارے پاس آج جالوت اور اُس کے لشکروں سے مقابلے کی
قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ	کہا دوسرے ساتھیوں نے جو خیال کرتے تھے کہ وہ ملنے والے ہیں اللہ سے

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ	کتنی ہی چھوٹی جماعتیں
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	غالب ہوئیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے
وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾	اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت طالوت جب لشکر لے کر فلسطین پر قابض قوم کے خلاف نکلے تو اُنہوں نے راستہ میں ایک نہر پر ساتھیوں کے نظم کا امتحان لیا۔ فرمایا کہ میرے ساتھ وہی آگے جائے گا جو نہر میں سے صرف چلو بھر پانی پیے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ تھوڑی دیر کے لیے اپنی پیاس ضبط نہ کر سکیں، کیا اُن پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں پامردی دکھائیں گے؟ اطاعتِ امیر ہر حال میں ضروری ہے تاہم دشمن سے معرکہ آرائی کے وقت تو اِس کی اہمیت کئی گنا ہو جاتی ہے۔ پھر جنگ میں کامیابی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فوجی اُس دوران بھوک پیاس اور دیگر تکالیف کو نہایت حوصلے سے برداشت کرے۔ چنانچہ اِن دونوں باتوں کی تربیت اور امتحان کے لیے لشکر کی آزمائش کی گئی۔ لیکن تنبیہ کے باوجود اکثریت نے پانی پی لیا اور وہ نظم کے اِس امتحان میں کامیاب نہ ہو سکی۔ جب اُن کے لشکر کا دشمن کے لشکر کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو دشمن کی تعداد اور وسائل دیکھ کر اُن کے بعض ساتھی مرعوب ہو گئے۔ ایسے میں چند اللہ والوں نے کہا کہ کامیابی تعداد کی کثرت اور اسلحہ کی فروانی پر منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مدد سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اُنہیں ملے گی جو ڈٹ جانے والے ہیں۔ کتنی ہی بار ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعت غالب آئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کی مدد سے۔

آیات ۲۵۰ تا ۲۵۱

مجاہدینِ فی سبیل اللہ تعالیٰ کی قوت وہمت کا اصل راز

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ	اور جب وہ سامنے ہوئے جالوت اور اُس کے لشکروں کے
قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا	دعا کرنے لگے اے ہمارے رب! انڈیل دے ہم پر صبر

وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا	اور جمائے رکھ ہمارے قدموں کو
وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾	اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔
فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ	تو اُنہوں نے شکست دی کافروں کو اللہ کے حکم سے
وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ	اور قتل کیا داؤدؑ نے جالوت کو
وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ	اور دی اُنہیں اللہ نے حکومت اور حکمت
وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ	اور سکھایا اُنہیں اُس میں سے جو چاہا
وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ	اور اگر نہ مٹاتا رہتا اللہ لوگوں کو یعنی اُن میں سے کچھ کو دوسروں سے
لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ	یقیناً برباد ہو جاتی زمین
وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾	اور لیکن اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے تمام جہانوں پر۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کی قوت اور اُن کے عزم وہمت کا اصل راز یہ ہے کہ اُن کا رجوع ہر حال میں اور ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہوتا ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق ومالک ہے اور سب کچھ اُسی کے قبضۂ قدرت و اختیار میں ہے۔ جب اُس کی مدد ہو تو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے۔ حضرت طالوت اور اُن کے ساتھیوں نے جالوت کی جنگجو اور کیل کانٹے سے لیس فوج کے مقابلہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر صبر، استقامت، نصرت اور فتح کی دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعائیں قبول فرمائیں اور مسلمانوں کی ایک نہایت قلیل تعداد کافروں کی بڑی تعداد پر غالب آگئی۔ لشکر میں شامل حضرت داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں علم وحکمت سے نوازا، نبوت پر سرفراز فرمایا اور خلافت عطا فرمائی۔

آیت ۲۵۲

قرآنِ حکیم میں واقعات کے بیان کا مقصد

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ	یہ اللہ کی آیات ہیں، ہم تلاوت کر رہے ہیں اِنہیں (اے نبیؐ!) آپؐ پر حق کے ساتھ
وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾	اور بے شک آپؐ یقیناً رسولوںؑ میں سے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآنِ حکیم میں واقعات کے بیان کا مقصد محض داستان گوئی نہیں بلکہ بندوں کے لیے عبرت و موعظت اور علم و حکمت کا حصول ہوتا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ پر اِن واقعات کا وحی کیا جانا اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسولوںؑ میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ واقعات نہ کسی کتاب میں پڑھے ہیں نہ کسی سے سنے ہیں۔ سو آپ ﷺ یہ سب کچھ وحی کے ذریعے ہی سناتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کی رسالت، صداقت اور حقانیت کا ایک واضح ثبوت ہے۔

آیت ۲۵۳

انسان مجبورِ محض نہیں

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	یہ رسولؑ ہیں ہم نے فضیلت دی ہے اِن میں سے کچھ کو دوسروں پر
مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ	اِن میں وہ بھی ہیں جن سے کلام فرمایا اللہ نے
وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ	اور بلند فرمایا اُن میں سے کچھ کو درجات میں
وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ	اور ہم نے عطا کیں عیسیٰؑ ابن مریم کو واضح نشانیاں

وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ	اور ہم نے مدد کی اُن کی پاکیزہ روح کے ذریعہ
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ	اور اگر چاہتا اللہ تو آپس میں نہ لڑتے وہ لوگ جو اُن کے بعد تھے
مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ	اِس کے بعد کہ جو آچکی تھیں اُن کے پاس واضح نشانیاں
وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا	اور لیکن اُنہوں نے اختلاف کیا
فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ	تو اُن میں سے وہ بھی تھے جو ایمان لائے
وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ	اور اُن میں سے وہ بھی تھے جنہوں نے کفر کیا
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫	اور اگر چاہتا اللہ تو وہ آپس میں نہ لڑتے
ع ۳۳ ۵ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ﴿۲۵۳﴾	اور لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ رسولوںؑ میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ ہم کلامی بخشا۔ حضرت عیسیٰؑ کو اُس نے واضح معجزات عطا فرمائے اور حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ اُنہیں مصلوب ہونے سے محفوظ رکھا۔ رسولوںؑ کے آنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو زبردستی تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتا۔ اِس کے برعکس اُس نے انسانوں کو اختیار دیا ہے۔ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نے کفر کیا۔ پھر اُن کے درمیان باہم تصادم ہوتا رہا انسان کو ملنے والے اختیار ہی کی بنیاد پر روزِ قیامت اُس سے باز پرس ہوگی۔

آیت ۲۵۴

نجاتِ اخروی کے لیے چور دروازوں کی نفی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ	خرچ کرتے رہو اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے تمہیں
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ	اِس سے پہلے کہ آئے وہ دن
لَّا بَيْعٌ فِيْهِ	نہ ہو گی کوئی خرید و فرخت جس میں
وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ	اور نہ ہی کوئی دوستی ہو گی اور نہ ہی کوئی سفارش
وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾	اور کافر ہی ظالم ہیں۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آخرت میں نجات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیے گئے رزق میں سے نیک مقاصد کے لیے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ روزِ قیامت کوئی لین دین، کوئی رشتہ داری اور کوئی سفارش کام نہ آئے گی۔ اب جو شخص بغیر کسی عذر کے آخرت کی تیاری کے لیے خرچ نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کا عملی اعتبار سے کافر ہے اور در حقیقت اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔ آیۂ مبارکہ کے آخری حصہ سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ جو لوگ اِس آیت میں بیان شدہ حقائق کے منکر ہیں وہی ظالم ہیں یعنی اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔

آیت ۲۵۵

آیت الکرسی توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	اللہ، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ	زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے ہر چیز کا
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ	نہ آتی ہے اُسے اونگھ اور نہ ہی نیند
لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے
وَ مَا فِی الْاَرْضِ	اور جو کچھ زمین میں ہے
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ	کون ہے جو سفارش کر سکے اُس کے سامنے مگر اُس کی اجازت سے
یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ	وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے
وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ	اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے کچھ بھی اُس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے
وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ	چھائی ہوئی ہے اُس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمین پر
وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا	اور نہیں تھکاتی اُسے اُن دونوں کی نگرانی
وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾	اور وہی بہت بلند، بڑی عظمت والا ہے۔

یہ آیت توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ ہے اور ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق قرآنِ حکیم کی تمام آیات کی سردار ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بارہ صفات بیان کی گئی ہیں:

i. وہی معبودِ برحق ہے اور اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ii. وہ بذاتِ خود زندۂ جاوید ہے۔

iii. وہی دوسروں کو بھی زندہ اور قائم رکھنے والا ہے۔

iv. اُس کی حیات اُونگھ یا نیند کے ذریعہ کسی آرام کی محتاج نہیں۔

v. آسمان وزمین کی ہر شے کا وہی مالک ومختار ہے۔

vi. اُس کی بارگاہ میں کوئی کسی کے حق میں سفارش نہیں کر سکتا مگر اُسی کی اجازت سے۔

vii. اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے سابقہ، موجودہ اور آئندہ ہونے والے اعمال سے بذاتِ خود واقف ہے۔ کوئی کسی کی سفارش کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کے اعمال کا اندراج درست نہیں ہوا اور ناکردہ گناہ بھی اُس کے کھاتے میں لکھ دیے گئے ہیں یا اُس کی بعض نیکیوں کا اندراج نہیں ہوا۔

viii. کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے علم میں سے صرف اتنا حصہ پا سکتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے۔

ix. اُس کا اقتدار تمام آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔

x. آسمانوں اور زمین کی حفاظت ونگرانی اُسے تھکانے والی نہیں۔

xi. وہ انتہائی بلند وبالا ہے۔

xii. وہ بڑی عظمتوں کا حامل ہے۔

آیات ۲۵۶ تا ۲۵۷

نہ ٹوٹنے والا مضبوط سہارا تھام لو

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ	کوئی زبردستی نہیں دین میں
قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ	بے شک خوب واضح ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے
فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ	تو جو کوئی انکار کرے طاغوت کا

وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ	اور ایمان رکھے اللہ پر
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى	تو یقیناً اُس نے تھام لیا مضبوط سہارا
لَا انْفِصَامَ لَهَا	نہیں ہے کبھی ٹوٹنا اُس کا
وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾	اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اللہ ساتھی ہے اُن کا جو ایمان لائے
يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ	وہ نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ	اور جنہوں نے کفر کیا اُن کے ساتھی ہیں طاغوت
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ	وہ نکالتے ہیں اُنہیں روشنی سے اندھیروں کی طرف
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	یہی ہیں جہنم والے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کا باطل ہونا واضح کر دیا ہے۔ اب انفرادی اعتبار سے کسی انسان کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ البتہ اجتماعی طور پر غلبہ اللہ تعالیٰ کے دین کا اور نفاذ شریعتِ اسلامی کا ہو گا۔ اِسی طرح اسلام کو قبول کرنے والے کو اختیار نہیں رہتا کہ وہ دین کے احکام وہدایات کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دے۔ جو حکم معقول نظر آئے اُسے مانے اور باقی کا انکار کر دے۔ کچھ احکام پر عمل کرے اور کچھ کو چھوڑ دے۔ نہ ہی اسے دینِ اسلام چھوڑنے کا اختیار ہوتا ہے کیونکہ ایسا کرنا اُس اسلامی ریاست کے خلاف بغاوت ہے جس کے دستور کی بنیاد ہی اسلام پر ہے۔ مزید ارشاد ہوا کہ جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ جوڑے، اُس نے

ایک ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں۔ طاغوت ایک ایسا کردار ہے جو فاسق سے بھی بدتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نافرمان فاسق کہلاتا ہے جبکہ اُس کا دشمن اور اُس کے مقابلہ میں اپنی مرضی اور قانون جاری کرنے والا طاغوت کہلاتا ہے۔ فرعون، نمرود، آج کے دنیادار مذہبی پیشوا اور سیاسی قائدین، مادر پدر آزاد اسمبلیاں یا من مانے فیصلے کرنے والے آمر طاغوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ طاغوت کے خلاف بغاوت کرنے والے مومنوں کا حامی و ناصر بن جاتا ہے اور اُنہیں مسلسل گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف رہنمائی عطا فرماتا رہتا ہے۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والوں کے ساتھی طاغوت ہوتے ہیں جو مسلسل اُنہیں گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ بدنصیب ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلنے والے ہیں۔

آیت ۲۵۸

نمرود پر اتمامِ حجت

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُسے جس نے جھگڑا کیا ابراہیمؑ سے اُن کے رب کے بارے میں
اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ	اِس لیے کہ دی تھی اُسے اللہ نے بادشاہت
اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ	جب فرمایا ابراہیمؑ نے میرا رب تو وہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے
قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ	اُس نے کہا کہ میں زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں
قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ	فرمایا ابراہیمؑ نے تو بے شک اللہ لاتا ہے سورج کو مشرق سے
فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ	سو لاؤ تم اُسے مغرب سے
فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ	پھر حیرت زدہ کر دیا گیا وہ جس نے کفر کیا تھا

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کے نمرود جیسے طاغوت کے ساتھ اُس کے دربار میں مکالمہ کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُس طاغوت کو رب ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے جس کے اختیار میں موت اور زندگی ہے۔ نمرود نے کہا کہ یہ میرا اختیار ہے جسے چاہوں سزائے موت دوں اور جسے چاہوں بری کر دوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک بلیغ دلیل کے ذریعہ نمرود پر حجت تمام کر دی۔ آپؑ نے فرمایا میرا رب سورج کو مشرق سے طلوع فرماتا ہے۔ تم اِسے مغرب سے نکال کر دکھاؤ۔ اِس بات کو سن کر نمرود حیرت زدہ اور لاجواب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔

آیت ۲۵۹

اللہ تعالیٰ مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ	یا اُس شخص کی طرح جو گزرا ایک بستی پر
وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ	اور وہ گری ہوئی تھی اپنی چھتوں پر
قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ	اُس نے کہا کیسے زندہ کرے گا اِسے اللہ اِس کی تباہی کے بعد
فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ	تو موت دے دی اُسے اللہ نے سو برس تک
ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ	پھر زندہ کیا اُسے
قَالَ كَمْ لَبِثْتَ	فرمایا اللہ نے کتنی دیر تم رہے یہاں؟
قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ	اُس نے کہا میں رہا ہوں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ
قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ	فرمایا اللہ نے بلکہ تم رہے ہو یہاں سو برس

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ	تو دیکھو اپنے کھانے اور مشروب کو یہ ابھی تک باسی نہیں ہوئے
وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ	اور دیکھو اپنے گدھے کو
وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ	اور تاکہ ہم بنادیں تمہیں نشانی لوگوں کے لیے
وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ	اور دیکھو (گدھے کی) ہڈیوں کو
كَيْفَ نُنْشِزُهَا	کیسے ہم اٹھا رہے ہیں اُنہیں
ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا	پھر ہم چڑھا رہے ہیں اُن پر گوشت
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ	پھر جب خوب واضح ہو گیا اُس کے لیے
قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾	وہ پکار اٹھا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں ایک ایسے تجربہ کا ذکر ہے جس سے حضرت عزیرؑ کو گزارا گیا۔ ۵۸۷ ق م میں جب بیت المقدس کو بخت نصر نے تخت و تاراج کر دیا تو اُس اجڑے ہوئے شہر کو دیکھ کر حضرت عزیرؑ بے اختیار پکار اٹھے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ اِس مردہ بستی کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک سو برس کے لیے سلا دیا۔ جب بیدار ہوئے تو اُن کا کھانا اور مشروب اپنی اصل حالت میں تھے جبکہ سواری کا گدھا نہ صرف مر چکا تھا بلکہ اُس کی ہڈیاں بھی چورہ چورہ ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کے سامنے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ حضرت عزیرؑ پکار اٹھے کہ میں حق الیقین کے درجہ میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اِس تجربہ سے اُنہیں تحریک ہوئی کہ کیوں نہ میں بھی بنی اسرائیل کے مردہ جسم میں جان ڈالنے کی کوشش کروں اور اُن کا دین سے تعلق زندہ کر دوں۔ اُنہوں نے محنت کی اور اللہ تعالیٰ نے پھر سے بنی اسرائیل کو ایک زندہ قوم بنا دیا۔

آیت ۲۶۰

حضرت ابراہیمؑ کے لیے اطمینانِ قلب کا سامان

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ	اور جب عرض کی ابراہیمؑ نے
رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى	اے میرے رب! دکھا مجھے کیسے تو زندہ کرے گا مردوں کو؟
قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ	فرمایا اللہ نے اور کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟
قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ	عرض کی ابراہیمؑ نے کیوں نہیں! اور لیکن (چاہتا ہوں) کہ مطمئن ہو جائے میرا دل
قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ	فرمایا اللہ نے تو پکڑ لو کوئی چار پرندوں میں سے
فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ	پھر مانوس کر لو اُنہیں اپنے ساتھ
ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا	پھر رکھ دو ہر پہاڑ پر اُن کا ایک حصہ
ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا	پھر بلاؤ اُنہیں چلے آئیں گے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے
ع ۳۵ ۳ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾	اور جان لو کہ اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں بیان ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ اطمینانِ قلب کے لیے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کرو، پھر اُنہیں ذبح کر کے اُن کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر رکھ دو۔ اب اُنہیں آواز دو۔ اُن کے ٹکڑے باہم ملیں گے، وہ زندہ ہوں گے اور تمہاری طرف اڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ انبیاء

کرامؑ کو دعوت و تبلیغ کی جو خدمت اللہ تعالیٰ نے سپرد کی تھی اُس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی آنکھوں سے وہ حقائق دیکھ لیں جن پر ایمان لانے کی دعوت اُنہیں لوگوں کو دینی تھی۔

آیات ۲۶۱ تا ۲۶۲

انفاق فی سبیل اللہ کا شاندار اجر

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	مثال اُن کی جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ	ایک دانے کی سی ہے جس نے اگائیں سات بالیاں
فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ	ہر بالی میں ہیں سو دانے
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ	اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں
ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ	پھر پیچھا نہیں کرتے اُس کا جو خرچ کیا احسان جتانے کے لیے اور نہ ہی دکھ دینے کے لیے
لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	اُن کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾	اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر سات سو گنا عطا کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا اجر کو مزید بڑھا دے گا۔ یعنی جس قدر خلوص اور ایثار کے ساتھ انسان اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا، اتنا ہی اُس کی

طرف سے اجر زیادہ ہو گا۔ البتہ یہ بشارت اُس کے لیے ہے جو کسی کی مالی مدد کرنے کے بعد نہ اُس پر احسان جتائے اور نہ ہی اُسے طعنہ دے کر اُس کی عزتِ نفس کو مجروح کرے اور اُسے دکھ پہنچائے۔

آیات ۲۶۳ تا ۲۶۴

انفاق فی سبیل اللہ کے اجر سے محرومی

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ	بھلی بات کہنا اور در گزر کرنا
خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى	بہتر ہے اُس صدقہ سے جس کے پیچھے ہوتا ہے دکھ دینا
وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾	اور اللہ بے نیاز، بڑے تحمل والا ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ	نہ ضائع کرو اپنے صدقات احسان جتا کر اور دُکھ پہنچا کر
كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ	اُس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے
وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور وہ ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور آخرت کے دن پر
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ	تو اُس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے
عَلَيْهِ تُرَابٌ	جس پر ہے تھوڑی سی مٹی
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ	پھر برسے اُس پر زوردار بارش
فَتَرَكَهٗ صَلْدًا	پس چھوڑ دے اُسے سخت چٹان کی صورت میں

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا	وہ نہیں اختیار رکھتے کسی چیز پر اُس میں سے جو اُنہوں نے کمایا
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ناشکری کرنے والے لوگوں کو۔

اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ خرچ کرنے کے بعد احسان جتلانے یا کسی پر طنز کرنے سے اجر ضائع ہو جاتا ہے ۔ اِس سے تو بہتر ہے انفاق کیا ہی نہ جائے۔ انفاق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہونا چاہیے۔ جو دکھاوے کے لیے انفاق کرتا ہے گویا وہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ انفاق کرنے کے بعد دکھاوا کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے ایسی چٹان پر بیج ڈال دیے جس پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ بارش نہ صرف گرد بلکہ بیج بھی بہا کر لے گئی۔ فائدہ کیا حاصل ہوتا بلکہ بیج کی صورت میں لگایا گیا سرمایہ بھی ڈوب گیا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اُس کی رضا کے حصول کے بجائے لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرنا دراصل نعمت کی ناشکری ہے اور اللہ ایسے احسان فراموشوں کو اپنی رضا کا راستہ نہیں دکھاتا۔

آیت ۲۶۵

نیک نیتی سے انفاق کرنے والوں کی مثال

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ	اور مثال اُن کی جو کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے
وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	اور ثابت قدم رکھنے کے لیے اپنے آپ کو (دین پر)
كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ	اُس باغ کی مثال جیسی ہے جو ایک بلند زمین پر ہو
اَصَابَهَا وَابِلٌ	برسے اُس پر زوردار بارش
فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ	تو باغ لائے اپنا پھل دوگنا

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ	پھر اگر نہ برسے اُس پر زوردار بارش تو ہلکی سی پھوار بھی کافی ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

یہ آیت خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خود کو دین پر ثابت قدم رکھنے کے لیے خرچ کرنے والوں کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے اونچے مقام پر زراعت کی۔ عام بارش سے بھی فصل حاصل ہوئی اور زوردار بارش سے تو فصل دوچند ہو گئی۔ گویا جتنا خلوص اور جذبۂ ایثار ہو گا اتنا ہی انفاق کا اجر زیادہ ہو گا۔ اِس آیت سے یہ رہنمائی بھی ملی کہ دین پر ثابت قدمی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دین کی خدمت کے لیے مال خرچ کیا جائے۔ بلاشبہ جہاں انسان کا مال ہوتا ہے وہیں انسان کا دل ہوتا ہے۔ دین کے لیے مال لگائیں گے تو دل میں دین پر جماؤ اور پختگی پیدا ہو گی۔

آیت ۲۶۶

نیک نیتی سے انفاق نہ کرنے والوں کی مثال

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ	کیا پسند کرے گا تم میں سے کوئی
اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ	کہ اُس کا ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	بہتی ہوں اُس کے نیچے سے نہریں
لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ	اُس کے لیے اُس میں ہر طرح کے پھل ہوں
وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ	اور آ جائے اُس پر بڑھاپا اور اُس کی کمزور سی اولاد بھی ہو
فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ	پھر آ جائے اُس باغ پر ایک تیز آندھی جس میں ہو آگ پھر وہ باغ جل جائے

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ	اِسی طرح واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع	تاکہ تم غور و فکر کرو۔

ع ۳۶

اِس آیتِ مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ انفاق کے بعد احسان جتانے، طعنہ دینے اور ریاکاری کرنے والوں کی مثال اُس بوڑھے باغبان کی سی ہے کہ جس کا ہرا بھرا باغ اُس کے سامنے جل کر راکھ ہو جائے۔ اُس کی زندگی بھر کی کمائی ایک ایسے نازک موقع پر برباد ہوئی جس وقت وہ اُس سے فائدہ اٹھانے کا سب سے زیادہ محتاج تھا۔ وہ خود بوڑھا تھا اور اُس کی اولاد بھی ابھی کم سن تھی۔ بدنصیب باغبان کو جو حسرت بڑھاپے میں ہو گی، اُس سے زیادہ بڑی حسرت خلوص کے ساتھ انفاق نہ کرنے والوں کو روزِ قیامت ہو گی۔ پوری زندگی کی نیکیاں قبول نہ ہوئیں اور اب کوئی نیکی کرنے کا امکان بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶۷ تا ۲۶۸

اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین شے پیش کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ	خرچ کیا کرو پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں
وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	اور اُس میں سے جو نکالا ہے ہم نے تمہارے لیے زمین سے
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ	اور ارادہ نہ کر کسی ردّی چیز کا کہ تم اُس میں سے خرچ کرو
وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ	اور نہیں ہو تم خود بھی اُس چیز کے لینے والے
اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ	مگر یہ کہ آنکھیں بند کر لو اُس کے بارے میں

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾	اور جان لو کہ اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے۔
اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ	شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگدستی سے
وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ	اور حکم دیتا ہے تمہیں بے حیائی کا
وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا	اور اللہ وعدہ کرتا ہے تم سے بخشش کا اپنی طرف سے اور فضل کا
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں تلقین کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حلال، پاکیزہ اور عمدہ شے پیش کرنی چاہیے۔ حدیثِ مبارکہ ہے: اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا "اللہ پاک ہے، پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔" (مسلم)۔ ایسی ردی شے ہرگز نہ دی جائے جو اگر انسان کو دی جائے تو وہ قبول نہ کرے مگر شرماشرمی میں۔ مزید ارشاد ہوا کہ شیطان انسان کو فقر سے ڈرا کر نیک کاموں میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ البتہ بے حیائی کی طرف لے جا کر بیہودہ فیشن، تقریبات اور تفریحات پر پیسہ ضائع کرا دیتا ہے۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ انسان سے انفاق کرنے کی صورت میں دنیا میں وسعت اور آخرت میں بخشش کا وعدہ فرماتا ہے۔

آیت ۲۶۹

سب سے بڑی دولت، حکمت

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ	اللہ عطا فرماتا ہے حکمت جسے چاہتا ہے
وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ	اور جسے عطا کی گئی حکمت
فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	تو یقیناً اُسے دے دی گئی بہت بڑی بھلائی

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾	اور نصیحت نہیں قبول کرتے مگر عقلمند۔

اِس آیت کی رُو سے روپیہ پیسہ کے مقابلہ میں زیادہ بڑی دولت حکمت ہے۔ حکمت سے مراد وہ بصیرتِ باطنی ہے جس کے ذریعہ اشیاء کی حقیقت کو دیکھا جاتا ہے، بقول اقبال ؎

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اشیاء کی حقیقت نظر آجائے تو پھر ہر شے کو اُس کے صحیح مقام پر رکھا جاتا ہے۔ اِسی لیے حکمت کی ایک تعریف یوں بھی کی جاتی ہے اَلْحِكْمَةُ وَضْعُ الشَّيْءِ فِيْ مَحَلِّهٖ (حکمت ہے ہر شے کو اُس کے درست مقام پر رکھنا)۔ جسے حکمت جیسی یہ نعمت مل جائے اُسے تو سب سے بہترین دولت ہاتھ آگئی۔ اب وہ شیطانی راہ اختیار کرنے سے بچے گا۔ شیطانی راہ یہ ہے کہ دنیا کو اونچا مقام دیا جائے اور آخرت کو پسِ پشت ڈال دیا جائے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے بلکہ مزید دولت بڑھانے کی فکر میں لگا رہے۔ اِس طرح شاید وہ دنیا میں تو خوشحال ہو جائے گا مگر اُس کی آخرت بالکل برباد ہو گی۔ دانشمندی یہ ہے کہ انسان جہاں تک ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے۔ دنیا میں وہ اُسے نعم البدل عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی بہت بڑا اجر و ثواب دے گا۔ یہی سب سے بڑی دولت اور حکمت ہے کہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دی جائے۔

آیات ۲۷۰ تا ۲۷۲

انفاق کرتے ہوئے ریاکاری سے بچو

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ	اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو مال میں سے
اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ	یا پیش کرتے ہوئے نذر مانی ہوئی منت میں سے
فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ	تو بے شک اللہ جانتا ہے اُسے

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾	اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔
اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ	اگر تم ظاہر کرو صدقات تو اچھا ہے یہ
وَاِنْ تُخْفُوْهَا	اور اگر تم پوشیدہ رکھو انہیں
وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ	اور دے دو انہیں فقیروں کو
فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ	تو وہ زیادہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ	اور اللہ دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ	اے نبیؐ! نہیں ہے آپؐ کے ذمہ ہدایت دینا اُنہیں
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ	اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ	اور جو تم خرچ کرو گے مال میں سے تو اپنے ہی بھلے کے لیے
وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ	اور تم خرچ نہیں کرتے مگر اللہ کی رضا کے حصول کے لیے
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ	اور جو تم خرچ کرو گے مال میں سے
يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ	وہ پورا پورا لوٹا دیا جائے گا تمہیں
وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾	اور تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ صدقات اگر علی اعلان دیے جائیں تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو تو اچھی بات ہے، البتہ زیادہ محفوظ راستہ یہ ہے کہ یہ سعادت رازداری سے حاصل کی جائے۔ اِس سے دکھاوے کا امکان نہ رہے گا۔ یہ حقیقت بار بار بیان کی گئی ہے

کہ انفاق کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ ایسا انفاق انسان ہی کے بھلے کے لیے ہو گا۔ اِس سے اُس کے گناہوں کی بخشش ہو گی اور اُسے بھرپور اجر بھی عطا کیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ نے کھول کھول کر لوگوں پر حق واضح فرما دیا ہے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے جسے چاہے ہدایت کی توفیق بخشے اور وہ آپ ﷺ کے واضح کردہ حق کو قبول کر کے اِس کی پیروی کرے۔ نہ صرف نیکیاں کرے بلکہ اُن کے ساتھ اخلاصِ نیت کا بھی خاص خیال رکھے۔

آیت ۲۷۳

انفاق فی سبیل اللہ کے اہم ترین حق دار

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	(انفاق) اُن فقیروں کے لیے ہے جو روکے گئے ہیں اللہ کی راہ میں
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ	(دینی مصروفیات کی وجہ سے) وہ استطاعت نہیں رکھتے کہ چل پھر سکیں زمین میں (معاش کے لیے)
يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ	سمجھتا ہے اُنہیں ناواقف خوشحال اُن کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے
تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ	تم پہچان سکتے ہو اُنہیں اُن کے چہروں سے
لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا	وہ نہیں مانگا کرتے لوگوں سے لپٹ کر
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ	اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو مال میں سے
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع ۳۷ ۵	تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ انفاق فی سبیل اللہ کے اہم ترین حق دار وہ خوددار فقراء ہیں جنہوں نے دین سیکھنے اور اُس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کر رکھا ہے۔ سارا وقت دینی خدمات میں صرف کر دینے کی وجہ سے اِس قابل نہیں رہتے کہ اپنی معاش پیدا کرنے کے لیے کوئی جدوجہد کر سکیں۔ وہ کسی سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے لیکن اُن کے چہرے اُن کے ضرورت مند ہونے کی عکاسی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کی مدد کرنے کو انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین مصرف قرار دیا۔

آیات ۲۷۴ تا ۲۷۵

فاضل سرمایہ کا اعلیٰ اور گھٹیا استعمال

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ	جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات اور دن
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً	چھپے اور کھلے
فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	تو اُن کے لیے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾	اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔
اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا	جو لوگ کھایا کرتے ہیں سود
لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ	وہ (روزِ قیامت) کھڑے نہیں ہوں گے مگر اُس کی طرح جسے پاگل کر دیا ہو شیطان نے چھو کر
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا	یہ اِس لیے کہ اُنہوں نے کہا
اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا	بے شک تجارت سود ہی کی طرح ہے

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا	حالانکہ حلال فرمایا اللہ نے تجارت کو اور حرام کیا سود کو
فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ	پس آئی جس کے پاس نصیحت اُس کے رب کی طرف سے
فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ	پھر وہ باز آ جائے تو اُس کا ہے جو وہ پہلے لے چکا
وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ	اور اُس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے
وَ مَنْ عَادَ	اور جو دوبارہ ایسا کرے
فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ	تو ایسے لوگ جہنم والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

آیت ۲۷۴ میں فاضل سرمایہ کا اعلیٰ ترین استعمال یہ بتایا گیا کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ اِس کا بھرپور بدلہ روزِ قیامت حاصل ہو گا۔ آیت ۲۷۵ میں بیان کیا گیا کہ فاضل سرمایہ کا بد ترین استعمال یہ ہے کہ اُسے سود حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ سود کھانے والے روزِ قیامت پاگلوں کی طرح اٹھائے جائیں گے اور اُن کے ہوش و حواس اڑے ہوئے ہوں گے۔ وہ طنزیہ طور پر کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سود کی حرمت کے اعلان کے بعد جو اِس جرم سے باز آ گیا اُس کا سابقہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ البتہ جس نے سود کا لین دین جاری رکھا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن ہو گا۔

آیت ۲۷۶

سود کی خباثت، صدقات کی برکت

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا	مٹاتا ہے اللہ سود کو

وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ	اور بڑھاتا ہے صدقات کو
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾	اللہ پسند نہیں کرتا ہر ناشکرے گناہ گار کو۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ سود سے دنیا میں خباثتیں پھیلتی ہیں جبکہ صدقات سے معاشرہ میں پاکیزہ جذبات پروان چڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی برکات کا ظہور ہوتا ہے۔ صدقات و خیرات سے جہاں آپس میں ہمدردی، مروت، اخوت، فیاضی پیدا ہوتی ہے وہاں طبقاتی تقسیم بھی کم ہوتی ہے۔ اِس کے برعکس سود سے دلوں میں سختی، خود غرضی، نفرتیں اور بخل جیسی برائیاں پرورش پاتی ہیں اور طبقاتی تقسیم بڑھتی چلی جاتی ہے جو بالآخر کسی نہ کسی عظیم فتنہ کا باعث بن جاتی ہے۔

آیت ۲۷۷

نماز اور زکوٰۃ معاملات کی درستگی کا ذریعہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ	اور قائم کی نماز اور ادا کی زکوٰۃ
لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	اُن کے لیے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾	اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

اِس آیت میں سود کی حرمت کے بیان کے دوران نماز اور زکوٰۃ کا ذکر وارد ہوا ہے۔ یہ دونوں عبادات انسان کو جملہ معاملاتِ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کاربند رکھتی ہیں۔ نماز اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور آخرت کی جوابدہی کے احساس کو طاری رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ انسان کو برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے۔ اللہ کے سامنے بار بار اِس بات کا عہد کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی بندگی کریں گے) انسان کو ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ زکوٰۃ ایک ایسی مالی عبادت ہے جو سود کی عین ضد

ہے۔ یہ عبادت انسان کا تزکیہ کرتی ہے یعنی اُس کے دل سے مال کی محبت کو نکال دیتی ہے جو سود کھانے اور حرام خوری کی دوسری صورتوں میں ملوث ہونے کا اصل سبب ہے۔

آیات ۲۷۸ تا ۲۸۰

عملی اعتبار سے بدترین گناہ سود

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا	اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود میں سے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾	اگر تم مومن ہو۔
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا	پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا
فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ	تو سن لو اعلانِ جنگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے
وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ	اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لیے ہیں تمہارے اصل مال
لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾	نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔
وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ	اور اگر مقروض ہو تنگدست
فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ	تو مہلت دینا ہے خوشحالی تک
وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ	اور اگر تم صدقہ کر دو، بہتر ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾	اگر تم جانتے ہو۔

اِن آیات میں سود لینے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا۔ وعید سنائی گئی کہ اگر تم سود لینے سے باز نہ آئے تو پھر تمہارے ساتھ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ گویا جس طرح عقیدہ کے اعتبار سے شرک بدترین گناہ ہے اِسی طرح عملی اعتبار سے سود خوری بدترین جرم ہے۔ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں اِس جرم کی خباثت یوں بیان کی گئی:

اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ (ابن ماجہ)

"سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ اُن میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا۔"

سود سے توبہ کے بعد انسان کا حق صرف اُس کے اصل مال پر ہے۔ مقروض اگر اصل زر واپس کرنے پر قادر نہ ہو تو اُسے آسودگی کے حصول تک مہلت دینی چاہیے۔ البتہ قرض پر دیے ہوئے مال کا اعلیٰ ترین استعمال تو یہ ہے کہ اگر مقروض قرض ادا نہیں کر پارہا تو اُسے معاف ہی کر دیا جائے اور اس مال کو اپنے لیے توشۂ آخرت بنالیا جائے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ "جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اُس کا قرضہ معاف کیا، اللہ اُسے اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا۔" (مسلم)

آیت ۲۸۱

آخرت میں جوابدہی کا احساس، عمل کی اصلاح کا ذریعہ

وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ	اور ڈرتے رہو اُس دن سے تم لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ	پھر پورا پورا دے دیا جائے گا بدلہ ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے کمایا
وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع ۳۸ ۸ ۶	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

بعض روایات کے مطابق یہ آخری آیت ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ اِس آیت میں یہ حقیقت دوٹوک انداز میں بیان کر دی گئی کہ اُس دن کا احساس کرتے ہوئے ڈرو جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور ہر انسان کو اُس کے کیے کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ یہی وہ احساس ہے جو انسان کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے اور حلال و حرام کی تمیز کرنے پر کاربند رکھتا ہے۔

آیت ۲۸۲

ادھار معاملہ کے حوالے سے ہدایاتِ قرآنی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	جب تم دو ایک دوسرے کو قرض یک طے شدہ مدت تک کے لیے
فَاكْتُبُوْهُ	تو لکھ لیا کرو اُسے
وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠	اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان ایک کاتب عدل کے ساتھ
وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ	اور انکار نہ کرے کاتب کہ وہ لکھے
كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ	جیسے سکھایا ہے اُسے اللہ نے پس اُسے چاہیے کہ لکھے
وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ	اور لکھوائے وہ شخص جس کے ذمہ قرض ہے
وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ	اور وہ ڈرے اللہ سے جو اُس کا رب ہے
وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا	اور نہ کمی کرے اُس میں کچھ بھی

فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا	پھر اگر وہ جس کے ذمہ قرض ہے نا سمجھ یا کمزور ہے
اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ	یا اِس قابل نہ ہو کہ لکھوا سکے وہ
فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ	تو چاہیے کہ لکھوائے اُس کا ولی عدل کے ساتھ
وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ	اور بنالیا کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے
فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ	پھر اگر نہ ہوں دو مرد
فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ	تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں
مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ	اُن میں سے جن کو تم پسند کرو گواہوں میں سے
اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا	(اِس لیے) کہ بھول جائے اُن دونوں میں سے ایک
فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى	تو یاد کرائے اُن میں سے ایک دوسری کو
وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا	اور نہ انکار کریں گواہ جب بھی وہ بلائے جائیں
وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ	اور کاہلی نہ کرو اِس میں کہ تم لکھو اُسے خواہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا (جبکہ وہ ہو) ایک مدت کے لیے
ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ	یہ کام زیادہ عدل والا ہے اللہ کے نزدیک
وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ	اور زیادہ درست رکھنے والا ہے گواہی کو
وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا	اور اِس کے زیادہ قریب ہے کہ تم شک نہ کرو
اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً	سوائے اِس کے کہ ہو فوری لین دین

تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ	جو تم کر رہے ہو آپس میں
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا	تو نہیں ہے تم پر کوئی گناہ کہ تم نہ لکھو اُسے
وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ	اور گواہ بنالیا کرو جب بھی خرید و فروخت کرو
وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ	اور نقصان نہ پہنچایا جائے لکھنے والے کو اور نہ ہی گواہ کو
وَ اِنْ تَفْعَلُوْا	اور اگر تم ایسا کرو گے
فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ	تو بے شک یہ بڑی نافرمانی ہے تم میں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ	اور سکھاتا ہے تمہیں اللہ
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ پورے قرآنِ مجید کی طویل ترین آیت ہے۔ اِس آیت میں ادھار معاملہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں:

ادھار ہمیشہ یک طرفہ ہونا چاہیے، یعنی جنس پوری دے دی جائے یا قیمت پوری ادا کر دی جائے۔

i. ادھار معاملہ میعادی ہونا چاہیے یعنی ایک طے شدہ مدت کے لیے ہو۔

ii. معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔

iii. معاملہ کی تحریر وہ قلمبند کرائے جس پر قرض کا بوجھ آرہا ہے۔ اگر وہ معذور ہے تو اُس کی طرف سے ولی یہ کام سرانجام دے۔

iv. تحریر واضح ہو اور اُس میں مبہم اسلوب اختیار نہ کیا جائے۔

v. باہمی رضامندی سے دو مسلمان مردوں کو معاملہ پر گواہ بنایا جائے۔ اگر دو مرد دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد اور دو خواتین کو گواہ بنالیا جائے تاکہ بوقت ضرورت جب گواہی دینی پڑے تو مردوں کے سامنے ایک خاتون کی مدد کے لیے دوسری خاتون موجود ہو۔

vi. جب بھی باہم معاہدہ ہو گواہی کی یہ صورت قائم کرنی چاہیے۔

vii. گواہوں کو جب بھی طلب کیا جائے وہ ضرور حاضر ہوں۔

viii. فوری لین دین میں اگر معاملہ نہ لکھا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

ix. لکھنے والا اور گواہ کسی فریق کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی کوئی فریق اِن دونوں کو نقصان پہنچائے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے فاسق ہونے کا ثبوت دے گا۔

آیت ۲۸۳

رہن کے حوالے سے ہدایت اور گواہی چھپانے کی مذمت

وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا	اور اگر تم ہو سفر پر اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا
فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ	تو کچھ رہن رکھوانا ہے قبضہ میں دے کر
فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا	پھر اگر اعتبار کرلے کوئی تم میں سے دوسرے پر
فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ	پس چاہیے کہ ادا کردے وہ جس پر اعتبار کیا گیا ہے اُس کی امانت کو
وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ	اور وہ ڈرے اللہ سے جو اُس کا رب ہے
وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ	اور مت چھپاؤ گواہی کو

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ	اور جس نے چھپائی گواہی تو بے شک وہ دل کا گناہ گار ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب جاننے والا ہے۔

ع ۳۹ ۲

اِس آیت میں ہدایت دی گئی کہ اگر ادھار معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہ ہو تو مقروض کوئی شے گروی رکھوا سکتا ہے۔ البتہ گروی رکھی گئی شے میں خیانت یا اُس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ پھر اگر کسی نے کوئی شے گروی رکھے یا معاملہ کو تحریر میں لائے بغیر کسی کو قرض دے دیا تو اب قرض لینے والے کو قرض دینے والے کے اعتماد پر پورا اترنا چاہیے۔ اِس آیت میں دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ گواہی کو نہ چھپاؤ۔ جو کوئی یہ حرکت کرے گا وہ ضمیر کا مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ معاملات کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہاں گواہی چھپائی گئی تو آخرت میں تو ہر بات ظاہر ہو ہی جائے گی اور وہاں بلا عذر گواہی چھپانے والوں کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیت ۲۸۴

اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر عمل کا محاسبہ ہو گا

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ	اور اگر تم ظاہر کرو جو تمہارے جیوں میں ہے یا چھپاؤ اُسے
يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ	حساب لے گا تم سے اُس کا اللہ
فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ	پھر بخش دے گا جسے چاہے اور عذاب دے گا جسے چاہے
وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

یہ آیت انسان کو لرزا دینے والی ہے۔ اِس آیت میں فرمایا گیا کہ انسان کسی معاملہ کو ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے اللہ تعالیٰ حساب لے کر رہے گا۔ پھر اُس کا اختیار ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ بعض ایسے خوش نصیب بھی ہوں گے جن کے

اعمال کا حساب تو لیا جائے گا لیکن اُن کا مواخذہ نہیں ہو گا۔ ابنِ کثیرؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایمان والے کو اپنے پاس بلائے گا۔ یہاں تک کہ اپنا بازو اُس پر رکھ کر اُسے چھپا دے گا۔ پھر اُس سے کہے گا۔ بتا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا؟ فلاں فلاں گناہ کیا؟ وہ شخص اقرار کرتا جائے گا۔ جب بہت سے گناہ کرنے کا اقرار کر لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا سن دنیا میں بھی میں نے تیرے اِن گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج بھی میں اِن تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہوں۔ اب اُسے اُس کی نیکیوں کا صحیفہ اُس کے داہنے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ البتہ کفار و منافق کو تمام مجمع کے سامنے رسوا کیا جائے گا اور اُن کے گناہ ظاہر کیے جائیں گے اور پکارا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر تہمت لگائی، اِن ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔

آیات ۲۸۵تا۲۸۶

عرشِ الٰہی کے دو خزانے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ	ایمان لائے رسولؐ اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اُن کی طرف اُن کے رب کی طرف سے اور سب مومنین بھی
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ	یہ سب کے سب ایمان لائے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوںؑ پر
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ	(اُن سب نے کہا) ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک کے درمیان بھی اللہ کے رسولوںؑ میں سے
وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا	اور اُنہوں کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا	(ہم سوال کرتے ہیں) تیری بخشش کا اے ہمارے رب!

وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾	اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا	ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ کسی بھی جان پر مگر اُس کی صلاحیت کے مطابق
لَهَا مَا كَسَبَتْ	اُس کے لیے ہے اُس (نیک عمل) کا (اجر) جو اُس نے کیا
وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	اور اُس پر ہو گا اُس (برائی) کا (وبال) جو اُس نے کی
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ	اے ہمارے رب! تو پکڑ نہ کر ہماری اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں
رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ	اے ہمارے رب! نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جیسا تو نے بوجھ ڈالا اُن پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں
رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ	اے ہمارے رب! اور نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ، نہیں ہے طاقت ہم میں جس کے اٹھانے کی
وَ اعْفُ عَنَّا	اور در گزر فرما ہم سے
وَ اغْفِرْ لَنَا	اور بخشش فرما ہماری
وَ ارْحَمْنَا	اور رحم فرما ہم پر
اَنْتَ مَوْلٰىنَا	تو ہمارا مولا ہے
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع ۳۸	پس مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات عرش الٰہی کے دو خزانے ہیں جو معراج کی شب آسمان پر نبی کریم ﷺ کو تحفتاً عطا کیے گئے (مسندِ احمد)۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتوں کو رات کو پڑھ لے تو یہ اِس کی حفاظت کے لیے کافی ہیں (بخاری)۔ آیت ۲۸۵ میں اہلِ ایمان کو اعزاز بخشا گیا کہ اُن کا ذکر اللہ کے حبیب ﷺ کے ہمراہ کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اُنہوں نے کسی ایک رسول کا بھی انکار نہیں کیا۔ اُن سب نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی وفاشعاری کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! ہم نے آپ کے فرامین کو سنا اور آپ کا کہا مان لیا۔ ہم آپ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں اور ہمیں آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آیت ۲۸۶ میں رحمت کی نوید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان سے اُس کی صلاحیت اور حالات کے موافق ہی باز پرس کرے گا۔ انسان کی نیکی اُسی کے کام آئے گی اور گناہ کا وبال بھی اُسی پر پڑے گا۔ آیت کے آخر میں سات ایمان افروز دعائیں سکھائی گئیں کہ اے ہمارے رب!

i- ہم سے جو خطا یا بھول چوک ہوئی اِس پر ہماری پکڑ نہ فرمانا۔

ii- ہمیں اُن آزمائشوں سے دوچار نہ کرنا جن سے ماضی میں اہلِ ایمان دوچار ہوتے رہے۔

iii- ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کو برداشت کرنے کی ہم میں سکت نہ ہو۔

iv- ہمیں معاف فرمادے۔

v- ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرما۔

vi- ہم پر رحم فرما۔

vii- تو ہی ہمارا حامی و ناصر ہے پس کافروں کے مقابلہ میں ہمارے مدد فرما"۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ ہر دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے کہ قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے یہ دعا پوری کر دی:

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

نوٹ فرمایئے کہ جن لوگوں کی کافروں سے دوستیاں ہوں یا جو لوگ کافروں کے اتحادی ہوں کیا وہ مذکورہ بالا دعا خلوص سے کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ علم رکھ کر بے عمل ہونا انسان کو مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہے۔

سورۃ آلِ عمران

تلاوت کرنے والے کو غنی کرنے والی سورۂ مبارکہ

سورۂ آلِ عمران کی عظمت کے حوالے سے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

مَنْ قَرَءَ اٰلَ عِمْرَانَ فَهُوَغَنِيٌّ (سنن دارمی)

"جس نے سورۂ آلِ عمران پڑھی پس وہ غنی ہے۔"

اِس سورۂ مبارکہ کی ابتدائی آیات اُس وقت نازل ہوئیں جب نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ سے اپنے عقائد کے حوالے سے بحث کرنے کے لیے آیا تھا۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۳۲ تمہیدی مضامین
- آیات ۳۳ تا ۶۳ عیسائیوں کے گمراہ کن تصورات کی نفی
- آیات ۶۴ تا ۱۰۱ تحویلِ امت کا مضمون
- آیات ۱۰۲ تا ۱۲۰ اہلِ ایمان کے لیے جامع ہدایات اور اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی
- آیات ۱۲۱ تا ۱۸۰ غزوۂ احد کے حالات پر تبصرہ
- آیات ۱۸۱ تا ۲۰۰ اہلِ کتاب کے گمراہ کن تصورات کی نفی اور اہلِ ایمان کے لیے اہم ہدایات

آیات ۱ تا ۶

معبودِ برحق کی امتیازی صفات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾	الف۔لام۔ میم۔
اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ	اللہ، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾	زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے ہر چیز کا۔
نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	اے نبیؐ! اُس نے نازل فرمائی آپؐ پر کتاب حق کے ساتھ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ	جو تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے ہیں
وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾	اور اُسی نے نازل فرمائی تورات اور انجیل۔
مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ	جو اِس سے پہلے ہدایت تھیں لوگوں کے لیے
وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ	اور اُسی نے نازل فرمایا فرقان (یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا قرآن)
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	بے شک وہ جو انکار کرتے ہیں اللہ کی آیات کا
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ	اُن کے لیے شدید عذاب ہے

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴	اور اللہ زبردست ہے، انتقام لینے والا۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝۵	بے شک اللہ، نہیں پوشیدہ رہتی اُس پر کوئی شے زمین میں اور نہ ہی آسمان میں۔
هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ	وہی ہے جو تمہاری صورت گری کرتا ہے (ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، زبردست ہے کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں معبودِ برحق یعنی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وہ بلند شان بیان کی گئی جس سے عیسائیوں کے الوہیتِ عیسیٰؑ کے من گھڑت عقیدے کی نفی ہوتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ معبودِ برحق کی چند امتیازی صفات حسبِ ذیل ہیں:

i. وہی معبودِ حقیقی ہے جو بذاتِ خود زندۂ جاوید ہے۔
ii. وہ دوسروں کو بھی زندہ رکھنے والا ہے۔
iii. اُس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے پہلے تورات و انجیل نازل فرمائی اور اب قرآنِ حکیم نازل فرمایا جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور حق و باطل میں فرق کرنے کی کسوٹی ہے۔
iv. وہ اپنی آیات کا انکار کرنے والوں کو عذابِ شدید سے دوچار کرے گا۔
v. کائنات کی کوئی شے اُس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔
vi. وہ رحمِ مادر میں جس طرح چاہتا ہے انسان کی صورت گری کرتا ہے۔
vii. وہ زبردست ہے لیکن اُس کے ہر فیصلہ میں حکمت ہے۔

کیا مذکورہ بالا صفات حضرت عیسیٰؑ میں تھیں؟ نہیں! معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسولؑ تھے۔

آیات ۷ تا ۹

فتنہ پیدا کرنے والوں کا طرزِ عمل

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ	وہی (اللہ) ہے جس نے اے نبیؐ! نازل فرمائی آپؐ پر کتاب
مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ	اُس میں کچھ محکم (واضح) آیات ہیں
هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ	وہی کتاب کی اصل (بنیاد) ہیں
وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ	اور کچھ دوسری ہیں جو متشابہ (یعنی ہمارے لیے غیر واضح) ہیں
فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ	پس وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتا ہے
فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ	تو وہ پیچھے لگ جاتے ہیں اُن کے جو متشابہ ہیں اُن میں سے
ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ	تلاش کرنے کے لیے فتنہ
وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ	اور تلاش کرنے کے لیے اُن کی حقیقت
وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ	حالانکہ کوئی نہیں جانتا اُن کی حقیقت سوائے اللہ کے
وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ	اور پختگی رکھنے والے علم میں کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِهٖ	ہم ایمان لائے اِس قرآن پر
كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا	یہ سب کا سب ہمارے رب کی طرف سے ہے

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷	اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر عقل مند۔
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا	اے ہمارے رب! ٹیڑھا نہ کردے ہمارے دلوں کو اِس کے بعد کہ تونے ہدایت دی ہمیں
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ	اور عطا فرما ہمیں اپنے پاس سے رحمت
اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸	بے شک تو ہی تو ہے عطا فرمانے والا۔
رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ	اے ہمارے رب! بے شک تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک ایسے دن کہ کوئی شک نہیں جس کے آنے میں
ع ۹ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۹ ع	بے شک اللہ خلاف ورزی نہیں کرتا وعدے کی۔

قرانِ حکیم میں دو طرح کی آیات ہیں۔ ایک محکم جن کو سمجھنا ہمارے لیے آسان ہے۔ دوسری متشابہات جن کا فہم ہمارے لیے مشکل ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے، اُن کی ساری توجہ متشابہات پر ہوتی ہے، تاکہ اُن کا خود ساختہ مفہوم بیان کرکے کوئی ایسی نئی بات کریں جو امت کے متفقہ امور کے برعکس ہو تاکہ اِس سے انتشار پیدا ہو اور ایک فتنہ برپا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے متجددین کے شر سے محفوظ فرمائے اور سلف صالحین کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بقول اقبال ؎

زاجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے آیاتِ متشابہات کی حقیقت کا کھوج لگانے کے بجائے توجہ آیاتِ محکمات پر مرکوز رکھتے ہیں۔ وہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ پورا کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہماری عقل اِس کا احاطہ کرسکے یا نہ کرسکے ہم ہر صورت میں اِس پر ایمان رکھتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ہر ٹیڑھ یعنی فتنہ پرور

لوگوں کے نظریات وعقائد سے محفوظ فرما۔ ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما تاکہ ہم روزِ قیامت کی سختی سے بچ جائیں جب فتنہ پروروں کو گمراہی پھیلانے کی عبرتناک سزا دی جائے گی۔

آیات ۱۰ تا ۱۳

کافروں کے لیے برے انجام کی دھمکی

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـٴًـا	کام نہیں آئیں گے اُن کے،اُن کے مال اوراُن کی اولادیں اللہ کے سامنے کچھ بھی
وَ اُولٰٓىٕكَ هُمْ وَ قُوْدُ النَّارِ ۝۱۰	اور وہی جہنم کا ایندھن ہیں۔
كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	جیسے روش تھی آلِ فرعون کی اور اُن کی جو اِن سے پہلے تھے
كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا	اُنھوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ	تو پکڑا اُنہیں اللہ نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے
وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۱۱	اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا	اے نبیؐ! فرمایئے اُن سے جنہوں نے کفر کیا
سَتُغْلَبُوْنَ	عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے
وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ	اور جمع کیے جاؤ گے جہنم کی طرف

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾	اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔
قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ	یقیناً تمہارے لیے (عبرت کی) نشانی ہے دو جماعتوں میں جو کہ آپس میں ٹکرائیں (غزوۂ بدر میں)
فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	ایک جماعت لڑ رہی تھی اللہ کے راستہ میں
وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ	اور دوسری جماعت کافر تھی (لڑ رہی تھی طاغوت کے راستہ میں)
يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ	دیکھ رہے تھے مسلمان اُنہیں اپنے سے دوچند اپنی آنکھوں سے
وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ	اور اللہ مدد فرماتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾	بے شک اِس (بدر کے معرکہ) میں یقیناً عبرت ہے دیکھنے والوں کے لیے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق فرمایا کہ اُن کا مال اور اُن کی اولاد اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے سکے گی۔ نجران سے آنے والے عیسائیوں کے مذہبی پیشوا جانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اُنہوں نے اپنے بادشاہوں کی طرف سے ملنے والے مالی مفادات کی خاطر آپ ﷺ کو اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا۔ روزِ قیامت یہ مالی مفادات اُن کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ آلِ فرعون اور ماضی کی دیگر سرکش قوموں کی طرح اُن کا بھی بدترین انجام ہو گا۔ اُن کے سامنے غزوۂ بدر کی مثال موجود ہے۔ اِس معرکہ میں سرفروشوں کی چھوٹی سی جماعت نے اپنے سے کہیں بڑی کافروں کی جماعت کو شرمناک ہزیمت سے دوچار کیا اور اُسے دیکھنے والوں کے لیے رہتی دنیا تک عبرت بنا دیا۔

آیات ۱۴ تا ۱۵

آخرت کو دنیا پر ترجیح دو

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ	خوشنما کر دی گئی ہے لوگوں کے لیے مرغوب چیزوں کی محبت جیسے عورتیں
وَالْبَنِيْنَ	اور بیٹے
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ	اور جمع کیے ہوئے خزانے سونے اور چاندی کے
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ	اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے
وَالْاَنْعَامِ	اور چوپائے
وَالْحَرْثِ	اور کھیتیاں
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾	اور اللہ ہے جس کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے۔
قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ	اے نبیؐ! فرمائیے کیا میں بتاؤں تمہیں وہ چیز جو بہتر ہے اِس سے
لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا	اُن کے لیے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے اُن میں
وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	اور اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے
وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ	اور حاصل ہو گی اُنہیں خوشنودی اللہ کی
وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے بندوں کو۔

ان آیات میں ایسی مرغوباتِ زندگی کا ذکر ہے جن کی محبت انسان کے دل میں رکھ دی گئی ہے اور اِن کے ذریعہ انسان کی اِس دنیا میں آزمائش ہوتی ہے۔ اِن مرغوباتِ زندگی میں عورتوں، بیٹوں، سونے چاندی کے جمع کیے گئے خزانوں، خاص نسل کے گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتیوں کی محبت شامل ہے۔ اِن مرغوباتِ زندگی میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو بذات خود بری ہو اور نہ ہی اِن سے محبت اور اِن کا حصول بری چیز ہے۔ بری چیز یہ ہے کہ انسان اِن چیزوں کی محبت اور حصول میں اِس قدر غرق ہو جائے کہ اُسے آخرت یاد ہی نہ رہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور فکر آخرت موجود ہوتی ہے، وہ اِن چیزوں کو شریعت کے مطابق حاصل اور استعمال کرتے ہیں۔ اب اُنہیں اِن چیزوں سے دنیا میں راحت و سکون نصیب ہوتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین ٹھکانا میسر آتا ہے۔ یہ ٹھکانہ وہ باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں رواں ہیں۔ وہاں اُن کے لیے اعلیٰ اور ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتیں ہیں۔ سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے جو اُنہیں حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اعمال، نیتوں اور ارادوں کو خوب جانتا ہے۔ اُسے اچھی طرح معلوم ہے کہ بندوں میں سے کون اُس کے انعام کا مستحق ہے اور کون نہیں ہے۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کون ہیں؟

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا	اللہ کے بندے یوں دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے

	رب ! یقیناً ہم ایمان لے آئے
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا	پس معاف فرمادے ہمارے گناہ
وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾	اور بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے۔
اَلصّٰبِرِيْنَ	وہ صبر کرنے والے ہیں
وَ الصّٰدِقِيْنَ	اور سچے ہیں
وَ الْقٰنِتِيْنَ	اور تابعدار ہیں
وَ الْمُنْفِقِيْنَ	اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں
وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾	اور بخشش مانگنے والے ہیں سحر کے وقت۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا ذکر ہے۔ وہ اپنے ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے بخشش اور جہنم سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی اور جہنم سے نجات کے لیے ایمان لانا شرط ہے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پانچ صفات کا بیان ہے۔ پہلی صفت صبر ہے یعنی اگر کوئی مصیبت پیش آجائے تو اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خوشدلی سے برداشت کرتے ہیں اور دین کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو ثابت قدمی سے جھیلتے ہیں۔ دوسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں راست باز ہیں اور بدعہدیوں اور فریب کاریوں سے بچنے والے ہیں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ شریعت کے احکامات کے آگے سر جھکانے والے ہیں۔ چوتھی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال و دولت میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سے اُس کی راہ خرچ کرنے والے ہیں۔ پانچویں صفت یہ ہے کہ نیکیوں پر اتراتے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتے رہتے ہیں اور یہ سعادت رات کے پچھلے پہر حاصل کرتے ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ

میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور پکارتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اُس کی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اُسے عطا کروں؟ کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اُس کے گناہ بخش دوں؟ (مسلم)۔

آیت ۱۸

معبودِ حقیقی کی شانِ خاص، قیامِ عدل

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اور گواہی دی اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ	اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور تمام صاحبانِ علم نے بھی
قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ	وہی قائم کرنے والا ہے عدل
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾	وہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں جلالی اسلوب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ خود اِس پر گواہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر معتبر شہادت اور کس کی ہوگی جو کائنات کی تمام حقیقتوں کا براہ راست علم رکھتا ہے اور جس کی نگاہ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد معتبر شہادت ہے فرشتوں کی کیونکہ وہ سلطنتِ کائنات کے انتظامی اہل کار ہیں۔ وہ تمام انتظامی معاملات میں اللہ تعالیٰ ہی کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اور اپنے ذاتی علم کی بنا پر گواہی دے رہے ہیں کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا۔ پھر مخلوقات میں سے جن کو بھی حقائق کا کچھ علم حاصل ہوا ہے، اُن سب کی متفقہ شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا مالک و مدبر ہے۔ اُس کی خاص شان یہ ہے کہ وہ عدل قائم کرنے والا ہے یعنی کائنات میں اُس کا ہر فیصلہ مبنی بر عدل ہوتا ہے۔

آیت ۱۹

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ	بے شک دین اللہ کے نزدیک صرف اِسلام ہی ہے
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اور اختلاف نہیں کیا اُنہوں نے جنہیں دی گئی تھی کتاب
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ	مگر اِس کے بعد جو آ چکا تھا اُن کے پاس صحیح علم
بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ	سرکشی کرتے ہوئے آپس میں
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اور جو انکار کرتا ہے اللہ کی آیات کا
فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾	تو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔ صرف دینِ اسلام ہی زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں کے بارے میں ہدایات دیتا ہے، لہٰذا صرف اِسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری ممکن ہے۔ اہلِ کتاب بھی اِس حقیقت کو جانتے ہیں کہ اُن کے مذاہب کی تعلیمات نامکمل اور تحریف شدہ ہیں لیکن وہ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہوئے اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔ مخالفت کا سبب ہے اپنی مذہبی چودہراہٹ اور مفادات کو تحفظ دینا۔ اللہ تعالیٰ جلد اِن ظالموں سے حساب لینے والا ہے۔

آیت ۲۰

اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا، اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری

فَاِنْ حَآجُّوْكَ	پھر اے نبیؐ! اگر وہ جھگڑا کریں آپؐ سے

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ	تو فرما دیجئے میں نے جھکا دیا ہے اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَمَنِ اتَّبَعَنِ	اور اُنہوں نے بھی جو پیروی کر رہے ہیں میری
وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اور پوچھیے اُن سے جنہیں دی گئی ہے کتاب
وَالْاُمِّيّٖنَ	اور اَن پڑھ لوگوں سے
ءَاَسْلَمْتُمْ	کیا تم فرمانبرداری اختیار کرتے ہو (اللہ کی)؟
فَاِنْ اَسْلَمُوْا	پس اگر وہ فرمانبرداری اختیار کریں
فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ	تو یقیناً وہ ہدایت پر آ گئے
وَاِنْ تَوَلَّوْا	اور اگر وہ رخ پھیر لیں
فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ	تو اے نبیؐ! بے شک آپؐ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے
ع ۱۱ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے بندوں کو۔

اِس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ جو لوگ حق آنے کے باوجود آپ ﷺ سے بحث و مباحثہ کریں، اُن کے سامنے اعلان کر دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے تو اپنے سر جھکا دیے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے۔ کیا تم بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کے لیے تیار ہو؟ اِس کے بعد آپ ﷺ کی دلجوئی کی گئی کہ جو لوگ آپ ﷺ کی دعوت قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ اِس کے برعکس جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول نہ کی تو آپ ﷺ ہرگز غمگین نہ ہوں۔ آپ ﷺ کے ذمہ تو صرف حق پہنچا دینا ہے۔ اِس کے بعد لوگوں سے حساب لینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اِس آیت سے یہ بات واضح ہوئی کہ اتباعِ رسول ﷺ سے مراد صرف چند

معمولاتِ زندگی میں آپ ﷺ کی پیروی نہیں بلکہ اِس کا تقاضا ہے کہ زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

اہلِ کتاب کا کردار اور انجام

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیات کا
وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ	اور قتل کرتے ہیں انبیاءؑ کو ناحق
وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ	اور قتل کرتے ہیں اُنہیں بھی جو حکم دیتے ہیں عدل کرنے کا لوگوں میں سے
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾	تو اے نبیؐ! خوشخبری دیجئے اُنہیں دردناک عذاب کی۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۫	یہ ہیں وہ لوگ کہ برباد ہوگئے اُن کے اعمال دنیا اور آخرت میں
وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾	اور نہ ہوگا اُن کے لیے کوئی مددگاروں میں سے۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کا مجرمانہ کردار اور برا انجام بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب نہ صرف اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے بلکہ حق کی تبلیغ کرنے والے انبیاء کرامؑ اور عدل کے مطابق فیصلہ کرنے والے صالحین کو ناحق قتل بھی کرتے رہے۔ طنزیہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے اُنہیں بشارت دی گئی کہ بڑے بڑے جرائم کی وجہ سے وہ اپنی چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے اجر سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ دنیا میں اُن کے لیے لعنت و رسوائی ہے اور آخرت میں شدید عذاب۔ کوئی قوت دنیا و آخرت میں اُن کی مدد نہ کر سکے گی۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

شریعت سے پہلو تہی کا سبب

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! کیا آپؐ نے نہیں دیکھا اُن کو جنہیں دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب میں سے
يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ	جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ	تاکہ وہ فیصلہ کرے اُن کے درمیان (اختلافات کا)
ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ	تو رخ پھیر لیتا ہے ایک گروہ اُن میں سے
وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾	اور وہ تو ہیں ہی اعراض کرنے والے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا	اِس لیے کہ وہ کہتے ہیں
لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ	ہر گز نہ چھوئے گی ہمیں آگ مگر گنتی کے چند دن
وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور دھوکہ دیا ہے اُنہیں اُن کے دین میں اُن باتوں نے جو وہ گھڑا کرتے ہیں۔
فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۗ	پھر کیا حال ہوگا جب ہم جمع کریں گے اُنہیں ایک ایسے دن نہیں کوئی شک جس کے آنے میں
وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ	اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اُس عمل کا جو اُس نے کمایا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾	اور اُن پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنے معاملات کے فیصلے قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اِس سرکشی کی وجہ یہ خوش فہمی ہے کہ ہمیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف چند دن۔ اِس خوش فہمی نے اُنہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ اُن کے لیے قیامت کا دن ایک حسرتناک دن ثابت ہو گا۔ اُس دن وہ سب جمع کیے جائیں گے اور اُنہیں اُن کے جرائم کی پوری پوری سزا دے دی جائے گی۔ آج ہمارے ہاں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو شریعت پر عمل سے گریز کرتے ہیں۔ اُن کے ذہنوں میں یہ خوشنما تصورات موجود ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی امت میں ہونے کی وجہ سے یا کسی خاص بزرگ سے نسبت ہونے کی بنیاد پر وہ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہیں گے۔ ایسے تصورات من گھڑت ہیں جن کے لیے قرآن و حدیث سے کوئی سند نہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ	اے نبیؐ! عرض کیجیے اے اللہ! کل بادشاہی کے مالک
تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ	تو عطا فرماتا ہے بادشاہی جسے چاہے
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫	اور چھین لیتا ہے بادشاہی جس سے چاہے
وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ	اور تو عزت دیتا ہے جسے چاہے
وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ	اور ذلیل کرتا ہے جسے چاہے
بِيَدِكَ الْخَيْرُ	تیرے ہاتھ میں ہے ساری بھلائی
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾	بے شک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ	تو ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں

وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ	اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ	اور تو ہی نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے
وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ	اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے
وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾	اور تو رزق عطا فرماتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

اِن آیات میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بلند عظمت بیان کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ عظیم یہ ہے کہ کائنات میں کل اختیار اُسی کے پاس ہے۔ بادشاہی دینا یا چھین لینا، عزت دینا یا ذلیل کرنا، زندگی دینا یا موت سے ہمکنار کرنا غرض ہر معاملہ اُسی کے اذن سے طے پاتا ہے۔ ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُس کے ہر فیصلہ میں بھلائی ہی ہوتی ہے۔ اِن حقائق پر ایمان انسان کو ایک باوقار اور پُر سکون زندگی عطا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے مناظرہ کے لیے آنے والے عیسائیوں کے وفد کے سردار نے کہا تھا کہ اگر ہم محمد ﷺ پر ایمان لے آئے تو ہم شاہِ روم کی طرف سے ملنے والی عزت اور مالی انعام و سہولیات سے محروم ہو جائیں گے۔ یہاں دعا و مناجات کے رنگ میں اِس کا جواب دیا گیا کہ جن بادشاہوں کی دی ہوئی عزتوں کو محفوظ رکھنے کے لیے تم اللہ کے رسول ﷺ کو پہچاننے کے باوجود جھٹلا رہے ہو، وہ سارے بادشاہ اللہ تعالیٰ کے در کے فقیر ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت پر ایمان لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں بغیرِ حساب رزق اور نعمتیں عطا فرمائے گا۔

آیت ۲۸

کافروں کو مومنوں کے مقابلہ میں دوست نہ بناؤ

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ	نہ بنائیں مومن کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر
وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ	اور جس نے کیا ایسا تو نہیں رہا اُس کا اللہ سے کوئی تعلق

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً	سوائے اِس کے کہ تم واقعی بچنا چاہو اُن (کے شر) سے
وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ	اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنی ذات سے
وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اِس آیت میں منع کیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کافروں کو دیگر اہلِ ایمان کے مقابلہ میں دوست نہ بنائیں۔ جس نے یہ حرکت کی اُس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ اگر جان کو خطرہ ہو تو ظاہری طور پر دوستی کی جاسکتی ہے۔ یہ دوستی بس اِس حد تک ہونی چاہیے کہ اسلام کے مشن، مسلمانوں کے مفاد اور کسی مسلمان کی جان و مال کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی جان و مال کا تحفظ کر لیا جائے۔ البتہ کفر اور کفار کی کوئی ایسی خدمت انجام نہ دی جائے جس سے کفر کو فروغ یا کفار کو غلبہ حاصل ہو۔ اگر اپنے آپ کو بچانے کے لیے اسلام یا مسلمانوں یا کسی ایک بھی مسلمان فرد کو نقصان پہنچایا تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ ہو گی۔ جانا بہر حال اللہ ہی کے پاس ہے۔ لہٰذا مطلوب تو یہی ہے کہ رخصت کے بجائے عزیمت اختیار کی جائے اور کفار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا جائے۔ جب جانا اُسی کے پاس ہے تو پھر وقتی طور پر جان بچا لینے سے کیا فرق پڑے گا؟

آیات ۲۹ تا ۳۰

احوالِ آخرت کا بیان، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر تم چھپاؤ اُسے جو تمہارے سینوں میں ہے
اَوْ تُبْدُوْهُ	یا ظاہر کر دو اُسے
يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ	جانتا ہے اُسے اللہ
وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ	اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا	جس دن پائے گی ہر جان اُس کو جو اُس نے عمل کیا نیکی میں سے حاضر کیا ہوا
وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ	اور جو اُس نے عمل کیا برائی میں سے
تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ	اور ہر جان چاہے گی کہ کاش! اُس کے اور اُس کے عمل کے درمیان ہو بہت دور کا فاصلہ
وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ	اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنی ذات سے
ع ۱۱ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع	اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں کے حق میں۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ انسان اپنے جی کی بات ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔ روزِ قیامت انسان کے تمام ظاہر و پوشیدہ اعمال اُس کے سامنے آجائیں گے۔ گناہ گار انسان اپنے نامۂ اعمال سے دور بھاگنا چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے اِسی لیے آخرت میں ہونے والے واقعات بیان کرتا ہے تاکہ بندے اُس دن کی رسوائی سے بچنے کی کوشش کریں۔

آیت ۳۱

اللہ تعالیٰ کی محبت اتباعِ رسول ﷺ سے حاصل ہو گی

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے
فَاتَّبِعُوْنِيْ	تو پیروی کرو میری
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	محبت کرے گا تم سے اللہ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ	اور بخش دے گا تمہارے گناہوں کو

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت کے مخاطب اہلِ کتاب اور مسلمان دونوں ہیں۔ اہلِ کتاب میں سے عیسائی (جن کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ سے مناظرہ کے لیے آیا تھا) دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے اللہ کی محبت کی خاطر رہبانیت اختیار کی ہے۔ اُن سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور بخشش حاصل کرنے کا یہی واحد طریقہ ہے۔ اِسی طرح مسلمانوں کو بھی آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ایمان کے حقیقی ہونے کی علامت ہے۔ اگر تمہیں واقعی اُس سے محبت ہے تو زندگی اُس کے رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے گزارو۔ وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اتباعِ رسول ﷺ کے جن گوشوں کو قرآنِ حکیم نے نمایاں کیا ہے وہ ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکانا (سورۂ آلِ عمران آیت ۲۰)، اُس کی بندگی کی طرف دعوت دینا (سورۂ یوسف آیت ۱۰۸) اور اُس کی راہ میں جہاد کرنا (سورۂ توبہ آیت ۱۱۷)۔ ہماری اکثریت کی توجہ اتباعِ رسول ﷺ کی طرف ہے ہی نہیں اور جن کی توجہ ہے اُنہوں نے بھی اِسے صرف عام معمولاتِ زندگی تک ہی محدود کر رکھا ہے۔

آیت ۳۲

اطاعتِ رسول ﷺ سے اعراض کفر ہے

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے اطاعت کرو اللہ اور رسولؐ کی
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر تم نے رخ پھیر لیا
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾	تو بے شک اللہ پسند نہیں کرتا کافروں کو۔

اِس آیت میں مناظرہ کے لیے آنے والے عیسائیوں کو حکم دیا گیا کہ کہنا مان لو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کا۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کافر ہو اور وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ اِس آیت سے یہ اصول بھی سامنے آیا کہ اللہ تعالیٰ

اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے اعراض در حقیقت کافرانہ روش ہے اور اللہ تعالیٰ اِس روش کو ناپسند کرتا ہے۔ کافرانہ روش کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت کو ہر دور کے لیے لازم نہ سمجھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہی رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ سنت کے فتنہ سے محفوظ رکھے، اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۳تا۳۶

آلِ عمران پر عنایتِ ربّانی

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾	بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ اور نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام جہان والوں پر۔
ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ	وہ اولاد تھے ایک دوسرے کی
وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ	اور جب عرض کی حضرت عمران کی بیوی نے
رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا	اے میرے رب! بے شک میں نذر کرتی ہوں آپ کے لیے جو میرے بطن میں ہے وقف کرتے ہوئے
فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ	پس قبول فرمایئے میری طرف سے
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾	بے شک آپ ہی خوب سننے والے، خوب جاننے والے ہیں۔
فَلَمَّا وَضَعَتْهَا	پھر جب اُس نے جنم دیا ایک لڑکی کو

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ؕ	کہا اے میرے رب ! بے شک میں نے جنم دی ہے وہ لڑکی
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ	اور اللہ خوب جاننے والا تھا اُسے جو اُس نے جنم دیا
وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ	اور نہیں ہو سکتا تھا لڑکا اُس لڑکی جیسا
وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ	اور (اُس نے عرض کی) بے شک میں نے نام رکھا ہے اِس لڑکی کا مریم
وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾	اور بے شک میں پناہ میں دیتی ہوں اِسے آپ کی اور اِس کی اولاد کو بھی مردود شیطان سے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام جہانوں والوں پر فضیلت دی۔ تمام انبیاءؑ، حضرت آدمؑ، پھر حضرت نوحؑ اور پھر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ بھی حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے لہٰذا وہ بھی انسان تھے اور معاذاللہ، اللہ کے بیٹے نہیں تھے۔ یہ عیسائیوں کے عقائد کے رد کی تمہید ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔ مزید بیان ہوا کہ حضرت عمران کی زوجہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذر مانی کہ وہ اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کو خدمتِ دین کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیں گی۔ اُن کے ہاں ولادت ہوئی تو حیرت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرے ہاں لڑکے کے بجائے لڑکی کی ولادت ہوئی ہے اور ایک لڑکی وقف ہو کر دین کی خدمت کیسے کرے گی؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتے تھے کہ کس کی ولادت ہوئی ہے؟ اِسی لیے فرمایا کہ لڑکا کہاں ہو سکتا تھا ایسی نیک بخت لڑکی کی طرح جسے تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا کی جائے گی۔ والدہ نے لڑکی کا نام مریم رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وہ اِس لڑکی اور اِس کی اولاد کو مردود شیطان کے حملوں سے اپنی حفاظتِ خاص عطا فرمائے۔

آیات ۳۷ تا ۳۸

اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے بھی عطا فرماتا ہے

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ	پھر قبول فرمایا مریم کو اُن کے رب نے اچھی قبولیت کے ساتھ
وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ	اور پروان چڑھایا اُنہیں اچھی پرورش کے ساتھ
وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕ	اور نگران بنادیا اُن کا زکریاؑ کو
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ	جب بھی جاتے اُن کے پاس زکریاؑ عبادت گاہ میں
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ	پاتے اُن کے پاس رزق
قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ	(ایک بار) پوچھا اے مریم! کہاں سے آیا تمہارے پاس یہ
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	کہا مریم نے یہ سب اللہ کی طرف سے ہے
اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾	بے شک اللہ عطا فرماتا ہے رزق جسے چاہے بغیر حساب۔
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ	وہیں پکارا زکریاؑ نے اپنے رب کو
قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ	عرض کی اے میرے رب! عطا فرما مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد
اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾	بے شک تو ہی سننے والا ہے دعا کا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی والدہ کی نذر قبول فرمائی اور ہیکلِ سلیمانی میں حضرت زکریاؑ کو حضرت مریمؑ کی پرورش اور تربیت کی سعادت عطا کی۔ حضرت زکریاؑ جب بھی حضرت مریمؑ کے لیے مخصوص عبادت گاہ میں جاتے تو اُن کے پاس بے موسم کے پھل پاتے۔ ایک اور روایت کے مطابق اُن کے پاس روحانی رزق پاتے یعنی اُن سے علم و حکمت کے گراں قدر کلمات سنتے اور حیران ہو جاتے۔ ایک روز اُنہوں نے حضرت مریمؑ سے پوچھ ہی لیا کہ بے موسم کے یہ پھل یا رشد و معرفت کا یہ فیض اُن کے لیے کہاں سے جاری ہوا ہے؟ حضرت مریمؑ نے جواب دیا کہ یہ سب اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ حضرت مریمؑ کے یہ الفاظ سن کر حضرت زکریاؑ وجد میں آ گئے اور برسوں سے دل میں مچلنے والی ایک خواہش اُن کے لبوں پر آ گئی۔ عرض کیا: اے میرے رب! جب تُو حضرت مریمؑ کو اسباب کے بغیر رزقِ خاص سے فیض یاب فرما رہا ہے تو مجھے بھی باوجود میری کبر سنی اور میری زوجہ کے بانجھ پن کے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد مرحمت فرما۔ بے شک تو ہی دعا سننے اور قبول فرمانے والا ہے۔

آیات ۳۹ تا ۴۱

حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ ولادت

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ	پھر پکارا زکریاؑ کو فرشتوں نے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے عبادت گاہ میں
اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى	بے شک اللہ خوشخبری دیتا ہے آپؑ کو یحییٰؑ کی
مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ	جو کہ تصدیق کرنے والے ہوں گے اللہ کے ایک کلمہ کی
وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾	اور وہ ہوں گے سردار اور عورتوں سے علیحدہ رہنے والے اور نبی صالحین میں سے۔
قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ	پوچھا زکریاؑ نے اے میرے رب! کیسے ہو گا میرے ہاں لڑکا

وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ	حالانکہ آ پہنچا مجھے بڑھاپہ
وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ	اور میری بیوی بانجھ ہے
قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾	کہا فرشتے نے اِسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔
قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً	عرض کی زکریاؑ نے اے میرے رب! مقرر فرما میرے لیے کوئی نشانی
قَالَ اٰيَتُكَ	فرمایا اللہ نے آپؑ کی نشانی یہ ہے
اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ	کہ آپؑ بات نہ کر سکیں گے لوگوں سے تین دن تک
اِلَّا رَمْزًا ؕ	مگر اشارہ سے
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا	اور ذکر کیجئے اپنے رب کا کثرت سے
ع ۱۱/۱۲ وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع	اور تسبیح کیجئے شام اور صبح۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ایک روز دورانِ نماز فرشتوں نے حضرت زکریاؑ کو حضرت یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت دی۔ حضرت زکریاؑ حیران ہوئے کہ اللہ تعالیٰ میرے آنگن میں رونق کیسے بھیجے گا جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ غیب سے ندا آئی کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حضرت زکریاؑ کو تلقین کی گئی کہ وہ اب شکرانے کے طور پر صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح کرتے رہیں۔ حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ ولادت کا ذکر عیسائیوں کو یہ باور کراتا ہے کہ معجزانہ ولادت کسی کو معبود نہیں بنا دیتی۔ نہ حضرت یحییٰؑ معبود ہیں اور نہ حضرت عیسیٰؑ جن کی معجزانہ ولادت کا ذکر آگے آرہا ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

حضرت مریمؑ کی تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ	اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم!
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ	بے شک اللہ نے چن لیا ہے آپ کو
وَ طَهَّرَكِ	اور پاکیزہ کیا ہے آپ کو
وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾	اور چن لیا ہے آپ کو تمام جہانوں کی عورتوں پر۔
يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ	اے مریم! فرمانبرداری کیجئے اپنے رب کی
وَ اسْجُدِيْ	اور سجدہ کیجئے
وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾	اور رکوع کیجئے رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔
ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ	یہ ہے غیب کی خبروں میں سے، ہم وحی کرتے ہیں اِسے اے نبیؐ! آپؐ کی طرف
وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ	اور نہیں تھے آپؐ اُن کے پاس
اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ	جب وہ (قرعہ اندازی کے لیے) پھینک رہے تھے اپنے قلم
اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ	کہ اُن میں سے کون نگرانی کرے گا مریم کی
وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ	اور نہیں تھے آپؐ اُن کے پاس

اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾	جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

اِن آیات میں حضرت مریمؑ کو فرشتوں کے ذریعہ تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت کی نوید سنائی گئی۔ شکرانہ کے طور پر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، اُس کی بارگاہ میں سجدہ کرنے اور ہیکل میں اپنی عبادت گاہ میں رہتے ہوئے باجماعت نماز ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے نہ کوئی سابقہ آسمانی کتاب پڑھی اور نہ ہی کوئی تاریخی کتاب۔ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے اِن حقائق کا بیان اِس بات کی دلیل ہے کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وحی کے ذریعہ ماضی کے واقعات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

آیات ۴۵ تا ۴۷

حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ	جب کہا فرشتوں نے اے مریم!
اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ	بے شک اللہ بشارت دیتا ہے آپ کو ایک کلمہ کی اپنی طرف سے
اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	اُن کا نام ہے مسیح عیسیٰؑ بن مریم
وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	بڑے رتبہ والے ہوں گے دنیا اور آخرت میں
وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور ہوں گے (اللہ کے) مقربین میں سے۔
وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا	اور وہ گفتگو کریں گے لوگوں سے ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں
وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾	اور ہوں گے نیک لوگوں میں سے۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ	پوچھا مریم نے اے میرے رب! کیسے ہوگا میرے ہاں لڑکا
وَّ لَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ	حالانکہ نہیں ہاتھ لگایا مجھے کسی انسان نے؟
قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ	کہا فرشتے نے اِسی طرح اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔
اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا	جب وہ فیصلہ فرماتا ہے کسی کام کا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ	تو بے شک وہ کہتا ہے اُس کے لیے کہ ہو جا
فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾	پس وہ ہو جاتا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مریمؑ کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کی بشارت کا ذکر ہے۔ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بغیر والد کے ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہوں گے یعنی اُن کی ولادت میں اللہ تعالیٰ کا کلمۂ کن وہ کردار ادا کرے گا جو بچہ کی ولادت میں والد کا ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی اِس طرح سے پیدائش کی خبر پر حضرت مریمؑ نے اظہارِ حیرت کیا تو اُنہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ دنیا و آخرت میں باعزت اور اللہ تعالیٰ کی قربت والے مقام کے حامل ہوں گے۔ وہ ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے معجزانہ کلام کریں گے۔ ادھیڑ عمر میں اُن کی گفتگو اِس لیے معجزانہ ہے کہ جب اُنہیں آسمان پر اٹھایا گیا تو وہ جوانی کی عمر میں تھے۔ جب وہ دنیا میں سینکڑوں برس بعد واپس آئیں گے تو اِسی عمر میں ہوں گے اور پھر رفتہ رفتہ ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔

آیات ۴۸ تا ۴۹

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَ	اور اللہ سکھائے گا حضرت عیسیٰؑ کو کتاب اور حکمت یعنی

الْاِنْجِيْلَ ۚ﴿۴۸﴾	تورات اور انجیل۔
وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ	اور وہ رسول ہوں گے بنی اسرائیل کی طرف
اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ	(وہ کہیں گے) یقیناً میں لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی تمہارے رب کی طرف سے
اَنِّيْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ	بے شک میں بناتا ہوں تمہارے لیے گارے سے ایک پرندے کی صورت کی مانند
فَاَنْفُخُ فِيْهِ	پھر میں پھونک مارتا ہوں اُس میں
فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ	تو وہ ہو جاتا ہے اڑتا ہوا پرندہ اللہ کے حکم سے
وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ	اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور برص والے کو
وَ اُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ	اور میں زندہ کر دیتا ہوں مردہ کو اللہ کے حکم سے
وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ	اور میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو
وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ	اور جو رکھ کر آتے ہو اپنے گھروں میں
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ	بے شک اِس میں ایک نشانی ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۴۹﴾	اگر تم مومن ہو۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ؑ کو تورات اور انجیل یعنی احکاماتِ شریعت اور حکمت کی تعلیم دے گا۔ اُن کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیے ہو گی۔ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اُس میں پھونک ماریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑنا شروع

کر دے گا۔ وہ مادرزاد اندھے اور برص کے مریض کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب کریں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کریں گے۔ کسی مجمع میں لوگوں کو بتادیں گے کہ کیا کھا کر آئے ہو اور خوراک کا کتنا ذخیرہ گھر چھوڑ کر آئے ہو۔ یہ وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو اُن کی رسالت کے ثبوت کے طور پر دیے گئے۔

آیات ۵۰ تا ۵۱

حضرت عیسیٰؑ کی دعوت

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ	اور (کہیں گے عیسیٰؑ) میں تصدیق کرنے والا ہوں اُس کی جو میرے سامنے ہے تورات میں سے
وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ	اور تاکہ میں حلال کردوں تمہارے لیے بعض ایسی چیزیں جو حرام کر دی گئیں تھیں تم پر
وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور میں لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی تمہارے رب کی طرف سے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝۵۰	پس ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری۔
اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ	بے شک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے تو عبادت کرو اُسی کی
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۵۱	یہ سیدھا راستہ ہے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کا بیان ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تورات کے کلامِ الٰہی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض ایسی چیزوں کو تمہارے لیے پھر سے حلال ٹھہراتا ہوں جو تمہاری نافرمانیوں کی وجہ

سے تم پر حرام کر دی گئیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کا رب ہے لہٰذا سیدھا راستہ یہ ہے کہ اُسی کی بندگی کرو، اُس سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ گویا حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اُس کا بندہ اور رسول ہونے کا اعلان کیا۔

آیات ۵۲ تا ۵۴

حضرت عیسیٰؑ کی دعوت پر بنی اسرائیل کا ردِّ عمل

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ	پھر جب محسوس کیا عیسیٰؑ نے اُن سے کفر
قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ	پوچھا کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ	کہا حواریوں نے ہم ہیں اللہ (کی راہ) کے مددگار
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ	ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر
وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲	اور (اے عیسیٰؑ!) آپ گواہ رہیے کہ بے شک ہم فرمانبردار ہیں۔
رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ	اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے اُس کلام پر جو تو نے نازل فرمایا
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ	اور ہم نے پیروی کی رسولؑ کی
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۳	پس لکھ لے ہمیں گواہوں کے ساتھ۔
وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ	اور چال چلی یہودیوں نے اور تدبیر فرمائی اللہ نے
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴ ع ۵ ۱۳ ۱۳	اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔

یہ آیات حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کے جواب میں بنی اسرائیل کے ردِّ عمل کا ذکر کر رہی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کی اکثریت اُن کی دعوت کا انکار کر رہی ہے اور اُن کی جان لینے کی سازشیں کر رہی ہے۔ آخر کار اُنہوں نے پکار لگائی کہ تم میں سے کون ہے جو اللہ کی خاطر میرا ساتھ دے؟ چند حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں آپؑ کے ساتھی ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم آپ کی نازل کردہ تعلیمات پر ایمان لے آئے اور ہم آپ کے رسولؑ کی پیروی کر رہے ہیں۔ پس ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں میں شامل فرمالے۔ پھر بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف سازش کی اور اُنہیں صلیب دینے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر کے ذریعہ بنی اسرائیل کی سازش کو ناکام کر دیا اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔

آیات ۵۵ تا ۵۷

حضرت عیسیٰؑ کا رفعِ آسمانی

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ	جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰؑ! بے شک میں آپؑ کو پورا پورا لینے والا ہوں
وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ	اور اٹھانے والا ہوں آپؑ کو اپنی طرف
وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور پاک کرنے والا ہوں آپؑ کو اُن سے جنہوں نے کفر کیا
وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	اور کرنے والا ہوں اُن کو جنہوں نے پیروی کی آپؑ کی غالب اُن پر جنہوں نے کفر کیا قیامت کے دن تک
ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ	پھر میری ہی طرف تم سب کا لوٹنا ہے
فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۵۵	تو میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان اُس میں تم جس میں اختلاف کرتے رہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	پس وہ جنہوں نے کفر کیا
فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	تو میں عذاب دوں گا اُنہیں سخت عذاب دنیا اور آخرت میں
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾	اور نہیں ہو گا اُن کے لیے کوئی مددگاروں میں سے۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ	تو اللہ پورے پورے دے گا اُنہیں اُن کے اجر
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا ظالموں کو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو بشارت دی کہ اُنہیں دشمنوں کے قتل کے ناپاک منصوبے سے محفوظ کر دیا جائے گا اور آسمان پر اٹھالیا جائے گا۔ آپؑ کو اُن تہمتوں سے بھی بری ثابت کر دیا جائے گا جو آپؑ پر کافروں نے لگائی ہیں۔ دنیا میں آپؑ کی پیروی کرنے والے عیسائیوں کو آپؑ کے دشمن یہودیوں پر غالب کر دیا جائے گا۔ آپؑ کے دشمنوں کو دنیا و آخرت میں شدید عذاب دیا جائے گا۔ آپؑ پر ایمان لا کر نیکیاں کرنے والوں کو اُن کی قربانیوں کا پورا پورا صلہ دیا جائے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو یہودیوں پر غالب رکھا اور یہودی ریاست اسرائیل کا قیام یا آج تک بقا بھی عیسائیوں ہی کے سہارے سے ہے۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

حضرت عیسیٰ ؑ کی مثال حضرت آدمؑ کی طرح ہے

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾	یہ ہے وہ ہم پڑھ رہے ہیں جسے اے نبیؐ! آپؐ پر آیات

	اور حکمت بھرے ذکر میں سے۔
اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ	بے شک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ کی مثال کی طرح ہے
خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ	اللہ نے پیدا فرمایا اُنہیں مٹی سے
ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾	پھر کہا اُن سے ہو جایئے (زندہ انسان) تو وہ ہو گئے۔
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	اے نبیؐ! حق ہے ہی آپؐ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾	پس آپؐ نہ ہو جائیں شک کرنے والوں میں سے۔

اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت آدمؑ کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اِسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بھی بغیر والد کے ہوئی۔ اِس مثال سے عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کی اصلاح مقصود ہے۔ عیسائیوں کو متوجہ کیا گیا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کی بغیر والد کے پیدائش اُن کے اللہ یا اللہ کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے تو پھر حضرت آدمؑ کا مقام تو اِس سے بھی اونچا ہونا چاہیے جو ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے۔ تم اُن کو تو معبود نہیں مانتے تو پھر حضرت عیسیٰؑ کو معبود کا درجہ کیوں دیتے ہو؟ یہود کی اصلاح اِس طرح کی گئی کہ جس اللہ نے حضرت آدمؑ کو مٹی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، اُس کے لیے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا کون سی بڑی بات ہے جس کا تم انکار کر رہے ہو۔ نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا کہ یہی حق ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے سو آپ ﷺ ہر گز نہ ہوں اُن میں سے جو شک کرنے والے ہیں۔ یہ خطاب بظاہر آپ ﷺ سے ہے لیکن مراد آپ ﷺ کی امت ہے اِس لیے کہ خود آپ ﷺ کی ذات سے تو شک کرنے کا امکان ہی نہ تھا۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ	تو اے نبیؐ! جو کوئی جھگڑا کرے آپؐ سے اِس معاملے میں اِس کے بعد کہ آ چکا آپؐ کے پاس اصل علم
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ	تو فرمایئے آ جاؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو
وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ	اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو
وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟	اور ہم بھی آئیں اور تم بھی آؤ
ثُمَّ نَبْتَهِلْ	پھر ہم گڑگڑا کر دعا کریں
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾	پس بھیجیں اللہ کی لعنت جھوٹوں پر۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ	بے شک یہ جو ہے یقیناً یہی ہے سچا بیان
وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ	اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے
وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾	اور بے شک اللہ ہی یقیناً زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
ع ۶ ۹ ۱۴ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع	پھر اگر وہ رخ پھیر لیں تو بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے فساد کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ واضح حقائق آنے کے باوجود بھی اگر نجران سے آنے والا عیسائی وفد حق کو تسلیم نہ کرے تو اُسے دعوتِ مباہلہ دیجئے۔ اُسے دعوتِ دیں کہ آؤ ہم سب اپنے پورے خاندان سمیت کھلے میدان میں جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ جھوٹوں پر لعنت بھیجے۔ اگر عیسائی یہ دعوت قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ حق کے اِن دشمنوں سے خوب واقف ہے۔ عیسائیوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر غور کے لیے باہم مشورہ کیا۔ ایک ہوشمند بوڑھے نے کہا: اے گروہِ نصاریٰ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیلؑ میں سے ایک نبیؐ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ ممکن ہے یہ وہی نبیؐ ہو۔ جو باتیں اُس نے کہی ہیں وہ صاف اور فیصلہ کن ہیں۔ اگر یہ فی الواقع وہی نبی ہوا اور تم لوگوں نے مباہلہ کیا تو تمہاری کیا، تمہاری نسلوں کی بھی خیر نہ ہو گی۔ بہتر یہی کہ ہم اِن سے صلح کر لیں اور اپنے وطن کو لوٹ جائیں۔ چنانچہ دوسرے دن اُنہوں نے آپ ﷺ سے صلح کی درخواست کی اور جزیہ ادا کرنا قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے اُن پر جزیہ مقرر فرمایا جس کی وصولی کے لیے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو امینِ امت کا خطاب عنایت فرما کر اُن کے ساتھ بھیجا۔

آیت ۶۴

دعوت کا خوبصورت اسلوب

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب!
تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ	آؤ اُس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان
اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ	کہ ہم عبادت نہ کریں مگر اللہ کی
وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا	اور شریک نہ کریں اُس کے ساتھ کسی چیز کو بھی
وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	اور نہ بنالے ہم میں سے کوئی کسی کو رب اللہ کے سوا

فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رخ پھیر لیں
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾	تو کہہ دو گواہ رہنا کہ ہم تو فرمانبردار ہیں (اللہ کے)۔

اِس آیت میں اہلِ کتاب کو بڑے خوبصورت اسلوب میں دعوت دی گئی ہے کہ آؤ ایک مشترکہ حقیقت کی طرف۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اِس آیت میں دعوت و تبلیغ کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے۔ اگر کسی ایسے گروہ کو دعوت دینا مقصود ہو جس کے ساتھ عقائد و نظریات میں اختلاف ہو تو دعوت کی بنیاد اُن نکات کو بنایا جائے جس پر داعی اور مدعو دونوں کا اتفاق ہو سکتا ہو۔ مزید یہ کہ جب دلائل واضح ہونے کے بعد بھی کوئی حق کو نہ مانے تو اتمامِ حجت کے لیے اپنا موقف ظاہر کر کے کلام ختم کر دینا چاہیے اور بحث و تکرار کرنا مناسب نہیں ہے۔

آیات ۶۵ تا ۶۸

اہلِ کتاب کو حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کی دعوت

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے اہلِ کتاب!
لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ	تم کیوں جھگڑتے ہو ابراہیمؑ کے بارے میں
وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ	اور نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر اُن کے بعد
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں؟
هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ	دیکھو یہ تم لوگ ہو جنہوں نے جھگڑا کیا اُس بات میں تمہیں جس کا علم تھا
فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ	تو تم کیوں جھگڑتے ہو اُس بات میں نہیں ہے تمہیں جس کا علم

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔
مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا	نہیں تھے ابراہیمؑ یہودی اور نہ ہی عیسائی
وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ	اور لیکن وہ تھے یکسو فرمانبردار
وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾	اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے۔
اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ	بے شک تمام لوگوں میں زیادہ قریب ابراہیمؑ کے یقیناً وہ ہیں جنہوں نے پیروی کی اُن کی
وَ هٰذَا النَّبِيُّ	اور یہ نبیؐ ہیں
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ ہیں جو (نبیؐ پر) ایمان لائے
وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾	اور اللہ مومنوں کا دوست ہے۔

مسلمانوں یہود اور عیسائیوں تینوں کے درمیان حضرت ابراہیمؑ کی ہستی کے تقدس پر اتفاق ہے۔ البتہ یہود کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی تھے اور عیسائی اُنہیں اپنے مذہب کا علمبردار کہتے تھے۔ اِن آیات میں کہا گیا ذرا سوچو! یہودی وہ ہیں جو تورات کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں اور عیسائی وہ ہیں جو خود کو انجیل کا پیروکار کہتے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں تو حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے مدتوں بعد نازل ہوئیں تو پھر حضرت ابراہیمؑ یہودی یا عیسائی کیسے ہوسکتے ہیں؟ بہتر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے اُسوہ کی پیروی کی جائے جو یہودی یا عیسائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی کرنے والے تھے۔ اب حضرت ابراہیمؑ کے راستہ پر چلنے والے ہیں نبی اکرم ﷺ اور اُن پر ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی نیکوکاروں کا دوست ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۱

اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ	اور چاہا ہے ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے کاش ! وہ گمراہ کر دیں تمہیں (اے مسلمانو !)
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	اور وہ گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے ہی آپ کو
وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾	اور وہ اِس کو سمجھتے نہیں ہیں۔
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اے اہلِ کتاب ! تم کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیات کا
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾	حالانکہ تم خود گواہی دیتے ہو (کہ وہ برحق ہیں)۔
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ	اے اہلِ کتاب ! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ
ع ۱۵ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع	اور کیوں چھپاتے ہو حق کو جبکہ تم جانتے ہو۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب خصوصاً یہود کی مسلمانوں سے دشمنی اور اِسی کی وجہ سے اُن کے چند کرتوتوں کا ذکر ہے۔ وہ خود تو ہیں ہی گمراہ، مسلمانوں کو بھی گمراہ کر کے ایمان سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ نبی ﷺ کی پاکیزہ زندگی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کے حیرت انگیز اثرات اور قرآن میں وارد شدہ بلند پایہ مضامین ایسی روشن آیات تھیں کہ اہلِ کتاب جان چکے تھے کہ آپ ﷺ واقعی سچے نبی ہیں۔ کبھی کبھی حق کی زبردست طاقت سے مجبور ہو کر وہ آپ ﷺ کے برحق ہونے کا اعتراف بھی کر لیتے تھے۔ اِسی وجہ سے قرآنِ حکیم اُنہیں الزام دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جن آیات کی حقانیت پر تم خود گواہی دیتے ہو، اُنہیں جان بوجھ کر جھٹلا رہے ہو۔ اُن کو اِس جرم پر بھی قرآنِ حکیم ملامت کرتا ہے کہ تورات کی جن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں، اُن میں وہ تحریف کرتے تھے یا اُنہیں چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

شعوری منافقت، یہود کی سازش

وَ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	اور کہا ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے
اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ	ایمان لاؤ اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہے اُن پر جو ایمان لائے دن کے شروع میں
وَ اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ	اور انکار کر دو دن کے آخر میں
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۷۲	شاید کہ وہ بھی پھر جائیں (ایمان سے)۔
وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ	اور بات نہ ماننا مگر اُس کی جو پیروی کرے تمہارے دین کی
قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے
اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ	کہ دی جائے (وہ ہدایت) کسی اور کو جیسے تمہیں دی گئی تھی
اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ	یا وہ جھگڑا کریں تم سے تمہارے رب کے پاس
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ	فرمایئے بے شک سب فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	وہ دیتا ہے اُسے جسے چاہے
وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۷۴	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ	وہ خاص کرلیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اِن آیات میں یہود کی ایک سازش کا ذکر ہے۔ اُنہیں اِس بات پر شدید جلن تھی کہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی شخص اِس دین سے نہیں پلٹتا۔ اسلام کی اِس ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے اُنہوں نے طے کیا کہ صبح کے وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اور شام کے وقت اسلام چھوڑنے کا اعلان کر دو۔ شاید اِس عمل سے کچھ لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو کر اسلام سے دور ہو جائیں۔ یہ ہے شعوری منافقت کی سازش۔ قرآنِ حکیم میں زیادہ تر بیان غیر شعوری منافقین کا ہے جو صدقِ نیت سے مسلمان ہوئے لیکن دین کی ذمہ داریوں سے گھبرا کر اور مال وجان کی قربانی سے گریز کر کے ایمانِ حقیقی کی دولت سے محروم ہو گئے۔ یہود سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت وہ دولت اور نعمت ہے جو پہلے تمہیں ملی تھی اور اب مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔ اِس ہدایت کی بنیاد پر مسلمان روزِ قیامت تمہاری شرارتوں اور سازشوں کے خلاف گواہی دیں گے اور تمہیں اپنے کیے کی سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

اہلِ کتاب میں نیک بھی ہیں اور برے بھی

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ	اور اہلِ کتاب میں سے ایسا (دیانت دار) بھی ہے کہ اگر آپؐ امانت رکھائیں اُس کے پاس ڈھیروں مال
يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ	وہ لوٹا دے گا اُسے آپؐ کی طرف
وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ	اور اُن میں سے ایسا بھی ہے کہ اگر آپؐ امانت رکھائیں اُس کے پاس ایک دینار
لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ	وہ نہیں لوٹائے گا اُسے آپؐ کی طرف

اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا	مگر جب تک آپؐ رہیں اُس پر کھڑے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا	یہ اِس لیے کہ اُنھوں نے کہا
لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ	نہیں ہے ہم پر اَن پڑھوں کے معاملہ میں کوئی گرفت
وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾	اور وہ بولتے ہیں اللہ پر جھوٹ جبکہ وہ جانتے ہیں۔
بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى	کیوں نہیں! جس نے پورا کیا اپنا عہد اور پرہیز گاری اختیار کی
فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾	تو بے شک اللہ پسند فرماتا ہے پرہیز گاروں کو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا	بے شک جو لوگ لیتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت
اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ	یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے کوئی حصہ اُن کے لیے آخرت میں
وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اور نہیں بات کرے گا اُن سے اللہ اور نہ دیکھے گا اُن کی طرف روزِ قیامت
وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ	اور نہ ہی پاک کرے گا اُنہیں
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یہ آیات اہلِ کتاب کے اچھے اور برے لوگوں کا ذکر کر رہی ہیں۔ اُن میں ایسے دیانت دار بھی ہیں کہ اگر اُن کے پاس بطورِ امانت خزانہ رکھ دیا جائے تو وہ لوٹا دیتے ہیں۔ گویا دعوت کا اسلوب یہ ہو کہ مخاطب میں موجود خیر کی تحسین کی جائے تاکہ مخاطب کو

احساس ہو کہ مسلمانوں میں عدل ہے اور وہ محض ضد کی بنیاد پر کسی گروہ سے دشمنی نہیں کر رہے۔ البتہ آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب میں سے اکثر خائن ہیں اور ایک دینار کی امانت بھی لوٹانے کو تیار نہیں ہوتے۔ اِس کی وجہ اُن کا یہ خود ساختہ تصور ہے کہ غیر یہودی کے ساتھ زیادتی کے حوالے سے ہماری پکڑ نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ جو اُس کے ساتھ عہدِ بندگی وفا کرے گا اور اُس کی نافرمانی سے بچے گا تو وہ اُس کا محبوب قرار پائے گا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اپنے عہدِ بندگی کا دنیا کے حقیر سے مفادات کے عوض سودا کیا، اُن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نہ اُن سے کلام کرے گا، نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی سزا دے کر اُنہیں گناہوں کی آلائش سے پاک کر کے جہنم سے نکالے گا۔

آیت ۷۸

یہود کا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرنا

وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ	اور بے شک اُن میں سے یقیناً ایک گروہ وہ بھی ہے جو موڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب پڑھتے ہوئے
لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ	تاکہ تم سمجھو کہ وہ (عبارت) بھی کتاب میں سے ہے
وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ	حالانکہ وہ نہیں ہے کتاب میں سے
وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اور کہتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے
وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کی طرف سے
وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾	اور وہ بولتے ہیں اللہ پر جھوٹ جبکہ وہ جانتے ہیں۔

اِس آیت میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہوئے بعض من گھڑت باتیں اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ بھی اللہ کی کتاب کا حصہ ہیں۔ گویا وہ گھڑی ہوئی باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو

دھوکہ دیتے ہیں۔اِس جرم کا ارتکاب ہمارے ہاں بھی بعض علمائے سوء کرتے ہیں۔ خطیبوں اور واعظوں کی عموماً یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ قرآن کی آیات اور اِن کے معانی کو تو خوش آوازی اور لے کے ساتھ پڑھتے ہیں اور تشریح عام گفتگو کے لہجہ میں کرتے ہیں۔ علماء سوء تشریح کے الفاظ کی ادائیگی بھی اُسی لب ولہجہ میں کرتے ہیں جس میں وہ قرآن اور اُس کے ترجمہ کی کرتے ہیں۔ سننے والے سمجھتے ہیں کہ یہ تشریح بھی قرآن ہی کا حصہ ہیں۔ لوگوں کو فریب دینے اور اپنے خیالات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دینے کی یہ ایک بدترین صورت ہے۔اِس کا گلہ اقبال نے یوں کیا۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

آیات ۷۹ تا ۸۰

کسی نبیؑ کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ شرک کی تعلیم دے

مَا كَانَ لِبَشَرٍ	نہیں ہے کسی انسان کے لائق
اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ	کہ دے اُسے اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت
ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ	پھر وہ کہے لوگوں سے
كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	تم بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر
وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ	اور لیکن (وہ تو یہی کہے گا کہ) ہو جاؤ رب والے
بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ	جیسا کہ تم خود تعلیم دیتے ہو کتاب کی
وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾	اور جیسا کہ تم خود بھی پڑھتے ہو۔
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ	اور نہ ہی حکم دے گا تمہیں کہ تم بنالو فرشتوں اور

اَرْبَابًا ؕ	نبیوں کو رب
اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ	کیاوہ حکم دے گا تمہیں کفر کا
ع ۸ ۱۲ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾	اِس کے بعد کہ تم مسلمان ہو؟

اِن آیات میں اُن تمام تصورات کی نفی ہے جو مختلف قوموں نے انبیاءؑ کی طرف منسوب کر کے اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کر دیے ہیں اور جن کی رو سے کوئی نبی یا فرشتہ بھی معبود قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کو اِس بہتان سے بری کیا کہ اُنہوں نے لوگوں کو شرک کی راہ دکھائی۔ فرمایا کہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نبوت پر سرفراز فرمائے، اُسے کتاب اور حکمت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ مجھے یا کسی اور نبیؑ کو یا فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دو۔ شرک کے لیے دلیل نہ کسی الہامی کتاب میں ہے، نہ کسی نبیؑ کی تعلیمات میں ہے اور نہ ہی عقل کو اِس کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

انبیاء کرامؑ سے عہدِ خاص

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ	اور جب لیا اللہ نے انبیاءؑ کا عہد
لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ	جب میں دوں تمہیں کتاب اور حکمت میں سے
ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ	پھر تمہارے پاس آئے رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اُس کی جو تمہارے پاس ہے
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ	تم ضرور ایمان لانا اُس پر اور ضرور مدد کرنا اُس کی
قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ	پوچھا اللہ نے کیا تم نے اقرار کیا اور قبول کیا اِس پر میرا

	عہد؟
قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا	عرض کیا انبیاءؑ نے کہ ہم نے اقرار کیا
قَالَ فَاشْهَدُوْا	فرمایا اللہ نے تو گواہ رہو
وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾	اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔
فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ	تو جو کوئی پھر جائے (اِس عہد سے) اِس کے بعد
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾	پس ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

اِن آیات میں اُس خصوصی عہد کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ سے ازل میں لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ کو پابند فرمایا کہ اگر اُس کی موجودگی میں کوئی ایسا رسولؑ آجائے جو اُس کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہو تو تم اُس پر ایمان لانا اور اُس کا ساتھ دینا۔ تمام انبیاءؑ نے اِس عہد کی پاسداری کا وعدہ کیا۔ اب اگر کوئی شخص کسی نبیؑ پر ایمان کا اقرار کرتا ہے تو وہ بھی اُس عہد کا پابند ہو گا جو اُس کے نبیؑ نے کر رکھا ہے۔ اہلِ کتاب جو اپنے انبیاءؑ پر ایمان کا دعوی کرتے تھے، اُن پر لازم تھا کہ وہ آخری رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور اُن کا ساتھ دیں۔ اُنہیں متنبہ کیا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اُس عہد کو توڑ رہے ہو جو تمہارے انبیاءؑ سے لیا گیا تھا، لہٰذا اب تم فاسق ہو چکے ہو۔ واضح رہے کہ نبی اکرم ﷺ سے پہلے ہر نبیؑ سے یہ عہد لیا گیا تھا اور ہر نبیؑ نے اپنی امت کو بعد کے آنے والے نبیؑ کی خبر دی اور اُس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی۔ لیکن قرآن و حدیث میں کہیں بھی اِس کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ سے ایسا عہد لیا گیا ہو یا آپ ﷺ نے اپنی امت کو کسی بعد کے آنے والے نبیؑ کی خبر دے کر اُس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہو۔ اِس کے برعکس قرآنِ حکیم میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰؑ ضرور نازل ہوں گے مگر اُس وقت اُن کی حیثیت آپ ﷺ کے پیروکار کی ہو گی یعنی وہ شریعت محمدیہ ﷺ پر ہی عمل کریں گے۔

آیت ۸۳

پوری کائنات کا دین اسلام ہے

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ	تو کیا وہ اللہ کے دین کے سوا کچھ اور تلاش کرتے ہیں
وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	حالانکہ اُسی کی فرمانبرداری کر رہا ہے جو بھی آسمانوں اور اور زمین میں ہے
طَوْعًا وَّ كَرْهًا	خوشی سے اور مجبوری سے
وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾	اور اُسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ پوری کائنات دینِ اسلام پر عمل پیرا ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔ کائنات کی ہر شے مجبور ہے کہ وہ اُس ضابطہ اور قانون کی پیروی کرے جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ انسان کی خیر بھی اِسی میں ہے کہ وہ کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر انفرادی واجتماعی ہر سطح پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔

آیت ۸۴

ہر نبیؑ پر ایمان لانا ضروری ہے

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا	اے نبیؐ! فرمایئے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہم پر
وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ	اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کے بیٹوں پر
وَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪	اور جو دیا گیا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور تمام انبیاءؑ کو اُن کے

	رب کی طرف سے
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ	ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک کے درمیان بھی اُن میں سے
وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾	اور ہم اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ ایمان صرف اُسی کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہے جو ہر نبیؑ پر ایمان رکھے اور کسی ایک نبیؑ کا بھی انکار نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ کے آنے کے بعد یہ نعمت حاصل ہے صرف امتِ محمد ﷺ کو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف امتِ محمد ﷺ ہی کا شمار مومنین میں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس ایمان کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۸۵

اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا	اور جو کوئی چاہے اسلام کے سوا کوئی اور دین
فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ	تو وہ ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اُس سے
وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾	اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔

اِس آیت میں واضح اعلان کر دیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا دین یعنی اسلام اپنی مکمل صورت میں آ پہنچا تو کوئی جھوٹا یا نامکمل دین قبول نہیں کیا جا سکتا۔ طلوعِ آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس، بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا کھلی حماقت ہے۔ مقامی نبوتوں اور ہدایتوں کا عہد گزر چکا۔ اب سب سے بڑی آخری اور عالمگیر نبوت و ہدایت سے ہی روشنی حاصل کرنی چاہیے کہ یہی تمام روشنیوں کا وہ خزانہ ہے جس میں پہلی تمام روشنیاں مدغم ہو چکی ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ سب ہی دین ٹھیک ہیں۔ سب ہی نیکی کی دعوت دیتے ہیں۔ نہ ایسا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگ غیر مسلموں کے باطل دین کی تعریف کر کے اُن کے ساتھ ظلم

کر رہے ہیں۔ غیر مسلموں کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اُنہیں بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اور جو یہ دین قبول نہ کرے گا وہ آخرت میں بدترین خسارے سے دوچار ہو گا۔

آیات ۸۶ تا ۸۹

حق پہچان لینے کے بعد کفر کرنے کا انجام

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ	کیسے ہدایت دے اللہ اُس قوم کو جنہوں نے کفر کیا ہے اپنے ایمان کے بعد
وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ	اور اُنہوں نے گواہی دی کہ بے شک رسولؐ حق پر ہیں
وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ	اور آچکی ہیں اُن کے پاس واضح نشانیاں
وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ	یہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ہے
اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾	کہ اُن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اِس میں
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ	ہلکا نہیں کیا جائے گا اُن سے عذاب
وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾	اور نہ ہی اُنہیں مہلت دی جائے گی۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا	سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی اِس کے بعد اور

	اصلاح کر لی
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کفر کرنے والے ایسے اہلِ کتاب کو ہدایت نہ دے گا جو دلی طور پر جان چکے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اُن کا پیش کردہ دین، اسلام ہی برحق دین ہے۔ وہ اپنی محفلوں میں اِس حقیقت کی گواہی بھی دیتے رہتے ہیں۔ اب اگر وہ محض ضد اور تعصب کی وجہ سے کفر کر رہے ہیں تو ایسے ظالموں پر اللہ، فرشتے اور تمام انسان لعنت بھیجتے ہیں۔ اگر اُنہوں نے اِس روش سے توبہ نہ کی تو ہمیشہ ہمیش کے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۹۰ تا ۹۱

کفر پر اڑے رہنے کا انجام

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے ایمان کے بعد
ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا	پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں
لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ	ہر گز قبول نہ کی جائے گی اُن کی توبہ
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾	اور وہی لوگ گمراہ ہیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ	اور مر گئے اِس حال میں کہ وہ کافر تھے
فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا	تو ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اُن میں سے کسی سے زمین بھر سونا
وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ	اور خواہ وہ فدیہ میں دے اِسے

اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ	یہ وہ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے
ع ۱۱ ۱۷ وَّمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۹۱﴾ ع	اور نہیں ہوگا اُن کے لیے کوئی مددگاروں میں سے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جن بد نصیبوں نے حق واضح ہونے کے بعد کفر کیا اور کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اُنہیں توبہ کرنے کی توفیق سے محروم کر دیا جائے گا۔ وہ اللہ کی نگاہ میں گمراہ قرار پائیں گے۔ روزِ قیامت عذاب سے بچنے کے لیے وہ زمین بھر سونا بھی اگر فدیہ میں دینا چاہیں تو قبول نہ کیا جائے گا اور کوئی اُن کی مدد کو نہ آئے گا۔

آیت ۹۲

نیکی کا مظہرِ اوّل... محبوب شے کا انفاق

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ	تم ہرگز نہیں پہنچ سکتے نیکی کو
حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ	یہاں تک کہ تم خرچ کرو اُس میں سے جو تم پسند کرتے ہو
وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ	اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو کسی چیز میں سے
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۹۲﴾	تو بلاشبہ اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ نیکی کی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ ہے اپنی محبوب شے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دینا۔ یہود کے علماء سوء نے نیکی کا محدود تصور لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا تھا۔ وہ چند ظاہری اور نمائشی نیکیوں کے نیچے تنگ دلی، حرص، بخل، حق پوشی اور حق فروشی کے عیوب چھپائے ہوئے تھے اور لوگ اُنہیں نیک سمجھتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ نیکی کی اصل روح ہے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت۔ ایسی محبت کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا تصور بھی نہ کرے اور اُسے رضائے الٰہی کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز عزیز تر نہ ہو۔ جس چیز کی محبت بھی آدمی کے دل پر اتنی غالب آجائے کہ وہ اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان نہ کر سکتا ہو،

بس وہی بت ہے اور جب تک اُس بت کو آدمی توڑ نہ دے، نیکی کے دروازے اُس پر بند ہیں۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر فعل سے واقف ہے لہٰذا دکھاوا کر کے نیکی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

آیات ۹۳ تا ۹۵

من گھڑت بات، اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ظلم ہے

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ	تمام ہی کھانے حلال تھے بنی اسرائیل کے لیے
اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ	سوائے اُس کے جسے حرام کیا اِسرائیل نے اپنے اوپر
مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ	اِس سے پہلے کہ نازل کی جاتی تورات
قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ	اے نبیؐ! فرمایئے پس لاؤ تورات پھر پڑھو اُسے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	تو جس نے گھڑا اللہ پر جھوٹ اِس کے بعد
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾	پس وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔
قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫	اے نبیؐ! بتا دیجئے سچ فرمایا اللہ نے
فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ	پس پیروی کرو ابراہیمؑ کے راستے کی جو بالکل یکسو تھے
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾	اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے۔

اِن آیات میں یہود کے ایک جھوٹے الزام کا جواب دیا جا رہا ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں اونٹ کا گوشت حلال قرار دیا گیا۔ یہ بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے بوجوہ اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ بنی اسرائیل نے حضرت یعقوبؑ

کی پیروی میں اونٹ کے گوشت کو ہی حرام قرار دے دیا۔ جب شریعت محمد ﷺ میں اونٹ کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا تو اُنہوں نے ایک طوفان اٹھادیا کہ حرام شے کو حلال کیا جارہا ہے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی کتاب تورات سے دلیل لاؤ کہ کہاں اللہ نے اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف خود ساختہ شریعت منسوب کریں گے وہی ظالم ہیں۔ بہتر ہے کہ بنی اسرائیل جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اور اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کریں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار تھے اور اُس کے ساتھ کسی بھی قسم کا شرک کرنے والے نہ تھے۔

آیات ۹۶ تا ۹۷

عظمتِ کعبہ اور فرضیتِ حج

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ	بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے
مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ﴿۹۶﴾	برکت والا اور ہدایت (کا مرکز) ہے تمام جہان والوں کے لیے۔
فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۚ	اس میں واضح نشانیاں ہیں، مقام ابراہیمؑ ہے
وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ	اور جو داخل ہوا اِس میں وہ ہو گیا محفوظ
وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ	اور اللہ کے لیے لوگوں پر (فرض) ہے اِس گھر کا حج کرنا
مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ	جو کوئی بھی استطاعت رکھتا ہو اِس کی طرف راستہ (اختیار کرنے) کی
وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾	اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہان والوں سے غنی ہے۔

یہودیوں کو اعتراض تھا کہ تم نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو قبلہ کیوں بنایا، حالانکہ پچھلے تمام انبیاءؑ کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ کرۂ ارضی پر پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہ شہر مکہ میں واقع خانہ کعبہ ہے۔ بقولِ اقبال۔

دنیا کے بت کدوں میں، پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ ہے پاسباں ہمارا

خانہ کعبہ بڑی مادی و روحانی برکات کا حامل ہے۔ اِس گھر کے طفیل لوگوں کے لئے رزق کے وسیع ذرائع پیدا ہوئے اور روحانی اعتبار سے ایسی بڑی بڑی نیکیوں کے مواقع میسر آئے جن کا اجر بھی کئی گنا زیادہ ملنے کی نوید ہے۔ عام مساجد کے مقابلہ میں یہاں کی نماز کا اجر ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔ یہ گھر تمام جہان والوں کے لئے ہدایت یعنی زندگی کے رخ کی تبدیلی کا ذریعہ ہے۔ اِس گھر میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی کئی نشانیاں ہیں اور خاص طور پر مقامِ ابراہیمؑ کے نام سے موسوم پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے اِس گھر کی تعمیرِ نو کی تھی۔ اِس گھر کے اطراف حدودِ حرم ہیں جہاں ہر طرح کا جنگ و جدال منع ہے۔ جو شخص بھی مال، صحت، امن و امان کے اعتبار سے اِس قابل ہو کہ خانہ کعبہ آسکے، اُس پر اِس گھر کا حج لازم ہے۔ جس شخص نے باوجود استطاعت کے اِس گھر کا حج نہ کیا تو ایسا کرنا حقیقت کے اعتبار سے کفر ہے۔ حج و دیگر عبادات بندوں ہی کے لیے باعثِ خیر اور اجر و ثواب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی عبادت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔

آیات ۹۸ تا ۹۹

اہلِ کتاب کی اسلام دشمنی

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب!
لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ	کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیات کا

وَاللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾	حالانکہ اللہ گواہ ہے اُس پر جو تم کرتے ہو۔
قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ	فرمایئے اے اہلِ کتاب !
لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ	کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اُسے جو ایمان لا چکا
تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا	تم تلاش کرتے ہو اللہ کی راہ میں عیب
وَّاَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ	حالانکہ تم (اِس کے برحق ہونے کے) گواہ ہو
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۹﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب خصوصاً یہود کے اسلام کے خلاف خبثِ باطن کا ذکر ہے۔ یہود اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جھوٹ بولتے کہ محمد ﷺ وہ نبی نہیں ہیں جن کی بشارت ہماری کتابوں میں دی گئی ہے۔ اگر یہ وہی نبی ہوتے تو قبلہ کیوں تبدیل کرتے حالانکہ سب انبیاءؑ کا قبلہ بیت المقدس رہا ہے۔ اُونٹ کے گوشت کو کیوں حلال کرتے جو ہماری شریعت میں حرام ہے۔ اِن آیات میں یہود کو ملامت کی گئی کہ کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کو برحق جانتے ہوئے بھی اُن کا انکار کر رہے ہو؟ کیوں دینِ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کرتے ہو اور لوگوں کو اِس کی طرف آنے سے روکتے ہو جبکہ تم جانتے ہو کہ یہی دینِ حق ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہارے اِن کرتوتوں سے واقف ہے۔ اگر تم باز نہ آئے تو برے انجام سے دوچار ہو گے۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۱

اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !

اِنۡ تُطِيۡعُوۡا فَرِيۡقًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ	اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا اُن لوگوں میں سے جنہیں دی گئی کتاب
يَرُدُّوۡكُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۰﴾	وہ بنادیں گے تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر۔
وَ كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ	اور تم کیسے کفر کرو گے
وَ اَنۡتُمۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتُ اللّٰهِ	حالانکہ تلاوت کی جاتی ہیں تم پر اللہ کی آیات
وَ فِيۡكُمۡ رَسُوۡلُهٗ	اور تمہارے درمیان اُس کے رسولؐ موجود ہیں
وَ مَنۡ يَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ	اور جو کوئی چمٹ گیا اللہ سے
فَقَدۡ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع	تو یقیناً اُسے ہدایت دے دی گئی سیدھے راستہ کی۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو آگاہ کر رہی ہیں کہ اہلِ کتاب کا ایک گروہ اسلام دشمنی کی آخری حد تک پہنچ چکا ہے۔ وہ خود تو گمراہ ہے، اب دوسروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم نے اُس کی بات مانی تو وہ تمہیں ایمان کی پونجی سے محروم کر کے کافر بنادے گا۔ ذرا سوچو تم کیسے کفر کرو گے جبکہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں جو تمہیں اُس کی آیات سنا رہے ہیں؟ خوش نصیب ہے وہ جو اللہ کے کلام سے چمٹ جائے۔ ایسے ہی لوگ ہدایت کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

فوز و فلاح کے لیے سہ نکاتی لائحۂ عمل

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ	بچو اللہ کی نافرمانی سے جیسا اُس کی نافرمانی سے بچنے کا حق ہے

وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾	اور ہر گز نہ مرنا مگر اِس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔
وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا	اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر
وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۠	اور جدا جدا نہ ہو
وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً	اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر جب تم دشمن تھے
فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ	تو اللہ نے الفت ڈال دی تمہارے دلوں میں
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ	پھر تم ہو گئے اُس کی نعمت سے بھائی بھائی
وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ	اور تم تھے آگ کے گڑھے کے کنارے پر
فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا	پس اللہ نے بچا لیا تمہیں اُس سے
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾	تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔
وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ	اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بلائے خیر کی طرف
وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	اور حکم دے نیکی کا
وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ	اور روکے برائی سے
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو فوز و فلاح کے حصول کے لیے ایک سہ نکاتی لائحۂ عمل دیا گیا ہے:

i. ہر فرد اپنی انفرادی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ایسے بچے جیسے کہ اُس کی نافرمانی سے بچنے کا حق ہے یعنی زندگی کے ہر گوشے میں اُس کی اطاعت کرے۔ زندگی کے ہر لمحہ میں اِس طرح محتاط رہے کہ اُسے موت نہ آئے مگر حالتِ فرمانبرداری میں۔

ii. اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کی رسی یعنی قرآن کی بنیاد پر باہم متحد ہو کر ایک حزب اللہ بنائیں اور باہم تفرقہ سے بچیں۔ طے کرلیں کہ قرآنِ کریم کا پڑھنا، سمجھنا، اُس کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا، اُس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا اور اُس کی تعلیمات کو عام کرنا ہی ہمارا مشترکہ مشن ہے۔

iii. قرآن کی بنیاد پر قائم ہونے والی حزب اللہ اب لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کی کوشش کرے، ہر نیکی کو عام کرے اور ہر برائی کو روکنے کی جدوجہد کرے۔ آخر میں خوشخبری دی گئی کہ اِس سہ نکاتی لائحۂ عمل پر چلنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹

روزِ قیامت کچھ چہرے روشن اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے

وَ لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا	اور نہ ہو جانا اُن کی طرح جو جدا جدا ہو گئے
وَ اخۡتَلَفُوۡا	اور انہوں نے اختلاف کیا
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ؕ	اِس کے بعد کہ آچکی تھیں اُن کے پاس واضح تعلیمات
وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۙ﴿۱۰۵﴾	اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ ۚ	اُس دن روشن ہوں گے کچھ چہرے اور سیاہ ہوں گے

	کچھ چہرے
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫	تو وہ کہ سیاہ ہوں گے جن کے چہرے
اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ	(اُنہیں کہا جائے گا) کیا تم نے کفر کیا اپنے ایمان کے بعد؟
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾	تو چکھو عذاب اِس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔
وَ اَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ	اور وہ کہ روشن ہوں گے جن کے چہرے
فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ	تو وہ ہوں گے اللہ کی رحمت میں
هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔
تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ	یہ ہیں اللہ کی آیات، ہم تلاوت کرتے ہیں جنہیں آپؐ پر حق کے ساتھ
وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۸﴾	اور اللہ نہیں چاہتا کوئی ظلم جہان والوں پر۔
وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
ع ۱۲ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے تمام معاملات۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ جو لوگ امتِ مسلمہ میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہو گا۔ روزِ قیامت انسانوں کے اعمال کا نتیجہ اُن کے چہروں پر ظاہر ہو گا۔ سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ اُنہیں ملامت فرمائے گا کہ تم نے ایمان لانے کے بعد امت میں انتشار پیدا کیا اور ہمارے بتائے ہوئے لائحۂ عمل کو اختیار نہیں کیا۔ نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ دائمی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دنیا والوں

پر ظلم نہیں کرنا چاہتا لہٰذا اُس نے تو اپنے رسول بھیج کر اور کتابیں نازل کر کے لوگوں کو سیدھا راستہ بتا دیا ہے اور اِس بات سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ آخرت میں کن امور کی باز پرس کرنے والا ہے۔ اِس کے باوجود جو لوگ ہدایت کی راہ اختیار نہ کریں یا اپنے غلط طرزِ عمل سے باز نہ آئیں تو وہ اپنے آپ پر خود ظلم کرنے والے ہیں۔

آیت ۱۱۰

مقصدِ امت... امر بالمعروف و نہی عن المنکر

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	(مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جسے بھیجا گیا ہے لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	تم حکم دیتے ہو نیکی کا
وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکتے ہو برائی سے
وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ	اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر
وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ	اور اگر ایمان لے آتے اہلِ کتاب
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ	یقیناً بہتر ہوتا اُن کے لیے
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ	اُن میں سے کچھ مومن ہیں
وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾	اور اُن کے اکثر نافرمان ہیں۔

یہ آیت اِس اعتبار سے انتہائی اہم ہے کہ ہمیں امتِ مسلمہ کے مقصد سے آگاہ کر رہی ہے۔ امتِ مسلمہ کا دنیا میں کام ہی یہ ہے کہ وہ نیکیوں کی دعوت دے، برائیوں سے روکے اور اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے ہر طرح کے شرک سے اجتناب کرے۔ بقولِ اقبال ؎

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے؟

اگر امت اپنا مقصد پورا نہیں کرتی تو اِس کی فضیلت ختم ہو جائے گی اور اندیشہ ہے کہ عذابِ الٰہی سے دوچار ہو گی۔ ترمذی شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَتَاۡمُرُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ لَتَنۡھَوُنَّ عَنِ الۡمُنۡکَرِ، اَوۡ لَیُوۡشِکَنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنۡ یَّبۡعَثَ عَلَیۡکُمۡ عِقَاباً مِّنۡہُ، ثُمَّ تَدۡعُوۡنَہٗ فَلَا یُسۡتَجَابَ لَکُمۡ۔

"قسم ہے اُس ہستی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور حکم دیتے رہو گے نیکی کا اور روکتے رہو گے برائی سے ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تم پر بھیجے گا اپنی طرف سے عذاب پھر تم اُسے پکارو گے لیکن تمہاری پکار کا جواب نہیں دیا جائے گا"۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ یہ ذمہ داری اِس سے قبل اہلِ کتاب کی تھی۔ اُن میں سے چند ہی نے یہ ذمہ داری نبھائی اور اُن کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی نافرمان رہی۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۱۲

امت ذلیل و رسوا کیوں ہوتی ہے؟

لَنۡ یَّضُرُّوۡکُمۡ اِلَّاۤ اَذًی ؕ	ہر گز نہیں نقصان پہنچا سکتے اہلِ کتاب تمہیں مگر کچھ اذیت
وَ اِنۡ یُّقَاتِلُوۡکُمۡ	اور اگر وہ لڑیں گے تم سے
یُوَلُّوۡکُمُ الۡاَدۡبَارَ ۟ ثُمَّ	پھیر دیں گے تمہارے سامنے پیٹھیں
لَا یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾	پھر اُن کی مدد نہیں کی جائے گی۔
ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ اَیۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا	تھوپ دی گئی ہے اُن پر ذلّت جہاں کہیں وہ پائے

	جائیں
اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ	سوائے کسی سہارے کے اللہ کی طرف سے
وَ حَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ	اور کسی سہارے کے لوگوں کی طرف سے
وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ	اور وہ لوٹے ایک غضب کے ساتھ اللہ کی طرف سے
وَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ	اور تھوپ دی گئی اُن پر محتاجی
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اِس لیے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ کی آیات کا
وَ يَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ	اور قتل کرتے تھے انبیاءؑ کو ناحق
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾	اِس لیے کہ اُنھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کی ذلت ور سوائی کا سبب بیان کیا گیا۔ اہلِ کتاب نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنے سے گریز کیا اور دنیاداری کے فتنہ میں پڑ گئے۔ اب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ البتہ وہ دینِ حق اور اہلِ حق کو مٹا نہیں سکتے۔ جب بھی مقابلہ پر آئیں گے، آخر کار منہ کی کھائیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت سے محروم ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ اُن پر ذلت ور سوائی تھوپ دی گئی ہے سوائے اِس کے اللہ تعالیٰ ہی کہیں رعایت کر دے یا دوسرے لوگ اُنہیں سہارا دے دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئے اور تباہی اُن کا مقدر بن گئی۔ یہ سزا ہے اُن کے اِن جرائم کی کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے، انبیاءِ کرامؑ کو ناحق شہید کرتے رہے، اللہ کی نافرمانیاں کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے۔ بد قسمتی سے آج یہ نقشہ ہم مسلمانوں کا ہے۔ جو جرائم اہلِ کتاب نے کیے تھے، وہی ہم نے بھی کیے۔ اللہ تعالیٰ کا عدل بے لاگ ہے۔ جو ذلت ور سوائی اُس نے اہلِ کتاب کو دی، آج وہی مسلمانوں کے گلے کا ہار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ اور اصلاح کی اور اپنے اصل مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۳ تا ۱۱۵

ذلیل ورسوا اُمت میں بھی صالحین کا گروہ ہوتا ہے

لَيۡسُوۡا سَوَآءً ؕ	نہیں ہیں سب اہلِ کتاب برابر
مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ	اہلِ کتاب میں سے ایک جماعت قائم ہے (حق پر)
يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيۡلِ	وہ تلاوت کرتے ہیں اللہ کی آیات رات کی گھڑیوں میں
وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾	اور وہ سجدے کرتے ہیں۔
يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	وہ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ	اور وہ حکم دیتے ہیں بھلائی کا
وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ	اور روکتے ہیں برائی سے
وَيُسَارِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ ؕ	اور ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں
وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾	اور یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔
وَمَا يَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ	اور جو وہ کریں کوئی بھی نیکی
فَلَنۡ يُّكۡفَرُوۡهُ ؕ	تو ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی اُس کی
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کے صالحین افراد کی پانچ صفات بیان کی جارہی ہیں:

i. وہ رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں۔

ii. وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اِس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ تہجد گزار ہونے کے باوجود عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

iii. وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں یعنی اُن کی نیکیاں اُس کی رضا اور آخرت کے اجر و ثواب کے لیے ہوتی ہیں۔

iv. وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

v. وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مغضوب اہلِ کتاب میں سے مذکورہ صفات کے حاملین کو صالحین اور متقی قرار دیا اور یہی وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آج امتِ مسلمہ کو بھی افسوسناک ذلت و رسوائی کا سامنا ہے۔ ایسے میں ہم اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکتے ہیں اور اُس کے محبوب بن سکتے ہیں اگر مذکورہ بالا صفات کو اپنے کردار میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

کافروں کی نیکیاں قبول نہیں ہوں گی

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡہُمۡ اَمۡوَالُہُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا	کام نہیں آئیں گے اُن کے، اُن کے مال اور اُن کی اولادیں اللہ کے سامنے کچھ بھی
وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ	اور یہ لوگ جہنم والے ہیں
ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
مَثَلُ مَا یُنۡفِقُوۡنَ فِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا	مثال اُس کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اِس دنیا کی زندگی میں
کَمَثَلِ رِیۡحٍ فِیۡہَا صِرٌّ	اُس ہوا کی طرح ہے جس میں ہو سخت ٹھنڈ

اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اور وہ جا پڑے ایک ایسی قوم کی کھیتی پر جس نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر
فَاَهْلَكَتْهُ ؕ	پھر وہ برباد کر دے اُس کھیتی کو
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ	اور نہیں ظلم کیا اُن پر اللہ نے
وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾	اور لیکن اپنی جانوں پر وہ خود ہی ظلم کرتے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اہلِ کتاب، دینِ اسلام کا راستہ روکنے کے لیے مال، جان اور اولاد کھپا رہے ہیں لیکن تخریبی کام کے لیے اُن کی یہ قربانیاں ضائع ہوں گی اور ناکامی اُن کا مقدر ثابت ہو گی۔ یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزا ہے۔ اِس دنیا میں انسان جو کچھ بوئے گا وہ عالم آخرت میں کاٹے گا۔ مگر دنیا میں بوئی ہوئی کھیتی کی بار آوری کے لیے چند شرائط ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیان کردہ تعلیمات پر ایمان ہو، دوئم اخلاصِ نیت یعنی جو کام کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا جائے اور سوئم اتباعِ کتاب و سنت یعنی وہ کام شریعت کی بتائی ہوئی ہدایت کے مطابق کیا جائے۔ اِن شرائط کو اگر ملحوظ نہ رکھا جائے تو آخرت میں نیکی کا کچھ بھی صلہ نہیں ملے گا۔ کافروں کی نیکیاں اِن شرائط کو پورا نہیں کرتیں لہٰذا اکارت جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ کفر کر کے اُنہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۲۰

اہلِ کتاب دشمن ہیں، اُن سے دوستی مت کرو!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ	نہ بناؤ رازدار کسی کو اپنوں کے سوا
لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا	وہ کسر نہ اُٹھا رکھیں گے تمہیں تباہ کرنے میں

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ	وہ پسند کرتے ہیں وہ چیز جس سے تم مصیبت میں پڑو
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ	ظاہر ہو ہی جاتی ہے دشمنی اُن کے مونہوں سے
وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ	اور جو چھپا رہے ہیں اُن کے سینے وہ زیادہ بڑا ہے
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	یقیناً ہم نے واضح کر دی ہیں تمہارے لیے آیات اگر تم سمجھتے ہو۔
هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ	(مسلمانو!) دیکھو یہ تم لوگ ہو جو محبت کرتے ہو اُن سے
وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ	اور وہ محبت نہیں کرتے تم سے
وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ	اور تم ایمان رکھتے ہو تمام کتابوں پر
وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا	اور جب وہ ملتے ہیں تم سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے
وَاِذَا خَلَوْا	اور جب اکیلے ہوتے ہیں
عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ	کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصّے سے
قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے مر جاؤ اپنے غصہ میں
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔
اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ	اگر پہنچے تمہیں کوئی بھلائی بری لگتی ہے اُنہیں
وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ	اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف خوش ہوتے ہیں اُس پر

وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو
لَا یَضُرُّکُمۡ کَیۡدُہُمۡ شَیۡئًا ؕ	نہیں نقصان پہنچائے گی تمہیں اُن کی سازش کچھ بھی
ع ۱۲ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ ﴿۱۲۰﴾	بے شک اللہ اُس کا جو وہ کر رہے ہیں، احاطہ کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کا اہلِ ایمان کے ساتھ بغض و عداوت کا رویہ کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ اہلِ ایمان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اہلِ کتاب سے قلبی دوستی ہر گز نہ کریں۔ وہ اہلِ ایمان کے لیے بربادی ہی کے خواہش مند ہیں۔ اُن کا خبثِ باطن زبان پر ظاہر ہوتا رہتا ہے لیکن جو خباثت اُن کے باطن میں پوشیدہ ہے وہ بہت ہی بڑی ہے۔ وہ بظاہر اہلِ ایمان سے خلوص کا اظہار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں اہلِ ایمان کی کامیابیوں پر پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ اہلِ ایمان کو بھلائی نصیب ہو تو اُن کے سینوں پر سانپ لوٹتے ہیں اور اگر اہلِ ایمان کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو خوشی میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر اہلِ ایمان حق پر استقامت کا مظاہرہ کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں تو اہلِ کتاب کی سازشیں اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۸۰

غزوۂ اُحد پر بھرپور تبصرہ

سورۂ آلِ عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۸۰ میں غزوۂ اُحد کے حالات و واقعات پر ایک بھرپور تبصرہ کیا گیا۔ شوال سن ۳ ہجری میں قریش بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے مدینہ سے باہر نکل کر احد کے مقام پر اُن کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک ہزار کی تعداد میں سے تین سو منافقین نکلے جو ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ احد کے میدان میں نبی اکرم ﷺ نے اِس طرح مورچہ بندی کی کہ احد پہاڑ کو اپنے لشکر کی پشت پر رکھا۔ البتہ ایک درہ پہاڑ میں ایسا تھا جہاں سے دشمن حملہ کر سکتا تھا۔ اِس درے پر آپ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا تاکہ وہ دشمن کو اِس طرف سے نہ آنے دیں۔ ابتدا میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور کافر پسپا ہو گئے۔ اِس موقع پر درہ پر موجود

ساتھیوں میں سے ۳۵ نے اپنے امیر کی نافرمانی کرتے ہوئے درہ خالی کر دیا۔ کفار نے درّہ کو خالی ہوتے ہوئے دیکھا اور اِسی کے راستے عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ ۷۰ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے اور نبی کریم ﷺ سمیت کئی صحابہؓ زخمی ہوئے۔ آخر کار نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرامؓ نے پہاڑوں پر چڑھ کر کفار پر تیر اندازی کی اور کفار، مکہ کی طرف پلٹ گئے۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۲۳

مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے

وَ اِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَہۡلِکَ	اور اے نبیؐ! جب آپؐ صبح کے وقت نکلے اپنے گھر والوں کے پاس سے
تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ	بٹھا رہے تھے مومنوں کو جنگ کے لیے مورچوں پر
وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲۱﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
اِذۡ ہَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡکُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا	اور جب خیال کیا دو گروہوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں
وَ اللّٰہُ وَلِیُّہُمَا ؕ	حالانکہ اللہ اُن دونوں کا مددگار تھا
وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾	اور اللہ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مومنوں کو
وَ لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ	(اے مسلمانو!) اللہ تمہاری مدد فرما چکا ہے بدر میں بھی جب کہ تم کمزور تھے
فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾	پس اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ تم اُس کا شکر ادا کر سکو۔

غزوۂ اُحد سے قبل جب تین سو منافقین ساتھ چھوڑ گئے تو دو انصاری قبیلوں بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دلوں میں بھی کچھ کمزوری پیدا ہونا شروع ہوئی۔ ان آیات میں بیان ہوا کہ وہ دونوں قبیلے سچے مومنوں میں سے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہمت افزائی فرمائی۔ مومنوں کو چاہیے کہ نہ وہ اپنی تعداد اور اسباب کی قلت سے مایوس ہوں اور نہ ہی دشمن کے وسائل کی کثرت سے مرعوب ہوں۔ اُنہیں تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ بدر کے میدان میں مسلمان ہر لحاظ سے کمزور تھے۔ تعداد، اسلحہ اور دیگر وسائل سب ہی کم تھے۔ اِن حالات میں اللہ تعالیٰ نے کیسی مدد کی اور شاندار فتح سے سرفراز فرمایا۔ اب بھی وہ مدد فرمائے گا بشرطیکہ مسلمان اُس کی نافرمانی سے بچتے رہیں، اُس کا شکر ادا کرتے رہیں اور اُسی پر بھروسہ رکھیں۔

آیات ۱۲۴ تا ۱۲۷

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کی بشارت

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ	اے نبیؐ! جب آپؐ فرما رہے تھے مومنوں سے
اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ	کیا کافی نہیں ہو گا تمہیں
اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ	کہ مدد فرمائے تمہاری تمہارا رب
بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾	تین ہزار نازل کردہ فرشتوں سے۔
بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	کیوں نہیں! اگر تم ڈٹے رہو اور پرہیزگاری اختیار کرو
وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا	اور آ پڑیں کافر تم پر اپنے اِسی جوش میں
يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ	مدد فرمائے گا تمہاری تمہارا رب
بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾	پانچ ہزار نشان لگانے والے فرشتوں سے

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ	اور نہیں بنایا اِس (فرشتوں کے اترنے کی خبر) کو اللہ نے مگر خوش خبری تمہارے لیے
وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ	اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اِس سے
وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۱۲۶﴾	اور مدد تو ہوتی ہی نہیں مگر اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمالِ حکمت والا
لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا	تاکہ اللہ کاٹ دے ایک حصّہ اُن کا جنہوں نے کفر کیا
اَوْ يَكْبِتَهُمْ	یا ذلیل کر دے اُنہیں
فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾	پھر وہ لوٹیں ناکام ہو کر۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے نصرت کے وعدہ کا ذکر فرمایا۔ البتہ نصرت کو مشروط فرمایا صبر اور تقویٰ سے۔ ارشاد ہوا اگر اہلِ ایمان نے پامردی کا ثبوت دیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہے تو وہ پانچ ہزار فرشتے بھیج کر اُن کی نصرت فرمائے گا۔ یہ فرشتے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور اُن کے دلوں کے اطمینان کا ذریعہ بنیں گے۔ جنگ کے دوران اُن کی مدد کریں گے تاکہ کافروں کا ایک گروہ ہلاک ہو جائے اور باقی ذلیل اور رسوا ہو کر پسپا ہو جائیں۔ احد میں صبر اور تقویٰ کی شرائط کے حوالے سے مسلمانوں نے کوتاہی کی جس کی پاداش میں مسلمانوں کو وقتی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ	اے نبیؐ! نہیں ہے آپؐ کے لیے اِس معاملہ میں کچھ اختیار

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ	چاہے اللہ مہربانی فرمائے اُن پر
اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾	چاہے عذاب دے اُنہیں کیونکہ بلاشبہ وہ ظالم ہیں۔
وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ	وہ بخش دیتا ہے جسے چاہے
وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے
ع ۱۳ ۴ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی کفار پر ناراضگی کی طرف اشارہ ہے۔ جب ایک کافر نے آپ ﷺ کے رخسارِ مبارک پر پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کے دو دانت شہید ہو گئے اور پورا چہرہ خون آلود ہو گیا تو آپ ﷺ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ ۔(ابنِ ماجه)

"وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا جبکہ وہ اُنہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اِس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی ﷺ یہ آپ کا نہیں، اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ جس پر نظر کرم کر کے اُسے اسلام کی ہدایت دے اور جسے چاہے عذاب دے۔ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے ہے۔ آپ ﷺ چند نامور مشرکین کا نام لے لے کر اُنہیں بد دعا دی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکین کو ہدایت دی، آپ ﷺ کے قدموں پر لا ڈالا اور اسلام کے جانباز سپاہی بنا دیا۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

سودِ مرکب کی حرمت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً	نہ کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ﴿۱۳۰﴾	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ۚ﴿۱۳۱﴾	اور بچو (جہنم کی) آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔

سود کی حرمت کا حتمی حکم تو سورۃ البقرہ آیات ۲۷۸ اور ۲۷۹ میں آچکا ہے۔ یہ آیات پہلے کی نازل شدہ ہیں جن میں سود کی حرمت کا وہ ابتدائی حکم نازل ہوا جس کی رُو سے سودِ مرکب یعنی سود در سود کو حرام قرار دیا گیا۔ سود کے ذریعہ انسان موجود مال سے مزید مال بنانے کی فکر میں ہوتا ہے جبکہ اُس وقت صورت یہ تھی کہ مسلمانوں کی تحریک جنگ کے مرحلہ میں داخل ہو گئی تھی اور اِس مرحلہ کے لیے پہلے سے موجود مال کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانے کی ضرورت تھی۔ اِس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ نے زر پرستی کے سرچشمے یعنی سود پر بند باندھنا ضروری سمجھا۔ سود لینے سے انسان میں حرص و طمع، بخل و بزدلی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے۔ سود ادا کرنے والوں میں نفرت، غصہ، بغض و حسد جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صفات معاشرہ کو تباہ کرنے والی اور جہاد کی روح کے منافی ہیں۔ اِنہی وجوہات کی بنا پر سود کو حرام قرار دیا گیا۔ مزید ارشاد ہوا کہ حرام خوری جس کی ایک صورت سود خوری ہے، انسان کو جہنم کی آگ میں لے جانے والی ہے، لہٰذا اِس جرم سے بچو۔ جہنم ویسے تو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے لیکن اُس میں حرام خور اور گناہِ کبیرہ کرنے والے بدنصیب مسلمان بھی ڈال دیے جائیں گے۔

آیات ۱۳۲ تا ۱۳۳

اہلِ ایمان کے لیے قیمتی ہدایات

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسولؐ کی
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور دوڑو اپنے رب کی طرف سے بخشش کی طرف
وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ	اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے
اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾	وہ تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لیے

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو بڑی اہم ہدایات دی گئی ہیں:

i. اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو تاکہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر سکو۔

ii. مقابلے کا اصل میدان ہے خیر اور بھلائی کے کام۔ اِس مقابلے میں ایک دوسرے سے آگے نکل کر اپنے رب کی بخشش اور جنت کے حصول کی کوشش کرو۔ ایسی جنت جس کی صرف چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اُس کی لامحدود وسعت کا اندازہ لگانا انسان کے بس سے باہر ہے۔ اُسے متقیوں یعنی پرہیزگاروں کے لیے آراستہ کر دیا گیا ہے۔

آیات ۱۳۴ تا ۱۳۶

متقی کون ہیں؟

الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ	متقی وہ ہیں جو خرچ کرتے ہیں (مال) خوشحالی میں اور تنگ دستی میں

وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ	اور جو ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو
وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ	اور جو در گزر کرنے والے ہیں لوگوں سے
وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ	اور اللہ محبت فرماتا ہے نیکی کرنے والوں سے۔
وَ الَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً	اور یہ وہ ہیں کہ جب وہ کر بیٹھیں کوئی بے حیائی کی بات
اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ	یا ظلم کر بیٹھیں اپنی جانوں پر
ذَکَرُوا اللّٰہَ	یاد کرتے ہیں اللہ کو
فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِہِمۡ	پھر بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کے لیے
وَ مَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ۟	اور کون ہے جو بخشے گناہوں کو سوائے اللہ کے؟
وَ لَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا	اور وہ نہیں اڑتے اُس پر جو اُنہوں نے کیا ہے
وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۵﴾	جبکہ وہ جانتے ہوں۔
اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ	یہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ہے بخشش اُن کے رب کی طرف سے
وَ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ	اور وہ باغات بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں

وَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ﴿۱۳۶﴾	اور کیا ہی خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔

اِن آیات میں اُن متقیوں کے چھ اوصاف بیان کیے گئے ہیں جن کے لیے جنت تیار کی گئی ہے:

i. وہ خوشحالی یا تنگدستی دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

ii. وہ غصہ کو دبانے والے یعنی غصہ کے دوران خود کو قابو میں رکھنے والے ہیں۔ بقول شاعر

ظفر آدمی اُس کو نہ جانیے گا، وہ ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

iii. وہ لوگوں کو اُن کی زیادتیوں پر معاف کرنے والے ہیں۔

iv. اُن سے جب کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کسی اور گناہ کی وجہ سے اپنے اوپر زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اُسے یاد کرتے ہیں۔

v. اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔

vi. جب اپنی کسی غلطی کا علم ہو جائے تو اُس پر اڑتے نہیں بلکہ اعترافِ تقصیر کر کے اصلاح کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اُنہیں اُن کے اعمال کا بہترین بدلہ جنت کی صورت میں عطا فرمائے گا۔ آخر میں فرمایا کہ عمل کرنے والوں کا کیا خوب بدلہ ہے۔ بقولِ اقبال ؎

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گِل، کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

حصولِ ہدایت کے دو ذرائع

تاریخ سے عبرت اور آیاتِ قرآنیہ سے فیض

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ	گزر چکے ہیں تم سے بھی پہلے واقعات
فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ	تو ذرا چلو پھرو زمین میں
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾	پھر دیکھو کیسا انجام ہوا (حق کو) جھٹلانے والوں کا۔
هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ	یہ وضاحت ہے لوگوں کے لیے
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾	اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

اِن آیات میں دعوت دی گئی کہ زمین میں چل پھر کر، جھٹلانے والی قوموں کے انجام کو دیکھو اور اِس سے عبرت حاصل کرو۔ جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو وہ اُس پر ایسا عذاب نازل کرتا ہے جو اُسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ایسے واقعات عام لوگوں کے لیے محض ایک تاریخی بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دنیا میں مختلف تہذیبیں بنتی اور مٹتی رہی ہیں۔ وہ یہ سوچنے کی زحمت گوارا ہی نہیں کرتے کہ یہ تہذیبیں بن کیسے جاتی ہیں اور بگڑتی کیونکر ہیں؟ قرآنِ حکیم نے اِس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ جب تک کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل پیرا رہتی ہے تو یہ اُس کے عروج کا زمانہ ہوتا ہے۔ جب وہ قوم عیش و عشرت، فحاشی و بے حیائی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اُس پر بتدریج زوال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر وہ گناہوں میں بہت زیادہ ڈوب جائے تو پھر کوئی عذاب اُسے مٹا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، قوموں کے عروج و زوال کو قرآنِ حکیم کی اِسی رہنمائی کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ اُن کے لیے یہ رہنمائی سیدھے راستے کی ہدایت اور عبرت حاصل

کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کوئی ہے جو اِس رہنمائی کی قدر کرے اور اِس سے استفادہ کرکے دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لے؟

آیت ۱۳۹

مسلمانوں کا عروج ایمان سے مشروط ہے

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا	اور (اے مسلمانو!) ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو
وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾	اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

احد میں شکست سے اندیشہ تھا کہ مسلمان شدتِ غم سے کمزور پڑ جائیں۔ مایوس ہو کر وہ ہمت و حوصلہ کھو دیں جو اقوام عالم تک حق کی دعوت پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے درکار ہے۔ اِسی لیے اِس آیت میں مسلمانوں کو حوصلہ دیا گیا کہ احد کی شکست وقتی ہے۔ گزشتہ لغزشیں جو ہو چکی ہیں اُن پر رنج و غم میں اپنا وقت اور توانائی صرف کرنے کے بجائے مستقبل میں اپنے کام کی درستی کی فکر کرو۔ غلبہ مسلمانوں کا ہی ہو گا بشرطیکہ وہ حقیقی ایمان سے بہرہ ور ہوں۔ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے صرف قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ کوشش کرو کہ تمہارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ بقولِ اقبال ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لا اِلٰہ تو کیا حاصل؟
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں!

دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت سے، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ ایمان اگر دل میں ہو تو اِس کا لازمی مظہر انسان کے سیرت و کردار کی پاکیزگی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان کی نعمت عطا فرمائے تاکہ دنیا میں پھر سے مسلمانوں کو عزت و غلبہ حاصل ہو۔ آمین!

آیات ۱۴۰ تا ۱۴۳

اہلِ ایمان ہمت نہ ہاریں

اِنۡ یَّمۡسَسۡکُمۡ قَرۡحٌ	مسلمانو! اگر لگی ہے تمہیں کوئی چوٹ (احد میں)
فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُہٗ ؕ	تو یقیناً لگ چکی ہے مخالف قوم کو چوٹ ایسی ہی (بدر میں)
وَ تِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُہَا بَیۡنَ النَّاسِ ۚ	اور یہ تو دن ہیں جنہیں ہم پھراتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان
وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ اُن کو جو ایمان لائے
وَ یَتَّخِذَ مِنۡکُمۡ شُہَدَآءَ ؕ	اور کر دے تم میں سے کچھ کو شہید
وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ ۙ﴿۱۴۰﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا ظالموں کو۔
وَ لِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اور الگ کر دے اللہ اُن کو جو ایمان لائے
وَ یَمۡحَقَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۴۱﴾	اور مٹا دے کافروں کو۔
اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ	کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں
وَ لَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ جٰہَدُوۡا مِنۡکُمۡ	حالانکہ ابھی ظاہر نہیں کیا اللہ نے اُن کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے
وَ یَعۡلَمَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۴۲﴾	اور ظاہر نہیں کیا ثابت قدم رہنے والوں کو۔

وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ	اور یقیناً تم تمنا کیا کرتے تھے شہادت کی
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪	اِس سے پہلے کہ تم سامنا کرتے اُس کا
فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ	پس اب تو تم نے دیکھ لیا ہے اُسے
ع ۱۴ ۱۵ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾	اِس حال میں کہ دیکھ رہے ہو (آنکھوں کے سامنے)۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو رہنمائی دی گئی کہ احد کی وقتی شکست سے ہمت نہ ہارو۔ اگر احد میں تمہارے ۷۰ ساتھی شہید ہوئے ہیں تو بدر میں کفار کے بھی ۷۰ افراد جہنم واصل ہوئے تھے۔ قوموں پر کامیابیوں اور ناکامیوں کے دور آتے رہتے ہیں۔ مشکل حالات میں طرزِ عمل کھرے اور کھوٹے کو جدا کر دیتا ہے۔ کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت بغیر مشکلات اور قربانیوں کے مل جائے گی۔ نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعہ ظاہر کر دے گا کہ کون اُس کی راہ میں ڈٹ کر جہاد کرنے والے ہیں اور کون صرف بھلے وقتوں کے ساتھی ہیں۔ ۷۰ ساتھیوں کی شہادت پر غمگیں نہ ہو۔ شہادت ایک سعادت ہے اور تم نے اپنے ساتھیوں کو یہ سعادت حاصل کرتے ہوئے بہت قریب سے دیکھ لیا ہے۔ تم خود بھی اِس کی تمنا کیا کرتے رہے ہو۔ اب جبکہ چند ساتھیوں کی شہادت کی تمنا پوری ہو چکی ہے تو یہ غم کرنے کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا موقع ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے بیان کا وہ اسلوب جس نے شکستہ دل مسلمانوں کو پھر سے باطل کے خلاف جدوجہد کا ایک نیا حوصلہ اور عزم عطا فرمایا۔

آیت ۱۴۴

وابستگی نبی ﷺ کی حیات سے نہیں اُن کے مشن سے رکھو

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ	اور نہیں ہیں محمدؐ مگر رسولؐ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ	گزر چکے ہیں اُن سے پہلے کئی رسولؑ
اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ	تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں

انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ ؕ	تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں
وَ مَنۡ یَّنۡقَلِبۡ عَلٰی عَقِبَیۡہِ	اور جو کوئی پھر گیا الٹے پاؤں
فَلَنۡ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیۡئًا ؕ	تو وہ ہر گز نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی
وَ سَیَجۡزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیۡنَ ﴿۱۴۴﴾	اور جلد ہی اجر دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو۔

اِس آیت میں ایک اہم تحریکی ہدایت دی گئی۔ اِس ہدایت کا پس منظر یہ ہے کہ معرکۂ احد کے دوران افواہ پھیل گئی کہ حضرت محمد ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں۔ ایسے میں بعض ساتھیوں نے تلواریں پھینک دیں کہ اب لڑنے کا کیا فائدہ۔ ہدایت دی گئی کہ اہلِ ایمان کی وابستگی نبی اکرم ﷺ کی حیات سے نہیں اُن کے مشن کے ساتھ ہونی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ بہر حال انسان ہیں اور اُنہوں نے اِس دارِ فانی سے کوچ کرنا ہے۔ کیا اُن کے بعد تم لوگ اُن کے مشن یعنی دین کے غلبہ کی جدوجہد سے کنارہ کش ہو جاؤ گے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ البتہ جو آپ ﷺ کے مشن سے وابستہ رہے، اُنہوں نے ہی آپ ﷺ کے ذریعہ ملنے والی رحمت کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ جلد اُنہیں اِس شکر گزاری کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۴۵

موت کا وقت طے شدہ ہے

وَ مَا کَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ	اور نہیں ممکن کسی جان کے لیے کہ مر جائے مگر اللہ کے اذن سے
کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ	(یہ ایک) لکھا ہوا وقت ہے
وَ مَنۡ یُّرِدۡ ثَوَابَ الدُّنۡیَا	اور جو چاہتا ہے دنیا کا بدلہ
نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا ۚ	ہم دیتے ہیں اُسے اُس میں سے

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ	اور جو چاہتا ہے آخرت کا بدلہ
نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ	ہم دیتے ہیں اُسے اُس میں سے
وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾	اور جلد ہی ہم اجر دیں گے شکر کرنے والوں کو۔

اِس آیت میں ایک ایسی حقیقت بیان کی گئی ہے جسے سامنے رکھنے سے انسان میں جراءت و بہادری اور معرکۂ حق و باطل کے دوران ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت سے پہلے آ نہیں سکتی اور جب وہ آ جائے تو کوئی اُسے ٹال نہیں سکتا۔ دنیا کی زندگی بہر حال ختم ہونی ہے اور آخرت کی زندگی لا محدود ہے۔ دنیا میں انسان کے پاس دو راستے ہیں۔ چاہے تو وہ دنیا کی عارضی اور کم تر لذتوں کا طلب گار رہے یا آخرت کی ابدی اور اعلیٰ نعمتوں کو مقصود بنائے۔ جو جس کی آرزو کرے گا اُسے اُسی میں سے دے دیا جائے گا۔ البتہ آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لیے محنت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں اور وہ ضرور اُنہیں بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۸

اللہ والے، اُس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ	اور کتنے ہی نبی گزرے ہیں
قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ	جنگ کی اُن کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	پھر اُنہوں نے ہمت نہ ہاری اُس پر جو پہنچی تکلیف اُنہیں اللہ کی راہ میں
وَمَا ضَعُفُوْا	نہ ہی وہ کمزور پڑے
وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ	اور نہ ہی وہ باطل کے سامنے دبے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾	اور اللہ پسند فرماتا ہے ڈٹ جانے والوں کو۔
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا	اور نہیں تھی اُن کی دعا مگر یہ کہ اُنہوں نے التجا کی
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا	اے ہمارے رب! بخش دے ہمارے گناہ
وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا	اور ہماری زیادتی کو ہمارے کام میں
وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا	اور جمادے ہمارے قدم
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾	اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔
فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا	تو عطا فرمایا اُنہیں اللہ نے دنیا کا بدلہ
وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ	اور عمدہ بدلہ آخرت کا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع ۱۵/۶	اور اللہ پسند فرماتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں فرمایا کہ کتنے ہی نبیؑ گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے اللہ کی راہ میں جنگ کی۔ اِن جواں مردوں کو اللہ کی راہ میں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن نہ اُنہوں نے ہمت ہاری، نہ کوئی کمزوری دکھائی اور نہ ہی وہ باطل کے سامنے جھکے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی ڈٹ جانے والے محبوب ہیں۔ اُن کا بھروسہ محض سامانِ جنگ اور قوتِ کار یا اپنی کارکردگی پر ہی نہیں تھا بلکہ وہ میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے، اُس سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے تھے اور اپنی ثابت قدمی اور دشمن پر غالب آنے کی دعا بھی مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دنیا میں بھی فتوحات سے نوازا اور آخرت میں بھی بھرپور اجر عطا فرمائے گا اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرفراز ہوں گے۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۱

کافروں کا مشن ... مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کرنا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِنۡ تُطِیۡعُوا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	اگر تم کہنا مانو گے اُن کا جنہوں نے کفر کیا ہے
یَرُدُّوۡکُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ	وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف)
فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِیۡنَ ﴿۱۴۹﴾	پھر تم پلٹ کر ہو جاؤ گے خسارہ پانے والے۔
بَلِ اللّٰهُ مَوۡلٰىکُمۡ ۚ	بلکہ اللہ تمہارا حامی ہے
وَهُوَ خَیۡرُ النّٰصِرِیۡنَ ﴿۱۵۰﴾	اور وہ بہترین مددگار ہے۔
سَنُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ	ہم عنقریب ڈال دیں گے اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب
بِمَاۤ اَشۡرَکُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا ۚ	اِس لیے کہ اُنہوں نے شریک کیا اللہ کے ساتھ اُسے نہیں اتاری اللہ نے جس کے لیے کوئی دلیل
وَمَاۡوٰىهُمُ النَّارُ ؕ	اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئۡسَ مَثۡوَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۵۱﴾	اور برا ہے ظالموں کا ٹھکانہ۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو خبردار کیا گیا کہ اگر اُنہوں نے کفار کی بات مانی تو وہ اُنہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے ہمیشہ ہمیش کے خسارے سے دوچار کر دیں گے۔ منافقین اور یہودی احد کی شکست کے بعد مسلمانوں میں یہ خیال پھیلانے کی کوشش

کر رہے تھے کہ محمد ﷺ اگر واقعی نبی ہوتے تو شکست کیوں کھاتے۔ معاذاللہ! یہ بھی ایک عام آدمی ہیں۔ اِن کا معاملہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح ہے۔ آج فتح ہے تو کل شکست۔ اللہ کی کوئی مدد اِنہیں حاصل نہیں ہے۔ اِن آیات میں یقین دہانی کرائی گئی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہے۔ وہ عنقریب اِن کافروں کے دلوں میں اُن کے شرک کی وجہ سے مسلمانوں کا رعب بٹھادے گا۔ کافر دنیا میں بھی ناکامی سے دوچار ہوں گے اور آخرت میں جہنم کی آگ ہی اُن کے لیے ٹھکانہ بنے گی۔

آیت ۱۵۲

نظم کی خلاف ورزی ... فتح شکست میں بدل گئی

وَ لَقَدۡ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗۤ	اور یقیناً سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ
اِذۡ تَحُسُّوۡنَہُمۡ بِاِذۡنِہٖ ۚ	جب تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اُس کے حکم سے
حَتّٰۤی اِذَا فَشِلۡتُمۡ	یہاں تک کہ تم ڈھیلے پڑ گئے
وَ تَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ	اور تم نے باہم جھگڑا کیا فیصلے کے بارے میں
وَ عَصَیۡتُمۡ	اور تم نے نافرمانی کی
مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰىکُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ	اِس کے بعد کہ اللہ نے دکھایا تمہیں وہ جسے تم پسند کرتے تھے (یعنی فتح)
مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الدُّنۡیَا	تم میں سے کچھ چاہتے تھے دنیا (کی فتح)
وَ مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الۡاٰخِرَۃَ	اور تم میں سے کچھ چاہتے تھے آخرت
ثُمَّ صَرَفَکُمۡ عَنۡہُمۡ لِیَبۡتَلِیَکُمۡ	پھر اللہ نے پھیر دیا تمہیں اُن سے تاکہ وہ آزمائے تمہیں

وَ لَقَدۡ عَفَا عَنۡكُمۡ ؕ	اور یقیناً اللہ نے معاف کر دیا تمہیں
وَ اللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵۲﴾	اور اللہ بہت فضل کرنے والا ہے مومنوں پر۔

اِس آیت میں معرکۂ احد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ نظم کی خلاف ورزی بیان کی گئی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نصرت کا وعدہ پورا کر دیا تھا جب اے مسلمانو! تم کافروں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے۔ پھر تم نے اپنے امیر سے جھگڑا کیا، اُس کی نافرمانی کی اور درہ سے نیچے اتر آئے۔ تم میں سے کچھ کو دنیا کی فتح زیادہ محبوب تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے کافروں کو تم پر غلبہ دے دیا تاکہ تمہارا امتحان ہو کہ آزمائش کی اِس گھڑی میں کون ڈٹ جاتا ہے اور کون اسلام کے دینِ حق ہونے میں شک کرتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے نظم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو معاف کیا کیونکہ وہ مومنوں کے حق میں بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ اِس آیت سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نظمِ جماعت کی کیا اہمیت ہے۔

آیت ۱۵۳

مشکلات پر مشکلات کی حکمت

اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ	جب تم اُوپر چڑھے جاتے تھے
وَ لَا تَلۡوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ	اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے کسی کو
وَّ الرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ فِىۡۤ اُخۡرٰىكُمۡ	اور رسولؐ پکار رہے تھے تمہیں تمہارے پیچھے سے
فَاَثَابَكُمۡ غَمًّا بِغَمٍّ	تو اللہ نے بدلہ میں پہنچایا تمہیں غم پر غم
لِّكَيۡلَا تَحۡزَنُوۡا عَلٰى مَا فَاتَكُمۡ	تاکہ تم رنج نہ کرو اُس پر جو جاتا رہے تم سے
وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمۡ ؕ	اور نہ اُس پر جو آپڑے تم پر
وَ اللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵۳﴾	اور اللہ خوب واقف ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان پر پہ بہ پہ پڑنے والی مشکلات کی حکمت بتائی گئی ۔ احد میں مسلسل صدمات اہلِ ایمان کو پہنچتے رہے۔ منافقین کی واپسی، نبی اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ، ایک کے بعد ایک ساتھی کی شہادت کی خبر اور جیتی ہوئی جنگ کے شکست میں بدل جانے کا دکھ۔ صدمات کی کثرت نے اُنہیں رنج کا ایسا خوگر بنایا کہ یہ مشکلات اُن پر آسان ہو گئیں۔ بقول غالب

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

آیت ۱۵۴

موت کا وقت ہی نہیں جگہ بھی طے ہے

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا	پھر اللہ نے اتاری تم پر غم کے بعد راحت یعنی ایسی اونگھ
يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ	جو چھا رہی تھی ایک جماعت پر تم میں سے
وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ	اور ایک جماعت تھی بے چین کر دیا تھا جنہیں اُن کی جانوں (کی فکر) نے
يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ	وہ گمان کر رہے تھے اللہ کے بارے میں ناحق
ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ	جاہلیت والے گمان
يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ	کہتے تھے کیا ہمارے لیے بھی ہے اختیار میں سے کچھ؟
قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ	اے نبیؐ! فرمائیے بے شک اختیار سب کا سب اللہ کے لیے ہے
يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ	وہ چھپاتے ہیں اپنے جیوں میں وہ جو ظاہر نہیں کرتے آپؐ

	کے سامنے
يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ	کہتے ہیں اگر ہوتا ہمارے لیے اختیار میں سے کچھ
مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ	ہم قتل نہ کیے جاتے یہاں
قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ	فرمایئے اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں
لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ	ضرور نکل آتے وہ لکھا جا چکا تھا جن پر قتل ہونا
اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ	اپنی قتل گاہوں کی طرف
وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ	اور تاکہ جانچ لے اللہ اُسے جو تمہارے سینوں میں ہے
وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ	اور صاف کر دے اُسے جو تمہارے دلوں میں ہے
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

اِس آیت میں منافقین کے ایک فتنہ کا جواب دیا گیا۔ احد میں شکست کے بعد منافقین نے کہا کہ اگر ہماری بات مانی جاتی اور مدینہ میں محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا تو یوں ۷۰ مسلمان شہید نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں پر بھی ہوتے تب بھی جن کی موت کا وقت طے تھا وہ مقررہ جگہ پر پہنچ کر جامِ شہادت نوش کرتے۔ یہ وقتی شکست تو اللہ تعالیٰ نے اِس لیے دی ہے تاکہ تمہارے باطن میں پوشیدہ دل کی بات زبان پر آکر ظاہر ہو جائے، اگرچہ وہ خود تو ہر اُس راز سے واقف ہے جو کسی کے سینہ میں ہے۔

آیت ۱۵۵

بزدلی گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ	بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر گئے تم میں سے اُس روز جب آپس میں ٹکرائیں دو جماعتیں
اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ	بلاشبہ ہلادیا اُنہیں شیطان نے بعض اعمال کی وجہ سے جو اُنہوں نے کمائے
وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ	اور یقیناً معاف کر دیا اللہ نے اُنہیں
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع ۱۶	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ احد کے معرکہ میں جو مسلمان پسپا ہو کر میدان چھوڑ گئے، دراصل اُن کی بعض خطاؤں کی وجہ سے شیطان نے اُن میں بزدلی پیدا کر دی تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معاف کر دیا یعنی نہ صرف اُن کی خطائیں معاف فرمادیں بلکہ میدانِ جنگ سے فرار کے عمل سے بھی در گزر فرمادیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت ہی در گذر کرنے والا اور بردبار ہے۔

آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸

اللہ تعالیٰ کے راستے کی موت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا	نہ ہو جاؤ اُن کی طرح جنہوں نے کفر کیا
وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ	اور کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں

اِذَا ضَرَبُوۡا فِی الۡاَرۡضِ	جب وہ سفر پر نکلے زمین میں
اَوۡ کَانُوۡا غُزًّی	یا وہ تھے جنگ کرنے والے
لَّوۡ کَانُوۡا عِنۡدَنَا	اگر وہ ہوتے ہمارے پاس
مَا مَاتُوۡا وَ مَا قُتِلُوۡا ۚ	نہ مرتے اور نہ ہی مارے جاتے
لِیَجۡعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسۡرَۃً فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ	تاکہ بنادے اللہ اِسے حسرت اُن کے دلوں میں
وَ اللّٰہُ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ؕ	حالانکہ اللہ ہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے
وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۵۶﴾	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔
وَ لَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَوۡ مُتُّمۡ	اور اگر تم قتل کیے جاؤ اللہ کی راہ میں یا فوت ہو جاؤ
لَمَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَحۡمَۃٌ	یقیناً بخشش اللہ کی طرف سے اور رحمت
خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾	بہتر ہے اُس مال سے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔
وَ لَئِنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ	اور اگر تم فوت ہو گئے یا قتل کر دیے گئے
لَاِ اِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾	یقیناً اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی۔ اُن منافقین کی مذمت کی گئی جو کہتے تھے کہ اگر ہماری بات مان لی گئی ہوتی اور مدینہ کے اندر محصور ہو کر مقابلہ کیا جاتا تو احد کے میدان میں ۷۰ مسلمان مارے نہ جاتے۔ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، اُنہیں عطا کیے جانے والے انعامات کئی گنا بہتر ہیں اُس مال و اسباب سے جو منافقین دنیا میں زندہ رہ کر

جمع کر رہے ہیں۔ پھر ہمیشہ کس نے زندہ رہنا ہے؟ منافقین بھی بالآخر موت کا مزا چکھیں گے اور پھر سب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے اپنے عمل کا بدلہ پائیں گے۔

آیت ۱۵۹

امیرِ کارواں کے لیے ہدایت

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ	پس اے نبیؐ! اُس رحمت کی وجہ سے جو اللہ کی طرف سے ہے آپؐ نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اُن کے لیے
وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ	اور اگر (بالفرض) آپؐ ہوتے سخت مزاج اور سنگدل
لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪	یقیناً وہ منتشر ہو جاتے آپؐ کے گرد سے
فَاعْفُ عَنْهُمْ	تو آپؐ درگزر کیجئے اُن سے
وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ	اور بخشش طلب کیجئے اُن کے لیے
وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ	اور مشورہ کیجئے اُن سے معاملات میں
فَاِذَا عَزَمْتَ	پھر جب آپؐ پختہ فیصلہ کر لیں
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ	تو توکل کیجئے اللہ پر
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے توکل کرنے والوں کو۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے مزاج کی نرمی کی تحسین فرمائی گئی اور اِسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر قرار دیا گیا۔ اگر نبی اکرم ﷺ مزاج کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو ساتھی آپ ﷺ کے پاس سے بکھر جاتے۔ بقول اقبال ؎

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دلنوازی

اِس کے بعد آپ ﷺ کو چند ہدایات دی گئیں، جو ہر امیرِ کارواں کے لیے مشعلِ راہ ہیں :

i. ساتھیوں کو اُن کی غلطیوں پر معاف کر دیں۔ احد میں ساتھیوں سے بہت بڑی غلطی ہوئی اور فتح شکست میں بدل گئی لیکن پھر بھی اُنہیں معاف کرنے کی ہدایت دی گئی۔

ii. ساتھیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجئے۔

iii. معاملات میں ساتھیوں سے مشاورت کیجئے تاکہ اُنہیں احساسِ شراکت ہو۔

iv. فیصلہ کثرتِ رائے سے نہیں بلکہ اپنی بصیرت سے کیجئے۔

v. فیصلہ کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے۔ ایسا کرنے والے ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

آیت ۱۶۰

فیصلہ کن شے اللہ تعالیٰ کی مدد ہے

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ	اگر مدد فرمائے تمہاری اللہ
فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ	تو کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر
وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ	اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا
فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ	تو کون ہے جو مدد کرے گا تمہاری اُس کے بعد
وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾	اور اللہ پر پس لازم ہے کہ بھروسہ کریں مومن۔

یہ آیت اِس ایمان افروز حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ فیصلہ کن شے اسباب نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ نہ اپنے اسباب کی قلت سے مایوس ہونا چاہیے اور نہ ہی دشمن کے اسباب کی کثرت سے مرعوب ہونا چاہیے۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جائے تو اُس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اِس کے برعکس اگر کوئی اُس کی مدد سے محروم ہو جائے تو کسی اور کی مدد، اُسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

نبی اکرم ﷺ کی دیانتداری اور اخلاص مسلّم ہے

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنۡ يَّغُلَّ ؕ	اور ممکن ہی نہیں کسی نبیؐ کے لیے کہ وہ خیانت کرے
وَمَنۡ يَّغۡلُلۡ	اور جس نے خیانت کی
يَاۡتِ بِمَا غَلَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ۚ	لے آئے گا جو اُس نے خیانت کی روزِ قیامت
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ	پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر جان کو اُس کا جو اُس نے کمایا
وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶۱﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔
اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَ اللّٰهِ	تو کیا جس نے پیروی کی اللہ کی رضا کی
كَمَنۡۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ	اُس جیسا ہو سکتا ہے جو لوٹا غضب لے کر اللہ کی طرف سے
وَمَاۡوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ	اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۶۲﴾	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ	اُن سب کے درجے ہیں اللہ کے ہاں
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

منافقین نے بہتان لگایا کہ نبی ﷺ کے پیشِ نظر ذاتی اقتدار کا حصول ہے۔ وہ اپنے اصل مقصد کو چھپا رہے ہیں۔ غلبۂ دین کی جدوجہد کا تصور دے کر دوسروں کو اپنے ذاتی عزائم اور مفادات کے حصول کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ وہ کسی بات کو نہیں چھپا رہے۔ اُن کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ جو اِس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے سرگرمِ عمل ہوا تو اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ روزِ قیامت ہر شخص کا مقصد اور نیت ظاہر ہو جائے گی اور ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ مل کر رہے گا۔

آیت ۱۶۴

نبی اکرم ﷺ نے صالحین کی جماعت کیسے تیار کی؟

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	یقیناً احسان فرمایا اللہ نے مومنوں پر
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	جب بھیجے اُن میں ایک رسولؐ اُنہی میں سے
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ	وہ تلاوت کرتے ہیں اُن پر اللہ کی آیات
وَيُزَكِّيْهِمْ	اور تزکیہ کرتے ہیں اُن کا
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ	اور سکھاتے ہیں اُنہیں احکامات اور حکمت
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾	اور بے شک وہ لوگ تھے اِس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں۔

سورۂ بقرۃ آیات ۱۲۹اور ۱۵۱کے بعد اب تیسری بار ایک اہم مضمون اِس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اُنہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیج کر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اِن رسول ﷺ نے چار وظائف کے ذریعہ بگڑے ہوئے معاشرہ میں سے صالحین کی ایک ایسی جمعیت تیار کی جس نے مال و جان کی بے مثال قربانیاں دے کر ظالمانہ نظام کو نیست و نابود کیا اور اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کر دیا۔ آپ ﷺ کے چار وظائف یہ ہیں:

i. آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کے ذریعہ لوگوں کو خوابِ غفلت سے نکلنے کی دعوت دینا۔

ii. دعوتِ قرآنی قبول کرنے والوں کا قرآن کے ذریعہ تزکیہ کرنا یعنی اُنہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر کا طلب گار بنانا۔

iii. قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آگاہ کرنا۔

iv. دین کی تعلیمات و احکامات کی حکمت سے روشناس کرانا۔

آج بھی یہی مسنون لائحۂ عمل، موجودہ بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ لائحۂ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶۵ تا ۱۶۸

احد میں شکست کی وجہ اور حکمت

اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ	اور (اے مسلمانو!) کیا جب پہنچی تمہیں کوئی مصیبت
قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ	یقیناً تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو بدر میں) دوگنا اِس (مصیبت) سے
قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا	تم نے کہا کیسے ہوا یہ؟

قُلۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۶۵﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ	اور جو کچھ پہنچا تمہیں اُس دن جب باہم ٹکرائیں دو جماعتیں
فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ	تو وہ اللہ کے حکم سے تھا
وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ۙ	اور تاکہ وہ ظاہر کر دے مومنوں کو۔
وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا ۚۖ	اور تاکہ وہ ظاہر کر دے اُن کو جو منافق ہوئے
وَقِيۡلَ لَهُمۡ	اور کہا گیا تھا اُن (منافقوں) سے
تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوِ ادۡفَعُوۡا ؕ	آؤ جنگ کرو اللہ کی راہ میں یا دفاع کرو
قَالُوۡا لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعۡنٰكُمۡ ؕ	اُنہوں نے کہا اگر ہم جانتے کہ جنگ ہو گی تو ہم ضرور پیروی کرتے تمہاری
هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ	وہ کفر سے اُس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے
يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ	وہ کہتے ہیں اپنے مونہوں سے وہ جو نہیں ہے اُن کے دلوں میں
وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾ۚ	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو وہ چھپاتے ہیں۔
اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا	جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں اور خود بیٹھے رہے
لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا	اگر وہ کہنا مانتے ہمارا، قتل نہ کیے جاتے

قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ	اے نبیؐ! فرمایئے تو ہٹاؤ اپنے آپ سے موت کو
اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۶۸﴾	اگر تم سچے ہو۔

بعض مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے تو کفار ہم پر فتح پا ہی نہیں سکتے۔ جب احد میں اُنہیں شکست ہوئی تو اُنہیں سخت صدمہ پہنچا۔ اُنہوں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ یہ آیات اِس حیرانی کو دور کر رہی ہیں۔ فرمایا اے مسلمانو! اگر احد میں تمہارے ۷۰ ساتھی شہید ہوئے ہیں تو بخلاف اِس کے بدر میں کفار کے ۷۰ آدمی مارے گئے تھے اور ۷۰ گرفتار ہوئے تھے۔ احد کی شکست تمہاری اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کا نتیجہ ہے۔ تم نے نظم کی خلاف ورزی کی اور فتح شکست میں بدل گئی۔ اب کیوں پوچھتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ البتہ اِس شکست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور منافقوں کو علیحدہ کر دیا۔ منافقین نے اِس موقع پر جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تین گنا بڑے دشمن سے جنگ کرنا، جنگ نہیں بلکہ خودکشی ہے۔ اُس روز اُن کا باطن ایمان کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ قریب تھا۔ بقول شاعر ؎

ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

وہ خود تو مقابلہ سے فرار ہو گئے اور اب کہہ رہے ہیں کہ اگر ہماری بات مانی گئی ہوتی تو یوں ۷۰ مسلمان شہید نہ ہوتے۔ فرمایا کہ تم اپنے اوپر سے موت کو ٹال کر دکھاؤ، اگر واقعی سچے ہو۔

آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱

شہداء کے لیے انعامات

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ	اور ہرگز نہ گمان نہ کرنا اُنہیں جو قتل کر دیے جائیں اللہ کی راہ میں مردہ

بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ	بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس
یُرۡزَقُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ۙ	وہ رزق دیے جاتے ہیں۔
فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ	بہت خوش ہیں اُس سے جو عطا کیا اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ	اور خوشی مناتے ہیں اُن کی جو نہیں ملے اِن سے اِن کے پیچھے سے
اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾	کہ نہیں ہوگا کوئی خوف اُن پر بھی اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔
یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضۡلٍ	وہ خوشی مناتے ہیں اُس نعمت کی جو اللہ کی طرف سے ہے اور فضل کی
ع ۱۶ ۸ وَّ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۷۱﴾ۚ	اور بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا مومنوں کا اجر۔

اِن آیات میں اُن سعادت مندوں کے اونچے مقام اور انعامات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

i. جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں اُنہیں مردہ مت سمجھو۔ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ وہاں وہ رزق پا رہے ہیں۔

ii. جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دی ہیں اُن پر انتہائی شاداں اور فرحاں ہیں۔

iii. وہ اپنے اُن ساتھیوں کے بارے میں دائمی چین اور سکون کی بشارتیں وصول کر رہے ہیں جو بعد میں جنت میں اُن سے ملنے والے ہیں۔

iv. اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی طرف سے مزید نعمتوں اور فضل کی خوشخبریاں عطا فرما رہے ہیں۔

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۵

زخموں سے چُور صحابہؓ کی جرأت و بہادری

اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ	وہ جنہوں نے لبیک کہا اللہ اور رسولؐ کی پکار پر
مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ ۚ	اِس کے بعد کہ لگ چکا تھا اُنہیں زخم
لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۷۲﴾	اُن کے لیے جو نیک ہوئے اُن میں سے اور پرہیزگاری اختیار کی، بہت بڑا اجر ہے۔
اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَہُمُ النَّاسُ	وہ کہ کہا جن سے لوگوں نے
اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَکُمۡ	بے شک لوگوں نے جمع کر لیا ہے (بہت بڑا لشکر) تمہارے (مقابلے کے) لیے
فَاخۡشَوۡہُمۡ	پس ڈرو اُن سے
فَزَادَہُمۡ اِیۡمَانًا ۖ	تو اِس (بات) نے بڑھا دیا اُنہیں ایمان میں
وَّ قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ﴿۱۷۳﴾	اور اُنہوں نے کہا کافی ہے ہمارے لیے اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے۔
فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضۡلٍ	پھر وہ لوٹے وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل لے کر
لَّمۡ یَمۡسَسۡہُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ	نہیں پہنچی اُنہیں کوئی برائی
وَّ اتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰہِ ؕ	اور اُنہوں نے پیروی کی اللہ کی رضا کی

وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۷۴﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔
اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ	بے شک یہ شیطان ہی ہے جو ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے
فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ	پس مت ڈرو اُن سے اور ڈرو مجھ سے
اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۵﴾	اگر تم مومن ہو۔

نبی کریم ﷺ کو اندیشہ تھا کہ کہیں مشرکین اُحد میں مسلمانوں کی شکست سے حوصلہ پا کر مدینہ پر حملہ کے لیے پلٹ نہ آئیں۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ مشرکین کا تعاقب کرو۔ اگرچہ صحابہؓ زخموں سے چُور تھے لیکن اُنہوں نے آپ ﷺ کی پکار پر لبیک کہا اور آٹھ میل تک مشرکین کا تعاقب کرتے ہوئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے اِس جذبہ کو بہت پسند فرمایا اور اِن آیات میں اِس کی تحسین فرمائی۔ احد سے پلٹتے ہوئے مشرکین کے سردار ابو سفیان نے مسلمانوں کو چیلنج دیا تھا کہ آئندہ سال ایک بار پھر بدر میں مقابلہ ہو گا۔ مگر جب وعدے کا وقت قریب آیا تو اُس کی ہمت نے جواب دے دیا کیونکہ اُس سال مکہ میں قحط تھا۔ لہٰذا اُس نے پہلو بچانے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ایک شخص کو مدینہ بھیجا جس نے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلائی کہ اب کے سال قریش نے بڑی زبردست تیاری کی ہے اور ایسا بھاری لشکر جمع کر رہے ہیں جس کا مقابلہ تمام عرب میں کوئی نہ کر سکے گا۔ اِس سے مقصد یہ تھا کہ مسلمان خوفزدہ ہو کر مدینہ سے نہ نکلیں اور مقابلہ پر نہ آنے کی ذمہ داری اُنہی پر رہے۔ ابو سفیان کی اِس چال کا اثر اُس کی توقع کے برعکس نکلا۔ اس خبر سے مسلمانوں کا ایمانی جوش اور بھی بڑھ گیا اور وہ پکار اُٹھے ''ہمارے لیے کافی ہے اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے اِس ایمان اور پامردی پر صحابہؓ کو عظیم اجر و ثواب کی نوید سنائی۔ رسول اللہ ﷺ ۱۵۰۰ صحابہؓ کو ساتھ لے کر میدان بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ مشرکین مقابلہ پر نہ آئے۔ آپ ﷺ آٹھ روز تک بدر کے مقام پر اُن کے انتظار میں مقیم رہے۔ اِس دوران صحابہ کرامؓ نے ایک تجارتی قافلہ سے کاروبار کر کے خوب مالی فائدہ بھی حاصل کیا۔

آیات ۱۷۶ تا ۱۷۸

کافروں کا برا انجام ہو گا

وَ لَا یَحۡزُنۡكَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡكُفۡرِ ۚ	اور اے نبیؐ! غمزدہ نہ کریں آپؐ کو وہ لوگ جو بہت بھاگ دوڑ کرتے ہیں کفر میں
اِنَّهُمۡ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیۡـًٔا ؕ	بے شک وہ ہر گز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ بھی
یُرِیۡدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِی الۡاٰخِرَةِ ۚ	چاہتا ہے اللہ نہ رہنے دے اُن کا کوئی حصہ آخرت میں
وَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۷۶﴾	اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
اِنَّ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِیۡمَانِ	بے شک جنہوں نے لے لیا کفر ایمان کے بدلے میں
لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیۡـًٔا ۚ	وہ ہر گز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ بھی
وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۷﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا	اور ہر گز خیال نہ کریں وہ جنہوں نے کفر کیا
اَنَّمَا نُمۡلِیۡ لَهُمۡ خَیۡرٌ لِّاَنۡفُسِهِمۡ	کہ ہم جو ڈھیل دے رہے ہیں اُنہیں وہ خیر ہے اُن کے حق میں
اِنَّمَا نُمۡلِیۡ لَهُمۡ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا ۚ	بے شک ہم صرف اِس لیے ڈھیل دے رہے ہیں اُنہیں تاکہ وہ بڑھ جائیں گناہ میں
وَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ﴿۱۷۸﴾	اور اُن کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ مشرکین، یہود اور منافقین سب کے سب اسلام کو مٹانے کے لیے انتہائی سرگرمی سے کوششیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلام کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ یہ اپنی ہی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ اِن بد نصیبوں نے دنیا کے گھٹیا اور عارضی مفادات کے عوض ایمان کے بجائے کفر کو اختیار کیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اِن کی رسی دراز فرما رہا ہے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ جرائم کر کے اپنا نامۂ اعمال اور سیاہ کر لیں۔ اِن کے لیے بہت بڑا، دردناک اور ذلت والا عذاب ہے۔

آیت ۱۷۹

آزمائش مومن اور منافق کو جدا کر دیتی ہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ	نہیں ہے اللہ کہ چھوڑ دے مومنوں کو اِسی حال پر تم ہو جس پر
حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ	یہاں تک کہ وہ جدا کر دے گا ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ	اور نہیں ہے اللہ کہ خبر دے تمہیں غیب کی
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪	اور لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوںؑ میں سے جسے چاہتا ہے
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ	پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولوںؑ پر
وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا	اور اگر تم ایمان لے آئے اور تم نے پرہیزگاری اختیار کی
فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾	تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو آزماتا ہے تا کہ ظاہر ہو جائے کہ کون سچا مومن ہے اور کون ایمان کا محض زبانی دعویٰ کر رہا ہے۔ سچے ایمان کا تعلق انسان کی باطنی کیفیات سے ہے۔ باطنی کیفیات غیب کے معاملات میں سے ہیں۔ غیب کے معاملات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا اِن میں سے کچھ سے اپنے رسولوںؑ کو آگاہ فرما دیتا ہے۔ عام لوگوں پر انسانوں کی باطنی کیفیات ظاہر ہوتی ہیں آزمائشوں کے دوران اُن کے رویّوں سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے ایمان کی دولت عطا فرمائے اور اگر کوئی آزمائش آ ہی جائے تو اِس ایمان پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۸۰

بخل روزِ قیامت گلے کا طوق ہو گا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	اور ہر گز گمان نہ کریں وہ جو بخل کرتے ہیں اُس میں جو دیا ہے اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ	(کہ) ایسا کرنا بہتر ہے اُن کے لیے
بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ	بلکہ وہ شر ہے اُن کے لیے
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	عنقریب اُنہیں طوق پہنائے جائیں گے اُس مال کے اُنہوں نے بخل کیا جس میں روزِ قیامت
وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کے لیے ہے وراثت آسمانوں اور زمین کی
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع ۱۸/۹	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِس آیت میں وعید سنائی گئی کہ بخل کرنا انسان کے حق میں خیر نہیں بلکہ شر ہے۔ روزِ قیامت بچا بچا کر رکھا ہوا مال طوق کی صورت میں سامنے آئے گا اور اِس سے انسان کو جکڑ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں مال لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ! مزید ارشاد ہوا کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اُس پر مخلوق کا قبضہ ہے بھی تو وہ عارضی ہے۔ یہ عارضی قبضہ بہر حال چھوڑنا ہے۔ لہٰذا عقل مند ہے وہ جو اِس عارضی قبضہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے مال کو اُس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اُسے بچا بچا کر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

آیات ۱۸۱ تا ۱۸۴

یہود کی گستاخیاں اور جھوٹ

لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيۡرٌ وَّ نَحۡنُ اَغۡنِيَآءُ ۘ	یقیناً سن لی اللہ نے بات اُن کی جنہوں نے کہا بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں
سَنَكۡتُبُ مَا قَالُوۡا	ہم لکھ لیں گے اُسے جو اُنہوں نے کہا
وَ قَتۡلَهُمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ۙ	اور اُن کا قتل کرنا انبیاءؑ کو ناحق
وَّ نَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۱۸۱﴾	اور ہم کہیں گے کہ چکھو جلا دینے والے عذاب کا مزہ۔
ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ	یہ ہے اُس کی وجہ سے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے
وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿۱۸۲﴾ۚ	اور بے شک اللہ نہیں ہے بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا۔
اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيۡنَاۤ	یہ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ نے وعدہ لے رکھا ہے ہم سے
اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ	کہ ہم بات نہیں مانیں گے کسی رسول کی
حَتّٰى يَاۡتِيَنَا بِقُرۡبَانٍ تَاۡكُلُهُ النَّارُ ؕ	یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایسی قربانی کھا جائے جسے آگ

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ	اے نبیؐ! فرمایئے آ چکے ہیں تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے
بِالْبَيِّنٰتِ	واضح نشانیوں کے ساتھ
وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ	اور اُس نشانی کے ساتھ بھی جو تم نے بیان کی
فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ	پھر کیوں تم نے قتل کیا تھا اُنہیں
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَاِنْ كَذَّبُوْكَ	پھر اگر وہ جھٹلائیں آپؐ کو
فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ	تو یقیناً جھٹلائے گئے تھے رسولؑ آپؐ سے پہلے
جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾	وہ (رسولؑ) لائے تھے واضح دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب۔

اِن آیات میں یہود کی گستاخیوں کا بیان ہے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے گویا وہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں (معاذ اللہ!)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کی یہ گستاخی نوٹ کر لی گئی ہے اور سابقہ جرائم بھی۔ اُنہیں اِن جرائم کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔ نبی ﷺ پر ایمان لانے کے حوالے سے یہود نے یہ جھوٹا عذر تراشا کہ اللہ نے ہمیں پابند کر دیا ہے کہ ہم صرف اُسے نبی مانیں جس کی پیش کردہ قربانی کو آسمان سے آ کر آگ جلا ڈالے۔ فرمایا کہ ماضی میں کئی رسولؑ آئے تھے واضح نشانیوں کے ساتھ اور اِن کے بیان کردہ معجزہ کے ساتھ بھی۔ یہود نے اُنہیں جھٹلایا اور کئی انبیاءؑ کو شہید بھی کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہود کی مخالفت سے غمگیں نہ ہوں، یہ اِن کی قدیم روش ہے۔ بہت جلد اِنہیں بھون دینے والے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آیت ۱۸۵

اصل کامیابی جہنم سے نجات ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ	ہر جان چکھنے والی ہے موت
وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	اور بے شک تمہیں پورے پورے دیے جائیں گے تمہارے اجر قیامت کے دن
فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ	پس جو بچالیا گیا آگ سے
وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ	اور داخل کر دیا گیا جنت میں
فَقَدْ فَازَ ؕ	تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا
وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾	اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔

اِس آیت میں ایک یقینی حقیقت کا ذکر کیا گیا کہ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ دنیا، دارالعمل ہے اور دار الجزاء آخرت ہے۔ روزِ آخرت جو خوش نصیب جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ اصل کامیابی کو پا گیا۔ دنیا کی ہر کامیابی عارضی ہے اور یہاں کی ہر ناکامی بھی وقتی ہے۔ دنیا میں کسی پر نعمتوں کی بارش ہونا اِس بات کی دلیل نہیں کہ وہ حق پر ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہے۔ اِسی طرح کسی کا مصائب و مشکلات میں مبتلا ہونا بھی اِس بات کی دلیل نہیں وہ باطل پر ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہے۔ ایسا سمجھنا دھوکے میں رہنا ہے۔ ممکن ہے آخرت میں نتائج اِس کے برعکس ہوں۔ اِسی طرح دنیا کی عارضی بہار، ظاہری زیب و زینت اور رعنائیاں بھی دھوکے کا سامان ہیں۔ اِن کے فریب میں آکر انسانوں کی اکثریت آخرت کی تیاری سے غفلت کا شکار ہو جاتی ہے۔

بقولِ اقبال ؎

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں، لا الٰہ الا اللہ

آیت ۱۸۶

مخالفت کے جواب میں صبر اور تقویٰ کی نصیحت

لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ۟	یقیناً تم آزمائے جاؤ گے اپنے مال اور اپنی جانوں میں
وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ	اور یقیناً تم سنو گے اُن سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے
وَ مِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا	اور اُن سے جنہوں نے شرک کیا
اَذًی کَثِیۡرًا ؕ	بہت سی اذیت دینے والی باتیں
وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو
فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۶﴾	تو بے شک یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کانٹوں سے بھری گزر گاہ ہے۔ یہاں بار بار آزمائشیں آئیں گی اور مال و جان کی قربانی دے کر اپنے مخلص ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا۔ پھر مشرکین اور اہلِ کتاب سے اذیت ناک طنزیہ باتیں سننا پڑیں گی۔ ایسے میں جو اہلِ ایمان صبر اور تقویٰ کی روش پر قائم رہے تو یہ بڑے ہی ہمت اور اعلیٰ ظرفی کے مظاہر میں سے ہے۔ گویا مسلمانوں کو نصیحت کی جارہی ہے کہ دشمنوں کے جھوٹے الزامات اور بیہودہ طرزِ کلام کے مقابلہ میں تم ایسی روش پر نہ اتر آؤ جو صداقت و انصاف، وقار و تہذیب اور اخلاق و شائستگی کے خلاف ہو۔

آیت ۱۸۷

اہلِ کتاب کی اللہ کی کتاب کے ساتھ بے وفائی

وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ	اور جب لیا اللہ نے عہد اُن سے جنہیں دی گئی کتاب
لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ	تم ضرور واضح کرو گے اِس (کتاب) کو لوگوں کے لیے
وَ لَا تَکۡتُمُوۡنَہٗ	اور نہ چھپاؤ گے اِسے
فَنَبَذُوۡہُ وَرَآءَ ظُہُوۡرِہِمۡ	تو اُنہوں نے ڈال دیا اُس کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے
وَ اشۡتَرَوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ	اور لے لی اُس کے بدلے تھوڑی سی قیمت
فَبِئۡسَ مَا یَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾	پس بہت ہی برا ہے جو وہ لے رہے ہیں۔

اِس آیت میں ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اُس کی کتاب کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں گے اور اُن تعلیمات میں سے کچھ بھی نہیں چھپائیں گے۔ اُنہوں نے بد عہدی کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اُن کی اکثریت اپنے اوقات، اللہ کی کتاب کو سیکھنے اور سکھانے کے بجائے دنیاداری میں لگاتی رہی۔ اُن کے علماء دنیوی مفادات اور مصلحتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تحریف کرتے رہے یا اُنہیں چھپاتے رہے۔ گویا اُنہوں نے دنیا کے حقیر سے مفادات کے تحت اللہ کی کتاب کا سودا کر لیا۔ پس برا سودا ہے جو اُنہوں نے کیا۔ بد قسمتی سے آج یہی جرم اُمتِ مسلمہ قرآنِ حکیم کے ساتھ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رویّہ کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸۸ تا ۱۸۹

تعریف و تحسین کی خواہش عذاب سے دوچار کر دے گی

لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا	ہر گز نہ گمان نہ کرنا اُنہیں جو اتراتے ہیں اُس پر جو اُنہوں نے کیا
وَّ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ یُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ یَفۡعَلُوۡا	اور پسند کرتے ہیں کہ اُن کی تعریف کی جائے اُن کاموں پر بھی جو اُنہوں نے کیے ہی نہیں
فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ	پس ہر گز نہ گمان نہ کرنا اُنہیں بچ نکلنے میں کامیاب عذاب سے
وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۸۸﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع ۱۹	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

آیت ۱۸۸ میں ایسے لوگوں کو وعید سنائی گئی جو اپنی کاوشوں پر اتراتے اور شہرت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ پھر وہ چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں پر بھی اُن کی تحسین کی جائے جو اُنہوں نے کیے ہی نہیں۔ یہ روش انتہائی خطرناک ہے۔ نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن خود پسند انسان اُسے اپنی کاوش سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا ہے۔ دنیا میں داد و تحسین کی خواہش کر کے آخرت کے اجر کو ضائع کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں دردناک عذاب ہے۔ آیت ۱۸۹ میں فرمایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کا کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ گویا انسان کی خیر اِسی میں ہے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دے۔

آیت ۱۹۰

کائنات کی تخلیق پر غور، اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ذریعہ

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں
وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ	اور رات اور دن کے بدلنے میں
لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾	یقیناً نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ آسمان و زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے الٹ پھیر پر غور و فکر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اتنی بڑی کائنات کی تخلیق، اِس میں موجود ایک مربوط نظام اور اِس کا ایک طے شدہ ضابطہ کے ساتھ مسلسل کام کرنا، اِس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ہستی ہے جس نے اِسے نہ صرف بنایا ہے بلکہ وہی اِسے چلا بھی رہی ہے بقول شاعر

حق مری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

آیات ۱۹۱ تا ۱۹۲

سلوکِ قرآنی ...ذکر و فکر

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ	وہ جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے
وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ	اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ	(اور پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے نہیں پیدا کیا یہ سب بے مقصد
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾	تو پاک ہے، سو بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے۔
رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ	اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں، سو یقیناً تو نے رسوا کر دیا اُسے
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾	اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ آیاتِ آفاقی پر غور و فکر کر کے معرفتِ ربّانی حاصل کرنے والے خرد مند اب اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہوئے اُس کی پیدا کردہ تخلیق پر مزید غور کرتے ہیں اور اِس نتیجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ کائنات میں ہر شے با مقصد ہے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

(ایک عقلمند انسان کی نگاہ سبز درخت کے پتوں کو دیکھ کر یہ راز پالیتی ہے کہ ہر ہر پتہ میں اُس کے خالق کی معرفت کا خزانہ پوشیدہ ہے)

ہر شے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہی ہے اور ہمیں بھی کرنی چاہیے۔ ہمارا ضمیر ہمیں اِسی مقصد کی یاد دلاتا ہے۔ ہمارے باطن میں ضمیر کی آواز بھی بے مقصد نہیں۔ برائی پر اِس کی ڈانٹ اور نیکی پر تحسین مکافاتِ عمل کی دلیل ہے۔ دنیا میں برائی کا برا اور نیکی کا اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ نتائج کسی اور جہان میں ظاہر ہوں گے۔ جن لوگوں نے کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ کر نیکی کی وہ سرخرو ہوں گے۔ جنہوں نے اِس کے برعکس روش اختیار کی وہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئے۔ بے مقصد شے کوڑا کرکٹ ہے اور آگ میں جلائے جانے کے ہی لائق ہے۔ لہٰذا خرد مند دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ گویا ذکر و فکر سے خرد مند توحید سے آغاز کرتے ہوئے آخرت پر ایمان تک سفر کر لیتے ہیں۔ یہ ذکر و فکر ہی سلوکِ قرآنی ہے جس سے انسان معرفت کے خزانوں کو پالیتا ہے۔ بقولِ اقبال۔

جز بہ قرآں ضیغمی روب
فقرِ قرآں اصلِ شاہنشا
فقرِ قرآں؟ اختلاطِ ذکر و
فکر را کامل نہ دیدم جز بہ

(قرآن کے بغیر تو شیر کی حیثیت بھی بس لومڑی جیسی ہے۔ بادشاہی تو اُس فکر سے حاصل ہوتی ہے جو قرآن عطا کرتا ہے۔ قرآن کا عطا کردہ فقر ذکر اور فکر کا مجموعہ ہے۔ میں نے کبھی بھی ذکر کو فقر کے بغیر کامل نہیں دیکھا)

آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴

تکمیلِ ایمان اور ایمان افروز دُعائیں

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ	اے ہمارے رب! بے شک ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو جو پکار رہا تھا ایمان کے لیے
اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ۟	کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر، تو ہم ایمان لے آئے
رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا	اے ہمارے رب! پس بخش دے ہمارے گناہ
وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا	اور دور کر دے ہم سے ہماری خطائیں
وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾	اور ہمیں وفات دے نیک لوگوں کے ساتھ۔
رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ	اے ہمارے رب! اور عطا فرما ہمیں وہ سب جس کا تو نے وعدہ کیا ہے ہم سے اپنے رسولوںؑ کے ذریعہ
وَ لَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ	اور رسوا نہ کرنا ہمیں روزِ قیامت

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾	بے شک تو خلاف ورزی نہیں کرتا وعدے کی۔

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کا ذکر ہے۔ غور و فکر کے ذریعہ توحید اور آخرت پر ایمان لانے والوں کے سامنے جیسے ہی کسی نبی کی دعوتِ ایمان آتی ہے وہ ابو بکر صدیقؓ کی طرح لپک کر اُسے قبول کرتے ہیں۔ اِس لیے کہ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ ہی میرے دل میں ہے

اب یہ بندے اللہ تعالیٰ کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمارا خاتمہ فرما نیک لوگوں کے ساتھ۔ ہمیں وہ تمام بھلائیاں عطا فرما جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کے ذریعہ۔ بے شک تیرا وعدہ سچا ہے، اندیشہ ہے کہ کہیں ہم اِس وعدے کے مصداق نہ ٹھہریں۔ اِس رسوائی سے ہمیں روزِ قیامت محفوظ فرما۔ آمین!

آیت ۱۹۵

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ	تو قبول فرمالی اُن کی دعا اُن کے پروردگار نے
اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ	(فرمایا) بے شک میں ضائع نہیں کرتا تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ	خواہ وہ مرد ہو یا عورت
بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ	تم میں سے کچھ دوسروں سے ہیں
فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا	پھر وہ جنہوں نے ہجرت کی
وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ	اور جو نکالے گئے اپنے گھروں سے

وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ	اور جو ستائے گئے میری راہ میں
وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا	اور جنہوں نے جنگ کی اور جو قتل کیے گئے
لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ	میں ضرور دور کر دوں گا اُن سے اُن کی برائیاں
وَ لَاُدۡخِلَنَّہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ	اور ضرور داخل کروں گا اُنہیں اُن باغات میں کہ بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ	(یہ) بدلہ ہے اللہ کے پاس سے
وَ اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾	اور اللہ ہی کے پاس ہے بہترین بدلہ۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دی۔ مزید فرمایا کہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت دونوں کو اِس کا بدلہ مل کر رہے گا۔ گویا عمل کے میدان میں مرد اور عورت کے لیے آگے بڑھنے کے یکساں مواقع ہیں (صرف خاندان میں نظم قائم کرنے کے لیے بیوی کو شوہر کے تابع کیا گیا ہے۔ النساء: ۳۴)۔ اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر اُن لوگوں کا عمل محبوب ہے جنہوں نے اُس کی خاطر ہجرت کی، اُس کی راہ میں تکالیف برداشت کیں، دشمنانِ حق سے جنگ کی اور جامِ شہادت نوش کیے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی خطائیں معاف فرمائے گا اور اپنے خاص بدلے کے طور پر جنت کی نعمتوں سے شاد کام فرمائے گا۔

آیات ۱۹۶ تا ۱۹۸

کافروں کی سرگرمیوں کا اثر نہ لو

لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِی الۡبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ ؕ	اے نبیؐ! ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے آپؐ کو چلنا پھرنا اُن کا جنہوں نے کفر کیا ہے شہروں میں۔
مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ	تھوڑا سا فائدہ ہے

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ	پھر اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾	اور برا ہے یہ ٹھکانا۔
لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ	لیکن وہ کہ جو بچتے رہے اپنے رب کی نافرمانی سے
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن کے لیے ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	مہمانی ہے اللہ کی طرف سے
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾	اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے نیک لوگوں کے لیے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ اور اُن کے توسط سے اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ احد میں وقتی کامیابی کے بعد کافروں کی سرگرمیوں اور بھاگ دوڑ میں تیزی سے مرعوب نہ ہوں۔ یہ وقتی ابھار ہے اور اُن کے لیے محض "چار دن کی چاندنی" ہے۔ عنقریب اُن کی "اندھیری رات" آنے والی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ اِس کے برعکس اہلِ ایمان کی مشکلات وقتی ہیں۔ عنقریب اُنہیں جنت کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں گی جن کا درجہ بھی ابتدائی ضیافت کا ہو گا۔ اصل نعمت وہ ملے گی جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کافروں کی وقتی اور ظاہری شان و شوکت سے متاثر ہونے سے محفوظ فرمائے اور اپنی رضا اور آخرت کی کامیابی کے حصول کو مطلوب و مقصود بنا کر مسلسل اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹۹

اہلِ کتاب میں بھی صالحین ہیں

وَ اِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ	اور بے شک اہلِ کتاب میں سے یقیناً وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا تمہاری طرف
وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اُن کی طرف
خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ	وہ عاجزی اختیار کرنے والے ہیں اللہ کے لیے
لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا	نہیں لیتے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت
اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ	یہی لوگ ہیں جن کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾	بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ اہلِ کتاب میں بھی ایسے صالحین ہیں جو اللہ تعالیٰ، اُس کے آخری رسول ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لائیں گے۔ وہ دنیا کے وقتی مفادات کے عوض اللہ تعالیٰ کے کلام کا سودا نہیں کریں گے۔ ایسے سعادت مندوں کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔

آیت ۲۰۰

فلاحِ اخروی کے لیے چار ہدایات

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو
وَ صَابِرُوۡا	اور صبر میں بازی لے جاؤ (دشمنوں سے)
وَ رَابِطُوۡا	اور ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جاؤ
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾ ع	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ع ۲۰ ۱۱

سورۂ آلِ عمران کی اِس آخری آیت میں اہلِ ایمان کو فلاحِ اُخروی کے حصول کے لیے چار ہدایات دی گئیں:

i. اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقامت کے ساتھ ڈٹے رہو۔

ii. صبر و استقامت میں کفار سے بازی لے جاؤ۔

iii. آپس میں جڑے رہو اور نظم کی پابندی کرتے رہو۔

iv. اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن ہدایات پر عمل کی توفیق اور آخرت میں فوز و فلاح کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

سورۃ النساء

قرآنِ کریم کو زینت دینے والی سورۂ مبارکہ

سورۂ نساء کی عظمت کے حوالے سے سنن دارمی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

وَالنِّسَاءُ مُحَبِّرَۃٌ ..."اور سورۂ نساء قرآنِ حکیم کو سجاوٹ دینے والی ہے"۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

- آیات ۱-۴۳ اسلام کی معاشرتی ہدایات جن کا ہدف ہے معاشرہ کے ہر
- فرد کے مال، جان اور آبرو کا احترام اور تحفظ
- آیات ۴۴-۵۷ یہود کے جرائم کا بیان
- آیات ۵۸-۱۴۹ اہلِ ایمان سے خطاب۔ منافقین کی تین کمزوریوں کی مذمت۔ یہ کمزوریاں ہیں:
- اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز، ہجرت سے پہلو تہی اور اللہ کی راہ میں جنگ سے فرار۔
- آیات ۱۵۰-۱۷۶ اہلِ کتاب کے جرائم اور اہلِ ایمان کے لیے ہدایات

آیت ۱

مساواتِ انسانی کی اساسات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ	اے لوگو! بچو اپنے رب کی نافرمانی سے
الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ	جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے

وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا	اور پیدا فرمایا اُسی سے اُس کا جوڑا
وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ	اور پھیلا دیے اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے تم باہم مانگتے ہو جس کے نام سے اور بچو قرابت داروں کی حق تلفی سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ۝۱	بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔

اِس آیت میں تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی دوبار تلقین کی گئی۔ یہ حقیقت بھی واضح کی گئی کہ تمام انسان برابر ہیں کیونکہ سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور سب کے والدین حضرت آدم اور سیدہ اَماں حوّا سَلَامٌ عَلَيۡهِمَا ہیں۔ تخلیق کی بنیاد پر کسی انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اِس آیت میں تقویٰ کا ایک مظہر یہ بھی بتایا گیا کہ رحمی رشتوں کا پورا ادب و احترام کیا جائے اور اُن کے حقوق کو ملحوظ رکھا جائے۔ البتہ جو لوگ انسانوں کے درمیان رنگ، نسل، زبان، وطن، جنس، پیشہ یا مال و دولت کے اعتبار سے تفریق کرتے ہیں یا قطع رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر نگران ہے اور وہ ضرور اُن سے باز پرس فرمائے گا۔

آیت ۲

یتیم کے مال کی حفاظت کرو

وَ اٰتُوا الۡيَتٰمٰۤى اَمۡوَالَهُمۡ	اور دے دو یتیموں کو اُن کے مال
وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ	اور نہ بدلو (اپنی) ردی چیز کو (اُن کی) عمدہ چیز سے
وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰۤى اَمۡوَالِكُمۡ	اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مال سے ملا کر
اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا ۝۲	بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اِس آیت میں یتیموں کے اموال کی حفاظت کا حکم ہے۔ ولی کو تاکید کی گئی کہ یتیم کو مال لوٹاتے وقت اُس کا پورا پورا مال لوٹایا جائے اور اُس میں کسی قسم کی خورد برد نہ کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے ردّی مال سے اُن کے اچھے مال کو بدل کر خیانت کی جائے۔ اسی طرح اگر اُن کے مال کو اپنے مال میں شامل کر لیا ہے تو بھی اُن کے مال کا صحیح حساب رکھا جائے اور اُنہیں مال لوٹاتے ہوئے کوئی کمی نہ کی جائے۔ بلاشبہ یتیم کا مال ناحق کھانا، اُس سے ناجائز فائدہ اُٹھانا یا اُس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

آیات ۳ تا ۴

بیویوں کے حقوق

وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی	اور اگر تم ڈرو کہ عدل نہ کر سکو گے یتیموں کے معاملہ میں
فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ	تو نکاح کر لو اُن سے جو بھلی لگیں تمہیں (دوسری) عورتوں میں سے
مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ	دو دو، تین تین اور چار چار
فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا	پھر اگر تم ڈرو کہ عدل نہ کر سکو گے (زیادہ بیویوں کے درمیان)
فَوَاحِدَۃً	تو ایک ہی کافی ہے
اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ	یا وہ جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں)
ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ﴿۳﴾	یہ زیادہ قریب ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ۔
وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِہِنَّ نِحۡلَۃً ؕ	اور دو بیویوں کو اُن کے مہر خوشی سے

فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا	پھر اگر وہ پسند کریں تمہارے لیے کوئی چیز اُس میں سے اپنے آپ
فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓـًٔا مَّرِيۡٓـًٔا ۝۴	تو کھاؤ اُسے بے فکر ہو کر مزے لیتے ہوئے۔

یہ آیاتِ مبارکہ پانچ ہدایات پر مشتمل ہیں:

i. اگر اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر کے اُن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گی تو پھر اُن کے بجائے پسند آنے والی دیگر خواتین سے نکاح کر لیا جائے۔ حضرت عائشہؓ نے اِس آیت کی وضاحت میں فرمایا کہ اگر ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی کو اُس کا مال اور جمال تو پسند آئے مگر وہ اُسے اتنا مہر دینے پر آمادہ نہ ہو جتنا اُسے دوسرے لوگ دیتے ہیں تو وہ اُس سے نکاح نہ کرے (بخاری)۔

ii. مردوں کو اجازت دی گئی کہ وہ زیادہ سے زیادہ چار عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں۔

iii. تاکید کی گئی کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں اُن کے درمیان عدل لازم ہے۔ گویا ایک سے زیادہ نکاح کرنا اُسی صورت میں جائز اور مناسب ہے جبکہ شریعت کے مطابق تمام اختیاری امور میں سب بیویوں کے حقوق یکساں طور پر ادا کیے جا سکیں۔

iv. مہر بیویوں کا حق ہے نہ کہ اُن کے سرپرستوں کا۔ لہٰذا مہر بیویوں کو دو اور پوری خوشی اور رضامندی کے ساتھ دو۔

v. بیویوں پر دباؤ ڈال کر اُن سے مہر معاف کرا لینا جائز نہیں۔ اگر وہ خوشدلی سے کل مہر یا اُس کا کوئی حصہ چھوڑ دیں تو اب اُس سے استفادہ جائز ہے۔ اِس حوالے سے ضروری ہے کہ مہر کی رقم بیوی کے حوالہ کر دی جائے۔ اِس کے بعد وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے واپس کر دے تو یہی اُس کی خوشدلی کا ثبوت ہے۔

آیات ۵ تا ۶

یتیموں کو اُن کا مال لوٹانے کے بارے میں ہدایات

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَكُمُ الَّتِىۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ قِيٰمًا	اور نہ دو نا سمجھ یتیموں کو اپنے وہ مال جسے بنایا ہے اللہ نے تمہارے لیے گزران کا ذریعہ
وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِيۡهَا وَاكۡسُوۡهُمۡ	اور کھلاؤ اُنہیں اُس مال میں سے اور پہناؤ اُنہیں
وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝۵	اور کہو اُن سے اچھی بات۔
وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى	اور آزماتے رہو یتیموں کو
حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ	یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو
فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا	پھر اگر تم پاؤ اُن میں سمجھ بوجھ
فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ	تو لوٹا دو اُنہیں اُن کے مال
وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا ؕ	اور نہ کھاؤ اُن کے مال زیادہ خرچ کرتے ہوئے اور جلدی جلدی کہ وہ بڑے ہو رہے ہیں
وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ	اور جو ولی مالدار ہے تو اُسے چاہیے کہ بچتا رہے
وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا	اور جو ولی محتاج ہے
فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ	تو اُسے چاہیے کہ وہ کھائے دستور کے مطابق
فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ	پھر جب تم لوٹاؤ اُن کی طرف اُن کے مال

فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ ؕ	تو گواہ بناؤ اُن پر
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۝۶	اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا۔

اِن آیات میں مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں ہیں:

i. مال پورے معاشرے کے لیے سرمایۂ زندگی ہے اور اِس کی حفاظت لازمی ہے۔ لہٰذا یتیم جب تک سمجھ دار نہ ہو جائے، اُس کا مال اُس کے حوالے نہ کیا جائے ورنہ وہ مال کو ضائع کر دے گا۔

ii. مال کو اپنی حفاظت میں رکھ کر بقدرِ ضرورت یتیموں کی ضروریات پوری کرنے پر خرچ کیا جائے۔ اگر وہ مال کو اپنے قبضہ میں لینے کا مطالبہ کریں تو اُن کو نرمی سے معقول بات کہہ کر سمجھا دیا جائے کہ مال تمہارا ہی ہے، تم ذرا ہوشیار ہو جاؤ تو لے لینا۔

iii. خرید و فروخت کے چھوٹے چھوٹے معاملات کے ذریعہ یتیموں کی سمجھ کا امتحان لیا جاتا رہے۔ جب وہ بالغ ہو جائیں اور محسوس ہو کہ اُن میں سمجھ بوجھ آگئی ہے تو اُن کے مال اُن کے سپرد کر دیے جائیں۔

iv. یتیم کے مال کی حفاظت کا معاوضہ نہیں لینا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی تنگدست ہو تو مناسب حد تک متعین، اعلانیہ اور پورا حساب رکھتے ہوئے لے سکتا ہے۔ البتہ اِس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جائے گا تو اِسے مال دینا پڑے گا نہ ضرورت سے زائد خرچ کیا جائے اور نہ ہی جلدی جلدی خرچ کیا جائے۔

v. جب یتیم سمجھ دار ہو جائے تو گواہوں کی موجودگی میں اُس کا مال اُس کے حوالے کر دیا جائے۔

vi. یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اصل حساب اللہ نے لینا ہے، لہٰذا مال کے حساب میں پوری احتیاط برتی جائے۔

آیات ۷ تا ۸

وراثت کی تقسیم کے حوالے سے ہدایات

لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ ۪	مردوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور زیادہ قریبی رشتہ دار
وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ	اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اُس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور زیادہ قریبی رشتہ دار
مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ	ترکہ میں سے (خواہ) تھوڑا ہو اترکہ یا زیادہ ہوا
نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝۷	مقرر کردہ حصہ ہے۔
وَ اِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ	اور جب حاضر ہوں (وراثت کی) تقسیم کے وقت
اُولُوا الۡقُرۡبٰى وَ الۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنُ	قرابت دار اور یتیم اور محتاج
فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ	تو دو اُنہیں ترکہ میں سے
وَ قُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝۸	اور کہو اُن سے بھلی بات۔

اِن آیات میں وراثت کی تقسیم کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں:

i. واضح طور حکم دیا گیا کہ میراث میں صرف مردوں ہی کا نہیں بلکہ عورتوں کا بھی حصہ ہے۔

ii. میراث بہر حال تقسیم ہونی چاہیے خواہ وہ کتنی ہی کم ہو۔

iii. آیت میں "اقرب" یعنی قریب تر رشتہ دار کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔

iv. میراث میں مختلف وارثوں کے حصے اللہ تعالیٰ کی جانب سے طے شدہ ہیں اور اُن میں کسی کو اپنی رائے اور قیاس سے کمی بیشی کا کوئی حق نہیں۔

v. میت کے رشتہ داروں میں کچھ ایسے بھی وراثت کی تقسیم کے وقت موجود ہوتے ہیں جن کو ضابطۂ شرعی کے تحت حصہ نہیں ملتا۔ اُن میں سے کچھ یتیم اور حاجت مند بھی ہو سکتے ہیں۔ ہدایت دی گئی کہ وہ شرعی ورثاء جو بالغ اور موجود ہوں، باہمی رضامندی سے اُن کی دلجوئی کے لیے اپنے حصوں میں سے اُنہیں بھی کچھ دے دیں۔ اُن سے گفتگو میں نرمی اختیار کریں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

آیات ۹ تا ۱۰

یتیم کا مال ناحق کھانے والے اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں

وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ ۖ	اور چاہیے کہ ڈریں لوگ کہ اگر وہ چھوڑ مریں اپنے پیچھے کمزور اولاد تو وہ کتنے فکر مند ہوتے اُن کے بارے میں
فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ	پس اُنہیں چاہیے کہ بچیں اللہ کی نافرمانی سے
وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۝۹	اور چاہیے کہ کہیں سیدھی بات۔
اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا	بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ناحق
اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا	بے شک وہ تو بھرتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ
وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ۝۱۰ ع ۱۲	اور وہ عنقریب داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں۔

اِن آیات میں جھنجھوڑنے کے انداز میں یتیم کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ ارشاد ہوا کہ یتیم کے ولی کو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ اِس حال میں مر جائے کہ پیچھے چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ رہا ہو تو وہ ضرور چاہے گا کہ اُس کے بچوں سے بہتر سلوک کیا جائے۔ اِسی طرح اُسے چاہیے کہ یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے یتیم کا دل ٹوٹ جائے۔ یتیم کا مال ناحق کھانے والے در حقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور روزِ قیامت جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ نے شبِ معراج چند لوگوں کو دیکھا جن کے لب اونٹوں جیسے تھے اور ایک فرشتہ اُن کے لب کھول کر منہ میں آگ کے انگارے ڈالتا تو وہ اُن کے نیچے سے نکل جاتے۔ وہ درد کے مارے چیختے چلاتے۔ پھر فرشتہ اور انگارے اُن کے منہ میں ڈال دیتا اور اُنہیں مسلسل یہ عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھایا کرتے تھے۔

آیت ۱۱

اولاد اور والدین کا میراث میں حصہ

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ	وصیت فرماتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولادوں کے بارے میں
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ	بیٹے کے لیے ہے حصہ دو بیٹیوں کے حصہ کے برابر
فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ	پھر اگر ہوں صرف بیٹیاں دو سے زائد
فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ	تو اُن کے لیے دو تہائی ہے اُس کا جو میت نے چھوڑا
وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً	اور اگر ہو ایک ہی بیٹی
فَلَهَا النِّصْفُ ؕ	تو اُس کے لیے ہے نصف ترکہ

وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا	اور میت کے ماں باپ کے لیے یعنی ہر ایک کے لیے اُن دونوں میں سے
السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ	چھٹا حصہ ہے اُس میں سے جو میت نے چھوڑا
اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ	اگر میت کی اولاد ہے
فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ	اور اگر نہیں ہے اُس کی کوئی اولاد
وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ	اور وارث ہوئے اُس کے لیے اُس کے ماں باپ
فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ	تو اُس کی ماں کا تیسرا حصّہ ہے
فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ	اور اگر اُس کے کئی بھائی ہیں
فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ	تو اُس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ	پورا کرنے بعد وہ وصیت، مرنے والا کر گیا ہے جسے یا ادا کرنے کے بعد قرض
اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ	تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے ہیں
لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ	تم نہیں جانتے کہ کون اُن میں سے زیادہ قریب ہے تمہیں نفع پہنچانے میں
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ	یہ حصّے مقرر ہیں اللہ کی طرف سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑪	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر مختلف صورتوں میں اولاد اور والدین کے میراث میں حصوں کا تناسب بیان فرمایا ہے۔ وراثت کے تفصیلی احکامات فقہ کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ البتہ حصے مقرر کرنے کے بعد فرمایا کہ میراث میں اولاد اور والدین کے یہ حصے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کر دیے ہیں۔ اگر اِسے انسان پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ مشکل میں مبتلا ہو جاتا کہ والدین کو کتنا دے اور اولاد کو کتنا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حصے مقرر فرمائے ہیں اُن میں بڑی حکمتیں ہیں اور سب کی مصلحتوں کا لحاظ ہے۔ اِن حصوں میں کسی کو رائے زنی یا کمی بیشی کا کوئی حق نہیں۔ یہ جواب ہے اُن سب نادان منکرینِ سنت کو جو میراث کے خدائی قانون کو نہیں سمجھتے اور اپنی ناقص عقل سے اُس کسر کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو اُن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں رہ گئی ہے۔

آیت ۱۲

شوہر، بیوی اور کلالہ کے بہن بھائیوں کا وراثت میں حصہ

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ	اور تمہارے لیے نصف ہے اُس میں سے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ	اگر نہ ہو اُن کی اولاد
فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ	پھر اگر ہو اُن کی اولاد
فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ	تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اُس میں سے جو وہ چھوڑ جائیں
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ	پورا کرنے کے بعد اُس وصیت کو، وہ کر گئیں ہیں جسے یا ادا کرنے کے بعد قرض
وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ	اور اُن کے لیے چوتھا حصہ ہے اُس میں سے جو تم چھوڑو

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ	اگر نہ ہو تمہاری اولاد
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ	پھر اگر ہو تمہاری اولاد
فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ	تو اُن کے لیے آٹھواں حصہ ہے اُس میں سے جو تم چھوڑ جاؤ
مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ	پورا کرنے کے بعد وہ وصیت، تم کر گئے ہو جو یا ادا کرنے کے بعد قرض
وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً	اور اگر ہے کوئی مرد، جس کی میراث تقسیم کرنی ہے، کلالہ
اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ	یا ایسی عورت ہو اور اُس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو
فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ	تو ہر ایک کے لیے اُن دونوں میں سے چھٹا حصّہ ہے
فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ	پھر اگر وہ ہوں زیادہ اِس سے
فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ	تو وہ سب شریک ہوں گے ایک تہائی حصے میں
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ	پورا کرنے کے بعد وہ وصیت، کی گئی ہے جو یا ادا کرنے کے بعد قرض
غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ	بغیر کسی کو نقصان پہنچائے ہوئے
وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ	یہ وصیت ہے اللہ کی طرف سے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑے تحمل والا ہے

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے میراث میں شوہر اور بیوی کے حصے بیان فرمائے ہیں۔ اِسی طرح اگر میت کے والدین یا اولاد نہ ہو تو ایسے شخص کو کلالہ کہا جاتا ہے۔ کلالہ کی وراثت اُس کے بہن بھائیوں میں تقسیم ہو گی۔ ماں شریک بہن بھائیوں کے حصہ کی وضاحت اِس آیت میں کر دی گئی۔ حقیقی اور باپ شریک بہن بھائیوں کے حصہ کی تفصیل اِسی سورۂ مبارکہ کی آخری آیت میں بیان کی گئی ہے۔ مزید تفصیلات احکاماتِ فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ وصیت یا قرض کے ذریعہ وارثوں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔ قرض یا وصیت کے ذریعہ نقصان پہنچانے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، مثلاً:

i. قرض کا جھوٹا اقرار کرنا تاکہ کسی دوست وغیرہ کو میراث میں سے مال دلایا جاسکے۔

ii. کسی شخص پر قرض ہو اور وہ وصول نہ ہوا ہو، لیکن جھوٹ بولتے ہوئے یہ کہہ دیا جائے کہ اِس سے قرض وصول ہو گیا، تاکہ وارثوں کو نہ مل سکے۔

iii. اپنے ذاتی مال کے بارے میں یہ ظاہر کرنا کہ فلاں شخص کی امانت ہے، تاکہ اُس میں میراث نہ چلے۔

iv. ایک تہائی سے زائد مال کی وصیت کرنا۔

v. مرض الوفات میں ایک تہائی سے زیادہ کسی کو ہبہ کر دینا۔

وصیت کرنے یا قرض کے حوالے سے جھوٹ بول کر وارثوں کو محروم کرنے کا ارادہ ہونا اور اِس ارادہ پر عمل کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ ہر مورث جو دنیا سے جارہا ہے، اُسے زندگی کے آخری لمحات میں اِس طرح کے جرم سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے یعنی وہ خوب جاننے والا ہے کہ کس نے کہاں اُس کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ البتہ وہ حلیم یعنی بڑے تحمل والا بھی ہے یعنی ممکن ہے دنیا میں پکڑ نہ کرے لیکن آخرت میں نافرمانوں کی پکڑ کرے گا اور مجرموں کو سزا دے گا۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

حدود اللہ کی اہمیت

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ	یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اللہ داخل فرمائے گا اُسے اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾	اور یہ ہے شاندار کامیابی۔
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ	اور تجاوز کیا اللہ کی مقرر کردہ حدود سے
يُدْخِلْهُ نَارًا	اللہ داخل کرے گا اُسے آگ میں
خَالِدًا فِيْهَا ۪	وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اُس میں
وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع ۲ ۱۳	اور اُس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

اِن آیات میں احکاماتِ خداوندی اور خاص طور پر شرعی احکاماتِ وراثت کو حدود اللہ قرار دیا گیا۔ جو بھی اِن حدود کی پاسداری کرے گا وہ ہمیشہ ہمیش کی جنت کا حق دار ہو گا۔ اِس کے برعکس جو شخص اِن حدود کو پامال کرے گا ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کے ذلت آمیز عذاب سے دوچار ہو گا۔ یہ دھمکی ہے اُن مجرموں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے قانونِ وراثت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ عورتوں کو میراث سے محروم رکھنا، صرف بڑے بیٹے کو میراث کا مستحق ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے قانونِ میراث کے بجائے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کے تحت میراث تقسیم کرنا وغیرہ دراصل اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف بغاوت ہے۔ اِس بغاوت کا روزِ قیامت برا نتیجہ نکلے گا۔ وقتی لذتوں کے بدلہ میں بڑی ذلت کے ساتھ دائمی عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

بدکاری کی سزا

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ	اور جو ارتکاب کریں بدکاری کا تمہاری عورتوں میں سے
فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ	تو گواہ ٹھہراؤ اُن پر چار مرد مسلمانوں میں سے
فَاِنْ شَهِدُوْا	پھر اگر وہ گواہی دیں
فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ	تو روکے رکھو اُنہیں گھروں میں
حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ اُٹھالے اُنہیں موت
اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾	یا طے فرمادے اللہ اُن کے لیے کوئی اور راستہ۔
وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ	اور جو دو باہم ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے
فَاٰذُوْهُمَا ۚ	تو اذیت دو اُن دونوں کو
فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا	پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کریں
فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ	تو اعراض کرو اُن سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾	بے شک اللہ توبہ قبول فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں کھلی بے حیائی کرنے والوں کے لیے سزاؤں کا ذکر ہے۔ اگر مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے بدکاری کی مرتکب ہو اور چار مرد اِس جرم کے گواہ ہوں تو اُسے تاحیات گھر میں قید کردیا جائے اِلّا یہ کہ شریعت میں اُس کے لیے کوئی اور حکم

آجائے۔ بعد میں وہ حکم آگیا جس کا اللہ تعالیٰ نے آیت ۱۵ میں وعدہ فرمایا تھا یعنی شادی شدہ کے حق میں زنا کی حد اُس کو سنگسار کرنا اور غیر شادی شدہ کے لئے اُس کو ایک سو کوڑے مارنا۔ اِس حکم کے ساتھ ہی گھر میں قید کرنے والا حکم منسوخ ہو گیا۔ آیت ۱۶ میں ارشاد ہوا کہا کہ اگر مسلمان مرد اور عورت باہم بدکاری کریں یا دونوں مسلمان باہم ہم جنس پرستی کا جرم کریں تو اُن کو بھی تکلیف دہ سزا دو یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں۔ یہ حکم بھی اُس وقت منسوخ ہو گیا جب زنا کی مذکورہ بالا حد نازل کر دی گئی۔ باہم ہم جنس پرستی کے لیے کسی معین حد کے مقرر کرنے میں تو فقہاء کا اختلاف ہے۔ تاہم اِس کے لئے شدید سے شدید سزائیں منقول ہیں مثلاً آگ میں جلا دینا، دیوار گرا کر کچل دینا، اونچی جگہ سے پھینک کر سنگسار کر دینا، تلوار سے قتل کر دینا وغیرہ۔

آیات ۱۷ تا ۱۸

توبہ کس کی قبول ہوتی ہے اور کس کی نہیں؟

اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ	بے شک توبہ قبول کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے
لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ	اُن کے لیے جو کرتے ہیں برائی نا سمجھی میں
ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ	پھر وہ توبہ کرلیں جلد ہی
فَاُولٰٓئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ؕ	تو یہ لوگ ہیں کہ توبہ قبول فرماتا ہے اللہ اِن کی
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۷﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَ لَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ ۚ	اور نہیں ہے توبہ اُن کے لیے جو کیے جاتے ہیں برائیاں
حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ	یہاں تک کہ جب آجائے اُن میں سے کسی کو موت

قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ	وہ کہے کہ بے شک میں توبہ کرتا ہوں اب
وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ	اور نہ ہی اُن کے لیے توبہ ہے جو مرتے ہیں اِس حال میں کہ وہ کافر ہوں
اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۸﴾	یہ لوگ ہیں ہم نے تیار کیا ہے جن کے لیے دردناک عذاب۔

آیت ۱۷ میں بشارت دی گئی کہ اگر کوئی انسان نادانی اور جہالت میں گناہ کرے اور پھر گناہ کا احساس ہوتے ہی فوراً سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ جہالت سے مراد یہ ہے کہ گناہ کے انجام سے وقتی طور پر غفلت ہو جائے۔ سچی توبہ کی شرائط حسبِ ذیل ہیں:

i. گناہ پر حقیقی ندامت اور افسوس ہو۔
ii. آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔
iii. گناہ کو عملاً ترک کر دیا جائے۔
iv. کسی بندے کے ساتھ زیادتی کی صورت میں اُس کا حق لوٹایا جائے یا اُس سے معاف کرایا جائے۔ کوئی فرض یا واجب چھوڑ دیا ہو تو اُسے ادا کرے۔ مثلاً زکوٰۃ ادا نہیں کی تو حساب لگا کر ادا کی جائے۔ فرض روزے نہیں رکھے تو اُن کی قضا کا اہتمام کرے۔

آیت ۱۸ میں فرمایا کہ ایسے شخص کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی جو گناہ پر گناہ کرتا رہے اور عین اُس وقت توبہ کرے جب موت کی سختی آجائے۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اُس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک اُس پر موت کا غرغرہ طاری نہ ہو جائے (ترمذی)۔ مزید ارشاد ہوا کہ اُس شخص کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی جو حالتِ کفر میں موت سے دوچار ہو جائے۔ اِن بدنصیبوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۱

خواتین کے ساتھ ظلم کی ممانعت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ	حلال نہیں ہے تمہارے لیے کہ تم وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی
وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ	اور نہ ہی روکے رکھو اُنہیں تاکہ تم لے سکو اُس میں سے کچھ جو تم نے دیا ہے اُنہیں
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ	سوائے اِس کے کہ وہ ارتکاب کریں کھلی بے حیائی کا
وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ	اور برتاؤ کرو اُن کے ساتھ بھلے طریقے پر
فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ	پھر اگر تم ناپسند کرتے ہو اُنہیں
فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا	تو ممکن ہے کہ تم ناپسند کرتے ہو کسی چیز کو
وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾	اور رکھ دی ہو اللہ نے اُس میں کوئی بڑی بھلائی۔
وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ	اور اگر تم چاہو بدلنا ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی
وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا	اور تم دے چکے ہو اُن میں سے کسی ایک کو ڈھیروں مال
فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ	تو نہ لو اُس میں کچھ بھی

اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۲۰﴾	کیا تم لوگے وہ مال بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے۔
وَ كَيۡفَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ	اور کیسے تم لوگے اُسے
وَ قَدۡ اَفۡضٰى بَعۡضُكُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ	جبکہ بے حجاب ہو چکا ہے تم میں سے ایک دوسرے کے ساتھ
وَّ اَخَذۡنَ مِنۡكُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ﴿۲۱﴾	اور وہ لے چکی ہیں تم سے ایک پختہ عہد۔

اِن آیات میں خواتین کے مندرجہ ذیل حقوق بیان کیے گئے:

i. کسی عورت کو اُس کی مرضی کے بغیر زبردستی گھر میں قید نہ کیا جائے۔ اِس کی کئی صورتیں ہیں۔ سوتیلی ماں کو گھر سے جانے نہ دینا تاکہ اُسے ملنے والا وراثت کا مال گھر سے نکل نہ جائے۔ بہن یا بیٹی کا نکاح نہ کرنا تاکہ اُس کی ملکیت کا مال گھر سے نہ نکل جائے۔ بیوی کو اُس کی علیحدگی کی خواہش کے باوجود طلاق نہ دینا کیونکہ وہ اپنی ملکیت کا مال لے کر چلی جائے گی۔ کسی خاتون سے زبردستی نکاح کر لینا تاکہ اُس کے مال پر قبضہ کر لیا جائے وغیرہ۔

ii. کوئی عورت کھلی بے حیائی یعنی زنا کا ارتکاب کرے تو پھر اُسے زبردستی گھر میں محصور کیا جا سکتا ہے یا شوہر ایسی عورت سے دیا ہوا مال لے سکتا ہے۔ حد زنا آنے کے بعد یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا۔

iii. بیویوں سے حسنِ سلوک کیا جائے۔ اگر وہ آج تمہیں ناپسند ہیں تو ممکن ہے کہ کل اُن کا کوئی خیر ظاہر ہو جائے۔

iv. اگر بیوی کو طلاق دی جا رہی ہو تو جو بھی مہر یا تحائف اُسے دیے ہیں اُن میں سے کوئی شے اُس سے واپس نہ لی جائے۔

آیت ۲۲

سوتیلی ماں سے نکاح کی ممانعت

وَ لَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ	اور نہ نکاح کرو اُن سے جن سے نکاح کیا تھا تمہارے باپ

سَلَفَ ؕ	نے عورتوں میں سے سوائے اُس کے جو گزر چکا
اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ	بے شک وہ بڑی بے حیائی اور سخت بیزار کرنے والی بات ہے
وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۳ ۸ ۱۴	اور برا راستہ ہے۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ تمہاری سوتیلی مائیں بھی ماں ہی کے مقام پر ہیں۔ اُن سے زبردستی نکاح کرنا انتہائی شرمناک اور قابل مذمت حرکت ہے۔ البتہ جو نکاح اِس حکم کے آنے سے پہلے ہو چکا ہو وہ کالعدم قرار نہیں دیا جائے گا۔ اُس سے پیدا شدہ اولاد قانونی وارث تصور ہو گی۔ البتہ اِس حکم کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

آیت ۲۳

کن خواتین سے نکاح حرام ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ	حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں
وَ بَنٰتُكُمْ	اور تمہاری بیٹیاں
وَ اَخَوٰتُكُمْ	اور تمہاری بہنیں
وَ عَمّٰتُكُمْ	اور تمہاری پھوپھیاں
وَ خٰلٰتُكُمْ	اور تمہاری خالائیں
وَ بَنٰتُ الْاَخِ	اور تمہاری بھتیجیاں
وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ	اور تمہاری بھانجیاں
وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ	اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ہے تمہیں

وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ	اور تمہاری بہنیں جو دودھ شریک ہیں
وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ	اور مائیں تمہاری بیویوں کی
وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ	اور تمہاری زیرِ تربیت لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں
مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫	تمہاری اُن بیویوں سے تم مقاربت کر چکے ہو جن سے
فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ	پھر اگر تم نے مقاربت نہیں کی اُن سے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	تو کوئی گناہ نہیں ہے تم پر
وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ	اور بیویاں تمہارے اُن بیٹوں کی جو تمہاری نسل سے ہیں
وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ	اور یہ کہ تم جمع کر لو دو بہنوں کو ایک ساتھ
اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ	سوائے اُس کے جو گزر چکا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں بارہ ابدی محرم خواتین (جن سے کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا) اور ایک عارضی محرم خاتون (جن سے وقتی طور پر نکاح نہیں ہو سکتا) کی فہرست دی گئی ہے۔ ابدی محرم خواتین میں ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، خوشدامن، سوتیلی بیٹی (جس کی والدہ سے تعلق قائم کیا جا چکا ہو) اور بہو شامل ہیں۔ مزید تفصیلات کتبِ فقہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ عارضی محرم خاتون بیوی کی بہن ہے یعنی دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔ اگر ایک خاتون کو طلاق دے دی جائے یا اُس کا انتقال ہو جائے تو پھر اُس کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں بیوی کی بہن کے علاوہ اُس کی پھوپھی، بھتیجی، خالہ اور بھانجی سے بھی نکاح کی ممانعت آئی ہے۔

آیت ۲۴

منکوحہ خاتون سے نکاح کی ممانعت

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ	اور (حرام کی گئیں تم پر) شوہر والی عورتیں
اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	سوائے اُن کے جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں)
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	یہ اللہ کا حکم ہے تمہارے لیے
وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ	اور حلال کر دی گئیں ہیں تمہارے لیے (خواتین) جو اِن کے علاوہ ہیں
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ	تاکہ تم حاصل کرو (اُنہیں) اپنے مال کے ذریعہ پاک دامن بن کر
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ	نہ کہ لذت لینے والے بن کر
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ	پھر جو تم نے لطف اُٹھایا ہے اِس (مال) کے ذریعہ اُن سے
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً	تو دو اُنہیں اُن کے مہر جو طے شدہ ہیں
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ	اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اُس میں تم راضی ہو جاؤ جس پر مہر مقرر کرنے کے بعد
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ ایسی خاتون سے بھی نکاح حرام ہے جو کسی کے نکاح میں ہو۔ہاں اگر منکوحہ خاتون کا شوہر فوت ہو جائے یا وہ اُسے طلاق دے دے تو عدت کے بعد اُس خاتون سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی منکوحہ خاتون مالِ غنیمت میں سے کنیز بن کر کسی کی ملکیت میں آگئی ہے تو اُس سے تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔ آیت ۲۳ اور اِس آیت میں بیان کی گئی محرمات کے علاوہ دیگر خواتین سے نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ اُنہیں طے شدہ مہر ادا کیا جائے اور ارادہ گھر بسانے کا ہو نہ کہ محض وقتی لذت لینے کا۔ اگر بیوی طے شدہ مہر میں سے دلی رضامندی سے کچھ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں۔

آیت ۲۵

کنیز سے نکاح کرنے کی سہولت

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ	اور جو نہ رکھتا ہو طاقت تم میں سے مالی طور پر کہ نکاح کرے آزاد مومن عورتوں سے
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ	تو (نکاح کرلے) اُن میں سے جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ مومن کنیزوں میں سے
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ	اور اللہ زیادہ جانتا ہے تمہارے ایمان کو
بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ	تم میں سے کچھ دوسروں سے ہیں
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ	پس نکاح کرو اُن سے اُن کے مالکوں کی اجازت سے
وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ	اور دو اُنہیں اُن کے مہر بھلے طریقے پر
مُحْصَنٰتٍ	وہ پاکدامنی اختیار کرنے والی ہوں

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ	محض لذت لینے والی نہ ہوں
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ	اور نہ ہی کوئی چھپی دوستی کرنے والی ہوں
فَاِذَآ اُحْصِنَّ	تو جب وہ قیدِ نکاح میں آ جائیں
فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ	پھر اگر وہ ارتکاب کریں بدکاری کا
فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ	تو اُن پر نصف ہے اُس کا جو آزاد عورتوں کے لیے سزا ہے
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ	یہ (کنیز سے نکاح کی اجازت) اُس کے لیے ہے جو ڈرتا ہو گناہ میں پڑنے سے تم میں سے
وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ	اور اگر تم صبر کرو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ع ۴/۳

اِس آیت میں فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی مالی حیثیت نہ ہو تو گناہ سے بچنے کے لیے کسی مسلمان کنیز سے اُس کے مالک کی اجازت سے نکاح کر لیا جائے۔ کنیز سے نکاح میں مالی بار کم پڑتا تھا کیونکہ اُس کا مہر کم مقرر ہوتا تھا اور اُس کا خرچ مالک برداشت کرتا تھا۔ کنیز کو کم تر نہ سمجھا جائے، ممکن ہے وہ ایمان کے اعتبار سے بلند درجہ پر ہو۔ نکاح کے بعد کنیز، مالک کی خدمت تو کر سکتی ہے لیکن اُس کا جنسی تعلق صرف شوہر کے ساتھ ہو گا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ صبر ہی کیا جائے اور کنیز سے نکاح نہ کیا جائے۔ کنیز اپنے سابقہ پس منظر سے اُس طرح پاکدامن نہیں ہو سکتی جس طرح آزاد عورت ہو سکتی ہے۔ پھر کنیز سے پیدا ہونے والی اولاد، کنیز کے مالک کی غلام ہو گی۔ اولاد کو غلامی سے بچانے کے لیے کنیز سے نکاح مناسب نہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

شریعت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ	چاہتا ہے اللہ کہ واضح کر دے تمہارے لیے (ہدایت)
وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور رہنمائی دے تمہیں اُن کے راستوں کی جو تم سے پہلے تھے
وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ	اور نظرِ کرم فرمائے تم پر
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ	اور چاہتا ہے اللہ نظرِ کرم فرمائے تم پر
وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ	اور چاہتے ہیں وہ جو پیروی کر رہے ہیں اپنی خواہشات کی
اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾	کہ تم ہٹ جاؤ (سیدھی راہ سے) بہت دور ہٹتے ہوئے
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ	چاہتا ہے اللہ کہ ہلکا کر دے تم سے (بوجھ)
وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾	اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو مظاہر بیان کیے گئے۔ ایک یہ کہ اُس نے ایسی شریعت عطا فرمائی جس پر عمل سے معاشرہ کے ہر فرد کے مال، جان اور آبرو کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اُس نے ماضی کے واقعات کے بیان سے انسان کو شریعت پر عمل کی برکات اور اُس کے اچھے انجام سے آگاہ فرمایا اور شریعت کو ترک کرنے کے نقصانات اور اُس کے برے انجام سے بھی خبردار کیا۔ شریعت کے مقابلہ میں جو لوگ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ انسانوں کو شریعت سے دور ایسے راستہ کی

طرف لے جانا چاہتے ہیں جس میں وقتی لذت تو ہے لیکن اُس سے دنیا کا امن بھی برباد ہوتا ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انسان فطرتاً کمزور ہے لہٰذا شریعت میں انسان کی سہولت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ شریعت پر عمل کی صورت میں انسان کو ایسی سہولت حاصل ہوتی ہے جو گمراہ کن عقائد، بے جا رسومات اور لغویات کے بوجھ سے انسان کو آزاد کرا دیتی ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

مال اور جان کی حرمت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں باطل طریقہ سے
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ	سوائے اِس کہ ہو تجارت باہمی رضامندی سے تم میں
وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ	اور نہ قتل کرو اپنی جانوں کو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾	بے شک اللہ تمہارے حق میں بہت مہربان ہے۔
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا	اور جس نے ایسا کیا زیادتی اور ظلم کرتے ہوئے
فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ	تو عنقریب ہم ڈال دیں گے اُسے آگ میں
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

اِن آیات میں مال اور جان کی حرمت کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ کسی کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ناحق مال کھانے سے مراد یہ ہے کہ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر یا اُسے دھوکہ دے کر یا زبردستی کر کے اُس سے مال لے لیا جائے۔ جان کی حرمت کے حوالے سے

تلقین کی گئی کہ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ اِس کے تین مفہوم ممکن ہیں۔ پہلا یہ کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ دنیا میں اِس سے معاشرے میں ایسی بے برکتی اور نحوست پیدا ہوتی ہے جس کے برے نتائج سے حرام خور خود بھی نہیں بچ سکتا۔ پھر آخرت میں وہ حرام خوری کی وجہ سے جہنم کے دائمی عذاب کا شکار ہو گا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ خودکشی نہ کرو۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ جس نے جان بوجھ کر اور سرکشی سے یہ جرائم کیے تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور ایسا کرنا اُس کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

آیت ۳۱

بڑے گناہوں سے بچو، چھوٹے گناہ معاف کر دیے جائیں گے

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ	اگر تم بچتے رہو اُن میں سے بڑے گناہوں سے، تمہیں روکا جا رہا ہے جن سے
نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ	ہم دور کر دیں گے تم سے تمہاری چھوٹی برائیاں
وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾	اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت والے مقام میں۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی بشارت لیے ہوئے ہے۔ اِس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ انسان اگر کبیرہ گناہوں سے بچے گا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اُس کے صغیرہ گناہ خود ہی معاف فرما دے گا اور اُسے بڑے عزت والے مقام میں داخل فرمائے گا۔ کبیرہ گناہوں سے مراد ہے فرائض و واجبات کا ترک کرنا اور حرام میں ملوث ہونا۔ مروجہ خانقاہی نظام یا محدود مذہبی تصور کے تحت انسان نوافل پر توجہ دیتا ہے لیکن فرائض سے غفلت برت رہا ہوتا ہے۔ عام برائیوں سے بچتا ہے لیکن حرام میں ملوث ہو جاتا ہے۔ کماتا حرام سے ہے لیکن کھاتا سنت طریقہ سے ہے۔ گویا مچھر چھانتا ہے اور پورے پورے اونٹ نگل جاتا ہے۔ اِس آیت کا پیغام یہ ہے کہ فرائض و واجبات ادا کرو، حرام سے بچو، چھوٹی خطائیں خود بخود معاف کر دی جائیں گی۔

آیت ۳۲

دوسروں سے حسد مت کرو

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ	اور آرزو نہ کرو اُس کی فضیلت دی ہے اللہ نے جس میں تم میں سے بعض کو بعض پر
لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا	مردوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو اُنھو ں نے کمایا
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ	اور عورتوں کے لیے حصّہ ہے اُس میں سے جو اُنھوں نے کمایا
وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ	اور مانگتے رہو اللہ سے اُس کے فضل میں سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾	بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں بڑی اہم اخلاقی ہدایت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یکساں نہیں بنایا۔ کسی کو ایک اعتبار سے فضیلت دی ہے اور دوسرے کو دوسرے اعتبار سے۔ کسی کی خوبی دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے۔ حسد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فضل انسان کو جائز طریقوں سے حاصل نہیں ہوتا، اُسے وہ ناجائز تدبیروں سے حاصل کرنے پر اتر آتا ہے اور معاشرے میں فساد برپا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس آیت میں اِسی رویہ سے بچنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جو فضل اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو دیا ہو اُس کی تمنا نہ کرو۔ ہاں اُس سے فضل کی دعا کرتے رہو۔ وہ جس فضل کو اپنے علم و حکمت سے تمہارے لیے مناسب سمجھے گا عطا فرما دے گا۔ اِس نصیحت کو سامنے رکھنے سے انسان نہ صرف انفرادی زندگی میں پیچ و تاب سے بچ جاتا ہے بلکہ اُسے اجتماعی زندگی میں بھی بڑا امن اور سکون نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دنیا کی فضیلتیں عارضی ہیں۔ اصل نتیجہ ظاہر ہو گا روزِ قیامت۔ وہ نتیجہ نکلے گا انسان کے عمل کے اعتبار سے۔ مردوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور عورتوں کو اُن کے اعمال کا۔ وہاں مرد یا

عورت سے اُن کی جنس کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ جو زیادہ نیکیاں کرے گا وہ ہی اونچا مقام حاصل کر سکے گا۔ ہر حال میں راضی برضائے رب رہنا اور آخرت کی تیاری کے لیے محنت کرتے رہنا ہی اصل دانشمندی ہے۔

آیت ۳۳

قانونِ وراثت حکمت اور عدل کے مطابق ہے

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ	اور ہر ایک کے لیے ہم نے مقرر کر دیے ہیں وارث
مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ	اُس مال میں جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور زیادہ قرابت دار
وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ	اور وہ لوگ جنہیں پابند کر لیا ہے تمہارے عہد و پیمان نے
فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ	تو دو اُنہیں اُن کا حصّہ
ع ۵ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

میراث کا قانون اِس سورۂ مبارکہ کی آیات ۱۱ اور ۱۲ میں بیان ہو چکا ہے۔ اِس آیت میں ایک بار پھر اِس قانون کا ذکر اِس لیے کیا گیا کہ جب میراث میں مردوں کا دوہرا حصہ مقرر ہوا تو بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ ہم مرد ہوتے تو ہمیں بھی دوہرا حصہ ملتا۔ اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ میراث کے قانون میں جو حصے مقرر کئے گئے ہیں وہ عین حکمت اور عدل کے مطابق ہیں۔ انسانی عقل ہر شے کی اُس مصلحت یا نقصان کا احاطہ نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون میں ملحوظ ہیں۔ اِس لیے جو حصہ کسی کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے اُسے اُسی پر راضی رہنا اور شکر گزار ہونا چاہیے۔ وراثت کے احکامات پر خوشدلی سے عمل کرنا چاہیے اور ہر وارث کو اُس کا طے شدہ حق ادا کرنا چاہیے۔ ورثاء کے علاوہ اگر کسی سے کوئی عہد کیا ہے تو اُسے بھی پورا کرنے کا حکم دیا

گیا۔ یہ حکم ابتدا میں دیا گیا تھا۔ بعد میں اِسے منسوخ کر دیا گیا۔ اب اگر دوسرے ورثاء موجود ہوں تو دو شخصوں کے باہمی معاہدہ کا میراث پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

نیک بیوی اپنے شوہر کی تابعدار ہوتی ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ	مرد عورتوں پر نگران ہیں
بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	اِس لیے کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اُن میں سے کچھ کو دوسروں پر
وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ	اور اِس لیے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مال میں سے
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ	پس نیک عورتیں فرمانبردار ہیں (اپنے شوہروں کی)
حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ	حفاظت کرنے والیاں ہیں (ناموس کی) غیر حاضری میں (شوہروں کی) جیسے کہ حفاظت کی ہے اللہ نے
وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ	اور وہ عورتیں تم ڈرتے ہو جن کی نافرمانی سے
فَعِظُوْهُنَّ	سو نصیحت کرو اُنہیں
وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ	اور (نہ مانیں تو) الگ ہو جاؤ اُن سے بستروں میں
وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ	اور (پھر بھی نہ مانیں تو) مارو اُنہیں
فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ	پھر اگر وہ کہنا مانیں تمہارا

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ	تو نہ تلاش کرو اُن پر کوئی راہ (زیادتی کی)
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾	بے شک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔
وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا	اور اگر تم ڈرو مخالفت سے اُن دونوں کے درمیان
فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ	تو مقرّر کرو ایک منصف شوہر کے گھر والوں سے
وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ	اور ایک منصف بیوی کے گھر والوں سے
اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا	اگر وہ دونوں چاہیں گے اصلاح
يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ	موافقت پیدا فرمادے گا اللہ اُن دونوں کے درمیان
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فضیلت دے کر گھر کا سربراہ بنایا گیا ہے کیونکہ اُس کی ذمہ داری ہے خاندان کے تمام اخراجات برداشت کرنا۔ نیک بیویاں اپنے شوہروں کی تابعدار ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے سہارے شوہر کے مال، اولاد، بستر، راز اور آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں کون سی عورت اچھی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب بھی وہ اِس کی طرف دیکھے اور اُس کا کہنا مانے جب بھی وہ کوئی حکم دے (جو خلافِ شرع نہ ہو) اور اپنی جان اور مال سے ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو برا لگے"۔ (نسائی)

البتہ اگر کوئی بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے تو اُسے سمجھاؤ۔ نہ سمجھے تو بستر سے علیحدہ کر دو۔ پھر بھی اصلاح نہ ہو تو ہلکی سی سرزنش کرو یعنی منہ پر نہ مارو، ایسی مار نہ مارو جس سے کوئی زخم آجائے یا کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ جائے۔ اگر اب بھی بات نہ بنے تو شوہر

اور بیوی دونوں کے خاندانوں سے ایک ایک حکم چن لیا جائے۔ یہ دونوں حکم صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر نیت صاف ہو گی تو اللہ تعالیٰ موافقت کی صورت پیدا فرمادے گا۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ	اور بندگی کرو اللہ کی
وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا	اور شریک نہ کرو اُس کے ساتھ کسی کو
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا	اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو
وَّبِذِي الْقُرْبٰى	اور قرابت داروں کے ساتھ
وَالْيَتٰمٰى	اور یتیموں کے ساتھ
وَالْمَسٰكِيْنِ	اور محتاجوں کے ساتھ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى	اور قرابت دار پڑوسی کے ساتھ
وَالْجَارِ الْجُنُبِ	اور اجنبی پڑوسی کے ساتھ
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ	اور پاس بیٹھنے والے کے ساتھ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ	اور مسافروں کے ساتھ
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	اور اُن کے ساتھ جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں اور غلام)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا اُسے جو ہو اترانے والا، بڑائی کرنے والا۔
الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ	یہ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ	اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کا
وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ	اور چھپاتے ہیں اُسے جو دیا ہے اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾	اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب۔

سورۃ البقرۃ آیت ۸۳ کے بعد اب اِن آیات میں دوسری بار اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا جارہا ہے۔ اِن تعلیمات کے مطابق :

i. عبادت یعنی بندگی صرف اللہ تعالیٰ کی کرو۔

ii. والدین، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والوں، مسافروں، کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔

iii. اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو خود کو کچھ سمجھتے ہیں اور اپنی بڑائیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔

iv. کنجوسی مت کرو اور نہ دوسروں کو کنجوسی کا مشورہ دو۔

v. اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو مت چھپاؤ۔ مسندِ احمد میں روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اِس نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو"۔ یعنی اُس کے کھانے پینے، رہن سہن، لباس، گھر وغیرہ سے اللہ کی دی ہوئی اُس نعمت کا اظہار ہوتا رہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

ریاکاری اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان کی نفی ہے

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ	اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے
وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	وہ ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ ہی آخرت کے دن پر
وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا	اور ہو شیطان جس کا ساتھی
فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾	تو وہ برا ساتھی ہے۔
وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور کیا آفت آ جاتی اُن پر اگر وہ ایمان لے آتے اللہ اور آخرت کے دن پر
وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ	اور خرچ کرتے اُس میں سے جو رزق دیا ہے اُنہیں اللہ نے
وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾	اور اللہ اُن سے خوب واقف ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ	بے شک اللہ ظلم نہیں کرتا ایک ذرے کے برابر
وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا	اور اگر ہو کوئی بھلائی تو کئی گنا کر دیتا ہے اُسے
وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾	اور عطا فرماتا ہے اپنے پاس سے شاندار بدلہ۔

یہ آیات ہدایت دے رہی ہیں کہ ہمارے ہر عمل کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہونا چاہیے۔ جو انسان دکھاوے کے لیے نیک کاموں پر مال خرچ کرتا ہے گویا وہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ وہ دنیا والوں ہی سے

عمل کی تحسین کا طلب گار ہے۔ یہ کتنی بڑی بد نصیبی ہے کہ انسان نیکی کرنے کے باوجود نیت کی خرابی کی وجہ سے نہ صرف اجر سے محروم رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم قرار پائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا مظہر ہے کہ اُس نے ہمیں نہ صرف نیکی کے کاموں سے آگاہ فرمایا بلکہ نیکی کو برباد ہونے سے بچانے کے لیے اخلاصِ نیت اور دیگر احتیاطوں کی بھی تعلیم دی۔ پھر جو انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایات کے مطابق نیکی کرتا ہے تو وہ اُسے روزِ قیامت نہ صرف نیکی کا کئی گنا اجر عطا فرمائے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید انعامات سے بھی نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۲

اللہ کے رسول ﷺ کی اپنی امت کے خلاف گواہی

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ	تو کیا حال ہو گا جب ہم لائیں گے ہر امت پر ایک گواہ
وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾	اور (اے نبی ؐ) ہم لائیں گے آپؐ کو ان سب پر گواہ بنا کر۔
يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اُس روز چاہیں گے وہ جنہوں نے کفر کیا
وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ	اور نافرمانی کی رسولؐ کی
لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ	کاش برابر کر دی جائے اُن پر زمین
وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ ع	اور وہ چھپا نہ سکیں گے اللہ سے کوئی بات۔

اِن آیات میں لرزا دینے والا مضمون بیان ہوا ہے۔ روزِ قیامت ہر امت پر اُس کے رسول بطور گواہ لائے جائیں گے اور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے خلاف گواہ کے طور پر لایا جائے گا۔ آپ ﷺ گواہی دیں گے کہ اے اللہ! میں نے اِن تک آپ کا دین پہنچا دیا تھا۔ اب اِن کی ذمہ داری ہے کہ عمل کیا یا نہیں؟ آپ ﷺ کو اپنی امت سے انتہائی محبت تھی لہٰذا ایک بار جب یہ آیت آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کی گئی تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آیت ۴۲ میں ارشاد ہوا کہ جن لوگوں

نے اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کا انکار کیا یا آپ ﷺ کی نافرمانی کی' روزِ قیامت احساسِ ندامت سے وہ چاہیں گے کہ زمین پھٹ جائے، وہ اُس میں دفن ہو جائیں اور پھر زمین اُن کے اوپر برابر کر دی جائے۔ اُن کی یہ تمنا پوری نہ ہو گی اور اُنہیں اپنے کیے کا وبال چکھنا ہو گا۔

آیت ۴۳

شراب کی حرمت کے حوالے سے دوسرا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى	مت قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو
حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ	یہاں تک کہ تم سمجھ رہے اُسے جو کہہ رہے ہو
وَ لَا جُنُبًا	اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے (نماز کے قریب جانا)
اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ	سوائے اِس کے کہ تم راستہ عبور کرنے والے ہو
حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا	یہاں تک کہ تم غسل کر لو
وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى	اور اگر تم ہو بیمار
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	یا ہو سفر پر
اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ	یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت سے
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ	یا تم نے تعلق قائم کیا ہو بیویوں سے
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً	پھر تم نہ پاؤ پانی

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا	تو تیمّم کرلیا کرو پاک مٹی سے
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ	پس مسح کرلیا کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾	بے شک اللہ بہت معاف فرمانے والا، بڑا بخشنے والا ہے۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۹ میں یہ مضمون آیا تھا کہ شراب میں گناہ بھی ہے اور فائدہ بھی۔ گناہ زیادہ ہے اور فائدہ کم۔ اب اِس آیت میں فرمایا کہ جب شراب نوشی کی وجہ سے تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔ نماز اُس وقت پڑھو جبکہ تم پورے ہوش و حواس میں ہو اور جانتے ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ رہے ہو؟ شراب کو ہمیشہ کے لیے حرام کرنے کا حکم سورۂ مائدہ آیات ۹۰ اور ۹۱ میں آیا ہے۔ اِس آیت میں مزید حکم دیا گیا کہ ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا یا مسجد میں جانا منع ہے۔ اگر پانی دستیاب نہ ہو تو وضو اور غسل کے قائم مقام کے طور پر پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ تیمم کے دو ارکان ہیں یعنی چہرے اور ہاتھوں کا پاک مٹی سے مسح کرنا۔

آیات ۴۴ تا ۴۶

یہود کی گھٹیا حرکات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کی طرف جنہیں دیا گیا تھا ایک حصہ کتاب میں سے
يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ	وہ لے رہے ہیں گمراہی
وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾	اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھٹک جاؤ سیدھی راہ سے۔
وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے تمہارے دشمنوں کو

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا	اور کافی ہے اللہ حمایتی
وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾	اور کافی ہے اللہ مددگار۔
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا	اُن میں سے جو یہودی ہوئے
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ	وہ بدلتے ہیں بات کو اُس کے مقام سے
وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا	اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہیں مانا
وَ اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ	اور سنو نہ سنوائے جاؤ
وَّ رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ	اور رَاعِنا موڑتے ہوئے اپنی زبانوں کو
وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ	اور طعنہ دیتے ہوئے دین میں
وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا	اور اگر یہ کہ وہ کہتے ہم نے سنا اور اطاعت کی
وَ اسْمَعْ	اور سنیے
وَ انْظُرْنَا	اور دیکھیے ہماری طرف
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ	یقیناً ہوتا بہتر اُن کے لیے اور زیادہ درست
وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ	اور لیکن لعنت کی اُن پر اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾	پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔

اِن آیات میں یہود کی چند گھٹیا حرکات کا بیان ہے۔ وہ جان بوجھ کر ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کے طلب گار ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کا جرم کرتے رہے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (ہم نے سنا اور مان لیا) کے بجائے سَمِعْنَا

وَعَصَيْنَا (ہم نے سنا اور نہیں مانا)، وَاسْمَعْ (اور سنو) کے ساتھ غَيْرَ مُسْمَعٍ (نہ سنوائے جاؤ) اور اور اُنْظُرْنَا (ہم پر نظرِ عنایت کیجئے) کے بجائے رَاعِيْنَا (ہمارے چرواہے) کہہ کر اپنے باطن کی خباثت کا اظہار کرتے تھے۔ اگر وہ اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں یہ گستاخیاں نہ کرتے تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا۔ لیکن جس قوم پر اُس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار ہو، وہ خبیث حرکتیں کر کے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتے رہیں گے۔

آیت ۴۷

یہود کے لیے تنبیہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اے وہ لوگو! جنہیں دی گئی کتاب
اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا	ایمان لاؤ اُس کلام پر جو ہم نے نازل کیا ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ	جو تصدیق کرنے والا ہے اُس کلام کی جو تمہارے پاس ہے
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا	اِس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے
فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ	پھر پھیر دیں اُنہیں پشتوں کی طرف
اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ	یا لعنت کریں اُن پر جیسے ہم نے لعنت کی سبت والوں پر
وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾	اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔

اِس آیت میں یہود کو خبردار کیا گیا کہ تمہاری خیر اِسی میں ہے کہ قرآنِ مجید پر ایمان لے آؤ۔ اگر تم نے یہ دعوت قبول نہ کی تو ممکن ہے کہ تمہاری صورتیں بگاڑ دیں جائیں اور گردنیں مروڑ کر چہروں کا رُخ پیٹھ کی طرف پھیر دیا جائے۔ یا تم پر بھی اِس طرح لعنت کی جائے جیسے اُن لوگوں پر لعنت کی گئی تھی جنہوں نے سبت کے قانون کی خلاف ورزی کی تھی اور اُنہیں بندر بنا

دیا گیا تھا۔ (سبت والوں کی داستان سورۂ اعراف کی آیات ۱۶۳تا۱۶۶میں بیان کی گئی ہے)۔ چونکہ یہود میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے درگزر فرمایا اور یہود پر وہ عذاب نازل نہ کیا جس سے اُنہیں خبردار کیا گیا تھا۔

آیت ۴۸

شرک ناقابلِ معافی جرم ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ	بے شک اللہ معاف نہیں کرے گا اِسے کہ شرک کیا جائے اُس کے ساتھ
وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ	اور معاف فرمادے گا جو اِس کے علاوہ ہے، جس کے لیے چاہے گا
وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ	اور جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ
فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾	تو یقیناً اُس نے ارتکاب کیا بہت بڑے گناہ کا۔

اِس آیت میں وعید سنائی گئی کہ اللہ تعالیٰ شرک کے جرم کو معاف نہیں فرمائے گا۔ اِس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی بس شرک نہ کرے باقی دوسرے گناہ دل کھول کر کرتا رہے۔ بلکہ دراصل اِس سے یہ بات ذہن نشین کرانی مقصود ہے کہ شرک، جس کو یہودیوں نے بہت معمولی چیز سمجھ رکھا تھا، تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ دیگر گناہوں کی معافی تو ممکن ہے مگر یہ ایسا گناہ ہے کہ معاف نہیں کیا جاسکتا۔ علماءِ یہود شریعت کے چھوٹے چھوٹے احکام میں تو بال کی کھال نکالتے تھے مگر شرک اُن کی نگاہ میں ایسا ہلکا فعل تھا کہ نہ خود اِس سے بچنے کی فکر کرتے تھے، نہ اپنی قوم کو مشرکانہ خیالات و اعمال سے بچانے کی کوشش کرتے تھے اور نہ مشرکین کی دوستی اور حمایت ہی میں اُنہیں کوئی مضائقہ نظر آتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور حقوق کے اعتبار سے یکتا ہے۔ اُس کے ساتھ کسی کو برابر کر دینا بہت بڑا ظلم ہے جس کی معافی بغیر توبہ کے ناممکن ہے۔ ضروری ہے کہ شرک کی حقیقت اور اِس کی اقسام کو سمجھا جائے تاکہ اِس گناہ سے

بچنے کی کوشش کی جاسکے۔ اِس حوالے سے "حقیقت واقسامِ شرک" کے موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیان کی سماعت یا تحریر کا مطالعہ مفید رہے گا۔

آیات ۴۹ تا ۵۰

یہود کا جھوٹا دعویٰ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جو بڑا پاکیزہ کہتے ہیں اپنے آپ کو
بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ	بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے
وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھاگے کے برابر۔
اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ	دیکھو کیسے وہ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ
ع ۸ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع	اور کافی ہے یہ واضح گناہ ہونے کے لیے۔

اِن آیات میں یہود کے ایک دعوے کی نفی ہے۔ جب اُنہیں بری حرکتوں کو چھوڑنے اور ایمان لانے کی دعوت دی جاتی تو وہ تکبر سے کہتے اللہ نے ہمیں خاص اعزاز بخشا ہے۔ ہم تو اُس کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ پیغمبروں کی اولاد ہیں اور بڑے پاکیزہ نفوس کے مالک ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا تکبر کرنا، اپنی مدح سرائی کرنا اور پاکیزگی کا ڈھنڈورا پیٹنا پسند نہیں ہے۔ پاکیزگی صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اُسے دیتا ہے جو اُس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یہود پاکیزگی کے خود ساختہ دعویٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے لہٰذا ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ گھڑنا بہت بڑا جرم ہے، اور صرف یہ جرم ہی اُنہیں بدترین سزا دینے کے لیے کافی ہے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

یہود کی طرف سے مشرکین کی حمایت

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کی طرف جنہیں دیا گیا تھا ایک حصہ کتاب میں سے
يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ	وہ ایمان لا رہے ہیں بتوں اور سرکشوں پر
وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہتے ہیں اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا
هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾	یہ لوگ زیادہ ہدایت پر ہیں اُن سے جو ایمان لائے راستے کے اعتبار سے۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	یہی وہ لوگ ہیں لعنت کی جن پر اللہ نے
وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ	اور جس پر لعنت کرے اللہ
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾	تو تم ہرگز نہیں پاؤ گے اُس کے لیے کوئی مددگار۔

یہ آیات یہود کے ایک بہت بڑے جرم کی مذمت کر رہی ہیں۔ مشرکینِ مکہ نے جب بھی مدینہ پر چڑھائی کی تو یہود نے ہمیشہ اُن کا ساتھ دیا۔ ایسے ہی کسی موقع پر اُن سے پوچھا گیا کہ مسلمان بہتر ہیں یا مکہ والے؟ اُنہوں نے مسلمانوں کی دشمنی میں مشرکینِ مکہ کو بہتر قرار دیا اور اُن کی بت پرستی کی تائید کی۔ پورے عرب میں یہود کی ایک علمی ساکھ تھی۔ اُن کی طرف سے شرک اور مشرکین کی تائید عرب کے اکثر لوگوں کو گمراہ کرنے کے مترادف تھی۔ یہود نے یہ جرم جان بوجھ کر کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ شرک اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابلِ معافی گناہ ہے اور مسلمان توحید پر ایمان رکھنے کی وجہ سے مشرکین سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔

جب کوئی قوم علمی خیانت اور بد دیانتی میں اِس قدر نچلی سطح پر اتر آئے تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برسنا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے بد نصیبوں کو ذلت ورسوائی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

آیات ۵۳ تا ۵۵

یہود کی مسلمانوں سے دشمنی

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ	کیا اُن کے لیے کوئی حصہ ہے اختیار میں
فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾	تو اُس وقت وہ نہ دیتے لوگوں کو ایک تِل کے برابر۔
اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ	کیا وہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے
عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ	اُس پر جو دیا ہے اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	سو ہم نے تو دی آلِ ابراہیمؑ ہی کو کتاب اور حکمت
وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾	اور ہم نے دی اُنہیں بہت بڑی بادشاہت۔
فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ	پھر اُن میں سے کوئی ایمان لایا آپؐ پر
وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ	اور اُن میں سے کسی نے رُخ پھیر لیا آپؐ سے
وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾	اور کافی ہے جہنم بطور بھڑکتی ہوئی آگ کے۔

اِن آیات میں یہود کے مسلمانوں سے حسد کا بیان ہے۔ اُن کو اِس بات کی جلن تھی کہ نبوت یہود کے بجائے بنی اسمٰعیل میں سے حضرت محمد ﷺ کو کیوں عطا کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو یاد دہانی کرائی کہ جس طرح تم حضرت ابراہیمؑ کی آل میں سے ہو' اِسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی اُن ہی کی آل میں سے ہیں۔ تم حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے ہو

تو حضرت محمد ﷺ، حضرت ابراہیمؑ کے بڑے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی ذریت میں سے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آلِ ابراہیمؑ میں سے پہلے تم پر نعمتیں نازل فرمائیں اور اب بھی آلِ ابراہیمؑ ہی میں سے حضرت محمد ﷺ اور اُن کے پیروکاروں پر عنایات ہو رہی ہیں۔ البتہ آلِ ابراہیم میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں گے، وہ اُنہیں اپنے فضل سے نوازے گا اور جو تمہاری طرح ناشکری و نافرمانی کریں گے وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۵۶ تا ۵۷

جہنم میں جلی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا	بے شک جنہوں نے کفر کیا ہماری آیات کا
سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا	ہم عنقریب ڈال دیں گے اُنہیں آگ میں
كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ	جب بھی جل جائیں گی اُن کی کھالیں
بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا	ہم بدل کر دیں گے اُنہیں اور کھالیں اُن کے سوا
لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ	تاکہ وہ چکھتے رہیں عذاب
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۵۶﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	ہم عنقریب داخل کریں گے اُنہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	اور اُن کے لیے اُن باغات میں ہیں پاکیزہ جوڑے
وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝۵۷	اور ہم داخل کریں گے اُنہیں گھنی چھاؤں میں۔

یہ آیت جہنم کے عذاب کے لرزا دینے والے بیان پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے جہنم میں اِس طرح جلیں گے کہ اُن کی جل کر سڑی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا تاکہ وہ مسلسل آگ کی سوزش کا عذاب چکھتے رہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَامِنَ النَّار (اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔) آمین! دوسری طرف اہلِ جنت ہمیشہ ہمیش باغات اور نہروں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں گھنے سائے عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۵۹

اسلام کے سیاسی اصول

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ	بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں
اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا	کہ سپرد کرو امانتیں اُن کے حق داروں کو
وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ	اور جب بھی فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان
اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ	تو فیصلہ کرو عدل کے ساتھ
اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ	بے شک اللہ کیا ہی عمدہ نصیحت کرتا ہے تمہیں اِس کے بارے میں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اَطِيْعُوا اللّٰهَ	اطاعت کرو اللہ کی
وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو رسولؐ کی
وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ	اور اُن کی جو صاحبِ اختیار ہیں تم میں سے
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ	پس اگر تم جھگڑ پڑو کسی معاملے میں
فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ	تو لوٹا دو اُسے اللہ اور رسولؐ کی طرف
اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور آخرت کے دن پر
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ع	یہی بہتر ہے اور عمدہ ہے انجام کے لحاظ سے۔

ع ۹ ۵

اِن آیات میں اسلام کے سیاسی نظام کے چھ اصول بیان کیے گئے ہیں:

i. ریاست میں تمام مناصب ایک اجتماعی امانت ہیں اور وہ اہل افراد کے حوالے کیے جائیں۔ عوام خلافت کے منصب کے لیے اہل فرد کے حق میں رائے دیں اور خلیفہ ماتحت مناصب پر اہل افراد کا تقرر کرے۔

ii. کسی بھی منصب پر فائز فرد' فیصلے عدل کے ساتھ کرے۔

iii. ریاست اِس بات کی پابند ہو گی کہ ہر سطح پر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ اِسی طرح ریاست کا نظم ہو گا کہ اولوالامر یعنی صاحبانِ اختیار کی بھی اطاعت کی جائے۔ البتہ صاحبانِ اختیار کی اطاعت میں ایک استثناء ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

iv. آیت ۵۸ میں اَطِیْعُوْا (اطاعت کرو) کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئے ہیں اور رسول ﷺ کے ساتھ آئے ہیں لیکن اولوالامر کے ساتھ نہیں آئے۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ مطلق اور غیر مشروط اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی ہے۔ اولوالامر کی اطاعت صرف اِس صورت میں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع ہو۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (ابو داؤد)

"اطاعت نہیں کی جائے گی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں"۔

v. اولوالامر سے اختلاف کی صورت میں قرآن وسنت سے رہنمائی کے حصول کا حکم دیا گیا ہے۔

vi. اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ اولوالامر کا مسلمانوں میں سے ہونا لازم ہے۔

آخر میں ارشاد ہوا کہ مذکورہ بالا اصولوں کی پیروی کرنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ اور اِن اصولوں سے انحراف، یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ دوسرے یہ کہ اِن اصولوں پر اپنے نظام زندگی کو تعمیر کرنے ہی میں مسلمانوں کی بہتری ہے۔ صرف یہی ایک چیز اُن کو دنیا میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ سکتی ہے اور اِسی سے اُن کی عاقبت بھی درست ہو سکتی ہے۔

آیات ۶۰ تا ۶۱

اطاعتِ رسولؐ سے گریز منافقت کا مظہر ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جو دعویٰ کرتے ہیں
اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اے نبیؐ! آپؐ کی طرف

وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ	اور اُس پر بھی جو نازل کیا گیا آپؐ سے پہلے
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ	وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے کے لیے جائیں طاغوت کی طرف
وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ	حالانکہ اُنہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ انکار کریں طاغوت کا
وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ	اور چاہتا ہے شیطان
اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾	کہ بھٹکا کر ڈال دے اُنہیں بہت دور کی گمراہی میں۔
وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے کہ آؤ اُس کلام کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَ اِلَى الرَّسُوْلِ	اور آؤ رسولؐ کی طرف
رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ	اے نبیؐ! آپؐ دیکھیں گے منافقوں کو
يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾	وہ کتراتے ہیں آپؐ سے رخ پھیرتے ہوئے۔

اِن آیات میں منافقین کی اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز کی مجرمانہ روش بیان کی گئی ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلامی ریاست قائم نہ ہوئی تھی لہٰذا مدینہ کے شہری نبی اکرم ﷺ سے اپنے تنازعات کے فیصلے کرانے کے پابند نہیں تھے۔ منافقین اپنے تنازعات کے فیصلے آپ ﷺ سے کرانے کے بجائے یہود کے علماء سے کراتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ علماءِ یہود کی عدالتوں سے دے دلا کر من پسند فیصلے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ قرآنِ حکیم کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف تو وہ آپ ﷺ کی طرف آنے سے صاف انکار کر دیتے ہیں۔ گویا آپ ﷺ سے بغض منافقت کی علامت ہے۔ موجودہ دور میں انکارِ سنت کے فتنہ کی گمراہی بھی یہی ہے کہ وہ قرآن سے اپنی عقل کی روشنی میں استفادہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں لیکن سنتِ رسول ﷺ کو حجت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔

آیات ۶۲ تا ۶۳

منافقانہ روش سے آنے والی مصیبت پر منافقین کا طرزِ عمل

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ	تو کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے اُنہیں کوئی مصیبت
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ	اُن برائیوں کی وجہ سے جو آگے بھیجیں ہیں اُن کے ہاتھوں نے
ثُمَّ جَآءُوْكَ	پھر اے نبیؐ! وہ آتے ہیں آپؐ کے پاس
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ	قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی
اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾	ہم نے نہیں چاہی تھی مگر بھلائی اور موافقت۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ	یہ وہ لوگ ہیں کہ جانتا ہے اللہ اُسے جو اُن کے دلوں میں ہے
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ	پس اعراض کیجئے اُن سے
وَعِظْهُمْ	اور نصیحت کیجئے اُنہیں
وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾	اور کہیے اُن سے اُن کے دلوں میں اترنے والی بات۔

اِن آیات کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ یہودی حق پر تھا لہٰذا اُس نے منافق سے کہا کہ چلو اِس کا فیصلہ تمہارے رسول ﷺ سے کرا لیتے ہیں۔ یہودی جانتے تھے آپ ﷺ حق ہی کا ساتھ دیتے ہیں۔ منافق چاہتا تھا کہ فیصلہ ایک یہودی سردار کعب بن اشرف سے کروائیں۔ منافق کو توقع تھی کہ وہاں مکر و فریب اور رشوت سے فیصلہ میرے حق میں ہو سکتا ہے۔ یہودی اپنے سردار کے کردار سے واقف تھا۔ اُس نے اصرار کیا کہ فیصلہ تمہارے

رسول ﷺ سے ہی کراؤں گا۔ آپ ﷺ نے فریقین کی بات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق اِس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ کہنے لگا کہ چلو حضرت عمرؓ سے فیصلہ لیتے ہیں۔ منافق کا خیال تھا کہ حضرت عمرؓ میں اسلامی حمیت بہت ہے لہٰذا وہ میرے حق میں فیصلہ دیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ سنا دیا ہے اور منافق اُسے قبول نہیں کر رہا تو آپؓ نے تلوار سے منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص نبی ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے اُس کے لیے میرے پاس یہی فیصلہ ہے۔ منافق مقتول کے وارث نبی ﷺ کے پاس آئے اور قسمیں کھا کر کہنے لگے ہمارا ارادہ حضرت عمرؓ سے فیصلہ لینا ہرگز نہ تھا بلکہ ہم چاہتے تھے کہ وہ فریقین کے درمیان صلح اور ملاپ کرا دیں۔ اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ اِن لوگوں کے دلوں کے نفاق سے خوب واقف ہے۔ آپ ﷺ اُن کے عذر کو قبول نہ فرمائیں اور حضرت عمرؓ کے خلاف دعوے کو رد فرما دیں۔ اِن منافقین کو خیر خواہانہ نصیحت فرما دیں جو اُن کے دلوں پر اثر انداز ہو۔ آخرت کا خوف دلا کر اُن کو مخلصانہ اسلام کی طرف دعوت دیں یا دنیوی سزا سے ڈرائیں کہ اگر تم نفاق سے باز نہ آئے تو کسی وقت تمہارا انجام بھی وہی ہو گا جو بشر منافق کا ہوا ہے۔

آیت ۶۴

اطاعت، رسولؑ پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ	اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول
اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ	مگر اِس لیے کہ اُس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اور اگر بے شک اُنہوں نے جب ظلم کیا تھا اپنی جانوں پر
جَآءُوْكَ	وہ آتے آپؐ کے پاس
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ	پھر بخشش مانگتے اللہ سے

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ	اور بخشش مانگتے اُن کے لیے رسولؐ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾	یقیناً وہ پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

یہ آیت اطاعتِ رسول ﷺ کے موضوع پر فیصلہ کن اسلوب رکھتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہر رسولؑ کو بھیجا ہی اِس لیے گیا تا کہ اُس کی اطاعت کی جائے۔ کوئی رسولؑ اِس لیے نہیں آئے کہ بس اُن کی رسالت پر زبانی ایمان لے آیا جائے اور پھر اطاعت جس کی چاہے کی جائے۔ رسولؑ کے آنے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ زندگی کا جو قانون وہ لے کر آئے ہیں، تمام قوانین کو چھوڑ کر صرف اُسی کی پیروی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام وہ دیتے ہیں، تمام احکام کو چھوڑ کر صرف اُنہی پر عمل کیا جائے۔ اگر کسی نے یہی نہ کیا تو پھر اُس کا محض رسول کو رسول مان لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر منافقین سے غلطی ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے، آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ ﷺ بھی اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائے استغفار کرتے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بخشنے اور رحم کرنے والا پاتے۔

آیات ۶۵ تا ۶۸

رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو نہ ماننے والا مومن نہیں ہے

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	پس نہیں! قسم ہے اے نبیؐ! آپؐ کے رب کی وہ ایمان نہیں رکھتے
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	یہاں تک کہ وہ منصف بنائیں آپؐ کو اُس میں جو جھگڑا ہو اُن کے درمیان
ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ	پھر نہ پائیں اپنے جیوں میں کوئی تنگی اُس سے جو آپؐ فیصلہ کریں

وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۶۵﴾	اوراِس طرح تسلیم کریں جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے۔
وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ	اوراگر ہم فرض کر دیتے اُن پر کہ قتل کرو اپنے آپ کو
اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِیَارِكُمْ	یا نکل جاؤ اپنے گھروں سے
مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْهُمْ	وہ نہیں کرتے ایسا مگر تھوڑے سے لوگ اُن میں سے
وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِهٖ	اوراگر بے شک وہ کرتے ایسا، اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے جس کی
لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ	یقیناً یہ بہتر ہوتا اُن کے لیے
وَ اَشَدَّ تَثْبِیْتًا ﴿۶۶﴾	اورزیادہ ثابت قدم رکھنے والا ہوتا۔
وَّ اِذًا لَّاٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۶۷﴾	اوراُس وقت یقیناً ہم دیتے اُنہیں اپنے پاس سے شاندار بدلہ۔
وَّ لَهَدَیْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۶۸﴾	اور یقیناً ہم ہدایت دیتے اُنہیں سیدھے راستے کی۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے نزاعی معاملہ میں آپ ﷺ سے فیصلہ نہ کرائے اور آپ ﷺ کے کیے ہوئے فیصلہ پر دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔ اِس آیت کا حکم صرف آپ ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہے۔ جو کچھ آپ ﷺ لائے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کے تحت آپ ﷺ نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہے۔ اِس سند کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہے۔ اِسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کی خواہشِ نفس میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔ اِن آیات پر عمل کی

اب یہ صورت ہے کہ باقاعدہ شرعی عدالتیں قائم ہوں اور ہم اپنے تمام تنازعات کا فیصلہ شریعت کی روشنی میں کرائیں۔ ایسا کرنے ہی میں ہماری بہتری ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس سے ہمارے ایمان کو اور تقویت عطا فرمائے گا اور ہمیں سیدھی راہ پر چلاتا رہے گا۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ	اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور رسولؐ کی
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	تو وہ اُن کے ساتھ ہوں گے، انعام فرمایا اللہ نے جن پر
مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ	یعنی انبیاءؑ اور صدیقین اور شہداء اور صالحین
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾	اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔
ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ	یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ ع ۱۱ ۹ ۶	اور کافی ہے اللہ خوب جاننے والا۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمانبرداروں کو جنت میں انعام یافتہ بندوں کا ساتھ عطا کرنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے چار ہیں۔ صالحین، شہداءَ، صدیقین اور انبیاء۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والے نیک بندوں کا ابتدائی درجہ صالحین کا ہوتا ہے۔ اِن میں ایسے لوگ جن کے مزاج میں جوش اور حرکت ہو وہ دینِ حق کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے سرگرمی سے محنت کرتے کرتے شہداء کا درجہ پالیتے ہیں۔ اِسی طرح وہ لوگ جن کا مزاج غور و فکر کرنے والا ہوتا ہے' وہ اپنے من میں ڈوب کر زندگی کا سراغ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور زندگی اور کائنات کے حقائق پر غور کر کے معرفتِ حق کے حصول کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ ایسے لوگ صدیقین کا مقام و مرتبہ پاتے ہیں۔ انبیاءؑ کا درجہ سب سے بلند

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی صدیقین میں سے کسی کو نبی کا مرتبہ عطا فرمایا اور کبھی شہداء میں سے۔ اِن انعام یافتہ بندوں کی رفاقت انتہائی عمدہ ہو گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعام کے طور پر حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی توفیق اور پھر اپنے محبوب بندوں کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۳

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ سے فرار منافقانہ طرزِ عمل ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
خُذُوْا حِذْرَكُمْ	لے لو اپنے ہتھیار
فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾	پھر نکلو دستوں کی صورت میں یا نکلو سب اکٹھے ہو کر
وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ	اور بے شک تم میں سے یقیناً وہ بھی ہے جو ضرور دیر لگائے گا
فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ	پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت
قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ	کہتا ہے واقعی انعام کیا اللہ نے مجھ پر
اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾	جبکہ میں نہیں تھا اُن کے ساتھ موجود۔
وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ	اور یقیناً اگر پہنچا تمہیں کوئی فضل اللہ کی طرف سے
لَيَقُوْلَنَّ	تو وہ ضرور کہے گا
كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ	گویا ہے ہی نہیں تمہارے اور اُس کے درمیان کوئی محبت

يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ	اے کاش! میں ہوتا اُن کے ساتھ
فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾	تو میں بھی پالیتا عظیم کامیابی۔

غزوۂ احد میں مسلمانوں کی شکست سے کفار کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ کئی قبیلے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو جیسے ہی ایسے کسی منصوبے کی اطلاع ملتی آپ صحابہ کرامؓ کو اِس منصوبہ کو ناکام کرنے اور منصوبہ بنانے والوں کے خلاف اقدام کے لیے نکلنے کا حکم دیتے۔ اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا حکم ہو تو فوراً لبیک کہو۔ یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے میں تاخیر کی جائے۔ اگلے دستے کو شکست ہو تو اپنے محفوظ رہنے کی خوشی منائی جائے اور اگر اُسے فتح ہو تو مالِ غنیمت سے محرومی کا افسوس کیا جائے۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ	پس چاہیے کہ جنگ کریں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ چکے ہیں دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے میں
وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جو کوئی جنگ کرتا ہے اللہ کی راہ میں
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ	پس اگر وہ مارا جائے یا غالب آجائے
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾	تو عنقریب ہم دیں گے اُسے شاندار بدلہ۔
وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور کیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں
وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ	اور بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے جو

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ	فریاد کر رہے ہیں
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ	اے ہمارے رب! نکال ہمیں اِس بستی سے
الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ	ظالم ہیں اِس کے رہنے والے
وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا	اور بنادے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حامی
وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝۷۵	اور بنادے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ	جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ	اور جنہوں نے کفر کیا وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں
فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ	تو اے مسلمانو! جنگ کرو اِن شیطان کے ساتھیوں سے
اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝۷۶ ع	بے شک شیطان کی چال کمزور ہے۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر کے طلب گار ہو تو جان لو کہ اُس کی رضا اُس کی راہ میں نکل کر ہی حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی راہ میں جنگ کرنے والا خواہ شہید ہو جائے یا فتح حاصل کر کے لوٹے، ہر صورت میں وہ اُسے شاندار اجر سے نوازے گا۔ پھر اگر کچھ بے بس ولاچار مسلمان مرد، خواتین اور بچے کافروں کے ظلم وستم کا شکار ہوں تو ایسے میں اُن کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اُس کی راہ میں جنگ کا مقصد ہے ظلم و استحصال کا خاتمہ اور زمین پر اُس کے دین کا قیام۔ جو واقعی مومن ہے، وہ اِس کام سے کبھی باز نہ رہے گا۔ اِس کے برعکس زمین پر اللہ تعالیٰ کے باغیوں کا راج قائم کرنے کے لیے جنگ کرنے والے کافر اور شیطان کے ساتھی ہیں۔ بظاہر شیطان اور اُس کے

ساتھی بڑی تیاریوں سے اٹھتے ہیں اور بڑی زبردست چالیں چلتے ہیں، لیکن اہلِ ایمان کو اُن کی تیاریوں اور چالوں سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ آخر کار اُن کا انجام ناکامی، ذلت اور رسوائی ہے۔

آیت ۷۷

صبر محض یعنی ظلم کے جواب میں درگذر کرنے کا حکم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جن سے کہا گیا تھا کہ بندھے رکھو اپنے ہاتھ
وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ	پھر جب فرض کر دیا گیا اُن پر جنگ کرنا
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ	اُس وقت کچھ لوگ اُن میں سے ڈرنے لگے لوگوں سے
كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ	جیسے ڈرنا ہو اللہ سے یا اِس سے بھی زیادہ ڈرنا
وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ	اور اُنہوں نے کہا اے ہمارے رب! کیوں تو نے فرض کر دیا ہم پر جنگ کرنا
لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ	کیوں نہ مُہلت دی ہمیں ایک قریبی مدت تک
قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے دنیا کا سامان تو بہت تھوڑا ہے
وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ	اور آخرت بہتر ہے اُس کے لئے جو اللہ کی نافرمانی سے بچے
وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۷۷	اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا

مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کو وحیٔ خفی کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ مسلمان کفار کے طنز و تشدد کے جواب میں کسی ردِّ عمل کا مظاہرہ نہ کریں۔ مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کفار کے ظلم کی شکایت کرتے اور اُن سے ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت طلب کرتے۔ آپ ﷺ اُنہیں صبر اور درگزر کرنے کا حکم دیتے۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین فرماتے کیونکہ جب تک آدمی اطاعتِ خداوندی میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے اور تکالیفِ جسمانی برداشت کرنے کا خوگر نہ ہو اور اپنا مال خرچ کرنے کا عادی نہ ہو تو اُس کے لیے جنگ کرنا اور اپنی جان دینا بہت دشوار ہوتا ہے۔ پھر اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے برائی کا جواب اچھائی سے دینے کا اعلیٰ اخلاقی طرزِ عمل دشمنوں پر اچھے اثرات ڈالتا ہے اور وہ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ مدنی دور میں جب تربیت یافتہ ساتھیوں کی مناسب قوت فراہم ہو گئی تو مسلمانوں کو کفار کے خلاف قتال کا حکم دے دیا گیا۔ ایسے میں منافقین کی بزدلی اور دنیا کی زندگی سے محبت ظاہر ہو گئی اور وہ قتال کے حکم کو مؤخر کرنے کی التجا کرنے لگے۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ دنیا کی زندگی بہر حال مختصر ہے۔ موت تو بستر پر بھی آنی ہے۔ بہتر ہے آخرت کے عمدہ انجام کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ کر شہادت کے حصول کی کوشش کی جائے۔

یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ ایک ایسا حکم جس پر عمل کی تلقین مکی دور میں کی گئی تھی، قرآنِ مجید میں اُس کا ذکر مدنی دور میں نازل ہونے والی اِس آیت میں کیا گیا ہے۔ اِس سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ پر قرآنِ حکیم کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی۔ گویا منکرینِ حدیث کی یہ بات غلط ہے کہ وحی تمام تر قرآن میں محصور ہے اور وحیٔ خفی کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اُسی طرح واجب الاتباع ہیں جیسے قرآنِ مجید کے احکامات۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

موت کا وقت طے شدہ ہے

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ	جہاں کہیں تم ہو گے آ پکڑے گی تمہیں موت
وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ	اور اگرچہ تم ہو محفوظ قلعوں میں

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ	اور اگر پہنچے اُنہیں کوئی بھلائی
يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے
وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ	اور اگر پہنچتی ہے اُنہیں کوئی برائی
يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ	وہ کہتے ہیں یہ آپؐ کی وجہ سے ہے
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے یہ سب اللہ کی طرف سے ہے
فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ	تو کیا ہے اِن لوگوں کو
لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾	قریب نہیں لگتا کہ وہ سمجھیں بات۔
مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ	جو پہنچے تمہیں بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہے
وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ	اور جو پہنچے تمہیں برائی تو وہ تمہاری اپنی وجہ سے ہے
وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا	اور اے نبیؐ! ہم نے بھیجا ہے آپؐ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾	اور کافی ہے اللہ گواہ۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ انسان اپنی حفاظت کے لیے کتنے ہی اسباب فراہم کر لے، موت اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔ منافقین موت سے ڈرتے ہیں اور قتال فی سبیل اللہ کی پکار پر لبیک نہیں کہتے۔ اِس بزدلی کی وجہ سے جب اُنہیں ذلت و رسوائی کا سامنا ہوتا ہے تو غصہ کا اظہار نبی اکرم ﷺ پر کرتے ہیں۔ ہر آفت کو معاذ اللہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور آفات تمہارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ تمام انسانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور عظمتوں کی حامل وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ کسی کی گستاخیاں اُن کی عظمت کو متاثر نہیں کر سکتیں۔

آیات ۸۰ تا ۸۱

رسول ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ	جس نے اطاعت کی رسولؐ کی
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ	تو یقیناً اُسی نے اطاعت کی اللہ کی
وَمَنْ تَوَلّٰى	اور جس نے رخ پھیر لیا
فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ ﴿۸۰﴾	تو اے نبیؐ ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو اُن پر نگران بنا کر۔
وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ	اور وہ کہتے ہیں اطاعت کریں گے
فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ	پھر اے نبیؐ! جب وہ نکلتے ہیں آپؐ کے پاس سے
بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ	رات کے وقت مشورہ کرتا ہے ایک گروہ اُن میں سے
غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ	برخلاف اُس کے جو آپؐ کہتے ہیں
وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ	اور اللہ لکھ رہا ہے اُسے جو وہ رات کو مشورہ کرتے ہیں
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ	پس آپؐ اِن سے اعراض کیجیے اور بھروسہ کیجیے اللہ پر
وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾	اور کافی ہے اللہ کارساز ہونا۔

اِن آیات میں یہ اہم حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات انسانوں تک آپ ﷺ کے ذریعہ ہی پہنچے ہیں۔ اِن احکامات کی حکمت اور منشا کو آپ ﷺ ہی سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر اِن احکامات کی اطاعت کا عملی نمونہ بھی آپ ﷺ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جو آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا

وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بھی اطاعت نہیں کرتا۔ منافقین آپ ﷺ کے سامنے تو اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے تھے لیکن بعد میں طرزِ عمل برعکس اختیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تمام باتوں اور حرکات کو محفوظ کر رکھا ہے۔ عنقریب وہ اپنی اِس روش کا برابدلہ پاکر رہیں گے۔

آیت ۸۲

منافقت کا علاج تدبر قرآن میں ہے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ	تو کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں؟
وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ	اور اگر یہ ہوتا اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے
لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ﴿۸۲﴾	یقیناً وہ پاتے اِس میں بہت سے اختلافات۔

اِس آیت میں منافقین کو ملامت کی گئی ہے کہ وہ قرآنِ حکیم پر غور و فکر نہیں کرتے۔ قرآن کے مضامین پر غور انسان کے باطن کو منافقت سے پاک اور ایمان سے منور کرتا چلا جاتا ہے۔ منافقین ذرا اِس نکتہ پر غور کریں کہ اگر قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی انسان کا کلام ہوتا تو ضرور اِس کے مضامین میں تضاد ہوتا۔ کوئی انسان اِس بات پر قادر نہیں کہ سال ہا سال تک وہ مختلف حالات میں، مختلف مواقع پر، مختلف مضامین پر تقریریں کرے اور اُس کی ساری تقریریں ایسا مربوط مجموعہ بن جائیں جس کا کوئی جز دوسرے جز سے متصادم نہ ہو۔ جس میں رائے کی تبدیلی کا کوئی نشان تک نہ ملے۔ جس میں متکلم کے نفس کی مختلف کیفیات اپنے مختلف رنگ نہ دکھائیں۔ جس پر کبھی نظر ثانی کی ضرورت نہ پیش آئے۔ انسان کی سوچ میں تبدیلی اور ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔ اِس ارتقاء اور سوچ کی تبدیلی کی وجہ سے اُس کے بیانات میں وقت کے ساتھ ساتھ تضاد سامنے آتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہمیشہ سے علمِ کامل ہے جس میں کسی ارتقاء کا تصور رکھنا کفر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا کلام جو نازل تو تقریباً ۲۳ برس میں ہوا ہے

لیکن ہر قسم کے تضاد سے پاک ہے۔ یہ حقیقت شہادت دے رہی ہے کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بغیر تحقیق کے خبر آگے نہ بڑھاؤ

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ	اور جب آتا ہے اُن کے پاس کوئی معاملہ امن یا خوف کا
اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ	مشہور کر دیتے ہیں اُسے
وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ	اور اگر وہ لوٹا دیتے اُسے رسولؐ کی طرف
وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ	اور اپنے اصحابِ اختیار تک
لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ	تو یقیناً جان لیتے اُسے وہ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا اُن میں سے
وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾	یقیناً تم پیچھے لگ جاتے شیطان کے سوائے چند کے۔
فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ	تو اے نبیؐ! جنگ کیجئے اللہ کی راہ میں
لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ	آپؐ ذمہ دار نہیں بنائے گئے مگر صرف اپنی جان کے
وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ	اور ترغیب دیجئے مومنوں کو
عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	قریب ہے کہ اللہ روک دے جنگ اُن سے جنہوں نے

	کفر کیا ہے
وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا	اور اللہ بہت سخت ہے پکڑ کرنے میں
وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾	اور وہ بہت سخت ہے سزا دینے میں۔

اِن آیات میں منافقین کا افواہیں پھیلانے کا جرم بیان کیا گیا ہے۔ اُنہیں جو خبر ملتی ہے اُسے بلا تحقیق آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ مناسب ہوتا کہ ملنے والی خبر نبی اکرم ﷺ اور صاحبانِ اختیار تک پہنچائی جاتی تاکہ وہ تحقیق کر کے اُس کی تصدیق یا تردید کرتے۔ خبردار کیا گیا کہ تحقیق کیے بغیر کسی خبر کو آگے بیان کر دینا شیطان کی پیروی ہے اور اِس سے طرح طرح کے فتنے رونما ہوسکتے ہیں۔ جذباتی اسلوب اختیار کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ کوئی آپ ﷺ کا ساتھ دے یا نہ دے آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کیجئے۔ یہ دراصل منافقین کی بزدلی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذمت کا ایک اسلوب ہے۔ اہلِ ایمان کے جوشِ جہاد و قتال میں اِس اسلوب سے اور اضافہ ہوا۔ مزید یہ کہ اگر آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کو تیار رہیں گے اور مسلمانوں کو بھی ترغیب دیتے رہیں گے تو مسلمان یقیناً آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ جس کا اثر یہ ہو گا کہ دشمن آپ ﷺ کی عسکری تیاری اور جذبہ دیکھ کر خود ہی لڑائی کے ارادہ سے باز رہے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا اور اُس نے حملہ کی ٹھان لی تو اللہ تعالیٰ اُس سے نمٹنے پر قادر ہے اور اُسے عبرتناک سزا دے سکتا ہے۔

آیات ۸۵ تا ۸۷

اچھی دعوت صدقۂ جاریہ اور بری دعوت گناہِ جاریہ ہے

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً	جو کرے گا سفارش، اچھی سفارش
يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا	ہو گا اُس کا حصہ اُس میں سے
وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً	اور جو کرے گا سفارش، بری سفارش

يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا	ہو گا اُس کے لیے بوجھ اُس میں سے
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾	اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔
وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ	اور جب تمہیں دعا دی جائے سلامتی کی
فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ	تو تم دعا دو بہتر اُس سے
اَوْ رُدُّوْهَا	یا لوٹا دو اُسی کو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾	بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ	اللہ! نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ	وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں
وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع ۱۱ ۸	اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے بات کہنے میں۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ جو نیکی کی طرف بلائے گا اُسے نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا اور جو برائی کی طرف دعوت دے گا اُسے برائی کرنے واے کے برابر سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! مزید ارشاد ہوا کہ جب بھی تمہیں کسی کی طرف سے سلام کی صورت میں سلامتی کی دعا کا تحفہ ملے تو تم جواب میں زیادہ بہتر دعا دو یا کم از کم تحفہ پیش کرنے والے کو ویسی ہی دعا تو ضرور دو۔ اگر سلام کرنے والے نے "السلام علیکم" کہا ہے تو جواب میں "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" کہا جائے۔ اور اگر سلام کے الفاظ ہوں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" تو جواب میں کہا جائے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا یہاں تک کہ دعا اور جوابِ دعا کے کلمات کا بھی حساب رکھ رہا ہے۔ روزِ قیامت اِس حساب کا نتیجہ ظاہر فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس روز ہمیں سرخرو فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۸۹

منافقین کا ہجرت سے گریز

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ	تو کیا ہے تمہیں کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے
وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا	حالانکہ اللہ نے الٹا پھیر دیا ہے اُنہیں (کفر کی طرف) اُس وجہ سے جو اُنہوں نے کمایا
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ	کیا تم چاہتے ہو کہ ہدایت دو اُسے جسے گمراہ کر دیا اللہ نے
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ	اور جسے گمراہ کر دیا اللہ نے
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۸۸	تو تم ہر گز نہیں پاؤ گے اُس کے لیے کوئی راستہ۔
وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا	وہ چاہتے ہیں کاش کہ تم کفر کرو جیسے اُنہوں نے کفر کیا
فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً	پھر تم ہو جاؤ برابر
فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ	تو نہ بناؤ اُن میں سے کسی طرح کے دوست
حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رُخ پھیر لیں
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ	تو پکڑو اُنہیں اور قتل کرو اُنہیں جہاں تم پاؤ اُنہیں

وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾	اور نہ بناؤ اُن میں سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔

نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد مختلف قبائل میں موجود مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آجائیں تاکہ اُن کے لیے دین پر عمل کرنا آسان ہو اور مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو۔ اپنا گھر، جائداد، کاروبار اور رشتہ دار چھوڑ کر نقلِ مکانی کرنا بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ منافقین ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ جو مسلمان بغیر کسی حقیقی عذر کے ہجرت کے لیے تیار نہ ہوں وہ منافق ہیں۔ اُن کے لیے کوئی نرم گوشہ نہ رکھو۔ نہ اُن سے دوستی کرو اور نہ ہی اُن کا کوئی لحاظ رکھو۔ کافروں کی طرح اُن کے خلاف بھی جنگ کرو اور جہاں پاؤ وہیں اُنہیں قتل کرو۔

آیات ۹۰ تا ۹۱

ہجرت نہ کرنے والے منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ	سوائے اُن منافقین کے جو تعلق رکھتے ہیں ایسی قوم سے کہ تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے
اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ	یا وہ آئیں تمہارے پاس کہ تنگ ہوں اُن کے سینے
اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ	کہ وہ لڑیں تم سے یا لڑیں اپنی قوم سے
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ	اور اگر چاہتا اللہ تو یقیناً غلبہ دے دیتا اُنہیں تم پر
فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ	تو وہ ضرور لڑتے تم سے
فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ	پس اگر وہ تم سے الگ رہیں
فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ	پھر نہ لڑیں تم سے

وَ اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ	اور پیش کریں تمہیں صلح کا پیغام
فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾	تو پھر نہیں دی اللہ نے تمہیں اُن کے خلاف کوئی راہ (اقدام کرنے کی)۔
سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ	عنقریب تم پاؤ گے کچھ دوسروں کو
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ	وہ چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے
وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ	اور امن میں رہیں اپنی قوم سے بھی
كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ	لیکن جب کبھی پھیرے جاتے ہیں کسی فتنے کی طرف
اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ	وہ پڑ جاتے ہیں اُس فتنے میں
فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ	تو اگر وہ الگ نہ رہیں تم سے
وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ	اور نہ پیش کریں تمہیں صلح کا پیغام
وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ	اور نہ روکیں اپنے ہاتھ
فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ	تو پکڑو اُنہیں اور قتل کرو اُنہیں جہاں تم پاؤ اُنہیں
ع ۱۲/۹ وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾	اور یہی لوگ ہیں کہ ہم نے دیا ہے تمہیں جن کے خلاف کھلا اختیار۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ بلا عذر ہجرت نہ کرنے والے اُن منافقین کے خلاف اقدام نہ کرو جن کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہو جس سے تمہارا معاہدہ ہے۔ اِسی طرح اگر اُن میں سے کوئی خود ہی آکر مجبوری کا اظہار کرے اور امان طلب کرے تو اُسے امان دے دو اور پھر دی گئی امان کا خیال رکھو۔ البتہ اگر کوئی منافق امان لے کر اسلام دشمن سرگرمی میں ملوث پایا جائے تو

پھر موقع ملتے ہی اُسے بھرپور سزا دو۔ واضح کیا گیا کہ منافقین کو جان کی امان دینے کی تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ وہ آکر مسلمانوں سے صلح کرلیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے خلاف کسی مہم میں شریک نہ ہوں۔ تیسرے یہ کہ اگر اُنہیں مجبوراً شریک ہونا ہی پڑے تو پھر اپنے ہاتھ روکے رکھیں یعنی عملاً لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ اگر یہ تینوں باتیں نہ پائی جائیں تو اُن کے خلاف مسلمانوں کو ہر ممکن کاروائی کا پورا حق حاصل ہے۔

آیت ۹۲

قتلِ خطا کا کفارہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ	اور زیبا نہیں کسی مومن کو کہ وہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے
وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا	اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	تو آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام
وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ	اور خون بہا حوالے کرنا ہے مقتول کے گھر والوں کو
اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا	سوائے اِس کے کہ وہ معاف کر دیں
فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ	اور اگر مقتول ہو کسی ایسی قوم سے جو دشمن ہے تمہاری اور وہ مقتول مومن تھا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ	تو آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام
وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ	اور اگر مقتول تھا اُس قوم سے تھا کہ تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ	تو خون بہا حوالے کرنا ہے مقتول کے گھر والوں کو
وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	اور آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ	پھر جو نہ پائے
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ	تو روزے رکھنے ہیں دو ماہ لگاتار
تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ	توبہ کرتے ہوئے اللہ سے
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ اگر کوئی مسلمان غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اُس کے کفارہ کی صورت یہ ہو گی:

i. ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کرنا۔

ii. مقتول مسلمان ہو لیکن اُس کا تعلق کسی دشمن قوم سے ہو تو صرف مسلمان غلام کو آزاد کرنا۔

iii. اگر مقتول کی قوم سے معاہدہ ہو تو پھر ورثاء کو خون بہا دینا اور مسلمان غلام آزاد کرنا۔

iv. اگر قاتل کو آزاد کرنے کے لیے غلام میسر نہ ہو یا وہ مالی اعتبار سے غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو پھر لگاتار دو مہینوں کے روزے رکھنا۔

فقہاء نے احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ ذمی کو غلطی سے قتل کرنے کا بھی وہی حکم ہے جو مسلمان مقتول کے لیے ہے۔ اِسی طرح مسلمان غلام کے بجائے مسلمان کنیز کو بھی آزاد کیا جا سکتا ہے۔

آیت ۹۳

قتلِ ناحق کا وبال

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا	اور جو قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر
فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ	تو اُس کا بدلہ جہنم ہے
خٰلِدًا فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اُس میں
وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ	اور غضبناک ہوا اللہ اُس پر
وَ لَعَنَهٗ	اور اللہ نے لعنت کی اُس پر
وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾	اور اللہ نے تیار کیا ہے اُس کے لیے بڑا عذاب۔

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کیا اور توبہ و ندامت کے بغیر مر گیا تو وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر ناراض ہوا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ نے پھٹکار نازل کی اور اُس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قتلِ ناحق کسی غیر مسلم کا ہو تو وہ بھی شدید جرم ہے لیکن اگر مسلم کا ہو تو مزید سنگین جرم بن جاتا ہے۔ یہ ایسا خبیث جرم ہے کہ اِس دنیا میں اِس کا کفارہ ممکن ہی نہیں۔ دنیا میں اِس کی سزا قصاص اور آخرت میں جہنم ہے۔ اِس آیت میں جہنم کی سزا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے غضب، اُس کی لعنت اور عظیم عذاب کے ذکر سے اِس جرم کی شدت و خباثت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ جرم ہمارے ہاں بہت عام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کی جان کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۴

سلام کرنے والے کو بلا تحقیق کافر نہ سمجھو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں
فَتَبَيَّنُوْا	تو تحقیق کر لیا کرو
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ	اور نہ کہو اُسے جو پیش کرے تمہیں سلام کہ تم مومن نہیں ہو
تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	تم چاہتے ہو مال و اسباب دنیا کی زندگی کا
فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ	تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں
كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ	ایسے ہی تم بھی تھے اِس سے پہلے
فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ	تو احسان فرمایا اللہ نے تم پر
فَتَبَيَّنُوْا	تو تحقیق کر لیا کرو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾	بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

جنگوں کے دوران ایک پیچیدگی یہ پیش آتی تھی کہ مسلمان جب کسی دشمن گروہ پر حملہ کرتے اور اُس گروہ میں شامل کوئی شخص اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرنے کے لیے " السلام علیکم " کہہ دیتا۔ مسلمانوں کو گمان ہوتا کہ شاید یہ کافر ہے لیکن محض جان بچانے کے لیے سلام کر رہا ہے۔ اِس لیے بعض اوقات وہ اُسے قتل کر دیتے اور اُس کی چیزیں غنیمت کے طور پر حاصل کر لیتے۔ نبی

اکرم ﷺ نے ایسے ہر موقع پر نہایت سختی کے ساتھ سرزنش فرمائی مگر اِس قسم کے واقعات برابر پیش آتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں اِس پیچیدگی کو حل فرمایا۔ اِس آیت میں یہ ہدایت دی گئی کہ اگر کوئی شخص زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرے اور کسی کفریہ عقیدہ کو زبان پر نہ لائے تو اُس کے متعلق تمہیں سرسری طور پر یہ فیصلہ کر دینے کا حق نہیں ہے کہ وہ محض جان بچانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ حقیقت تو تحقیق ہی سے معلوم ہو گی کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ تحقیق کے بغیر چھوڑ دینے میں اگر یہ امکان ہے کہ ایک کافر جھوٹ بول کر جان بچالے جائے، تو قتل کر دینے میں اِس کا امکان بھی ہے کہ ایک مومن بے گناہ تمہارے ہاتھ سے مارا جائے۔ بہر حال ایک کافر کو چھوڑ دینے میں غلطی کرنا اِس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک مومن کو قتل کرنے میں غلطی کی جائے۔

آیات ۹۵ تا ۹۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی فضیلت

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ	برابر نہیں ہیں بیٹھ رہنے والے مومنوں میں سے بغیر کسی عذر کے
وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ	اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ	فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مال اور اپنی جانوں سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ	اور سب سے وعدہ فرمایا اللہ نے بھلائی کا
وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا	اور فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ

عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾	رہنے والوں پر ایک شاندار بدلے سے۔
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً	یہ درجے ہیں اللہ کی طرف سے اور بخشش اور رحمت
ع ۱۳ ۱۰ ۵ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ع	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کے لیے نکلتے ہیں وہ درجات کے اعتبار سے اُن پر فضیلت رکھتے ہیں جو بلا عذر گھر بیٹھے رہتے ہیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر با عمل اور سچے مومن سے بھلائی کا وعدہ فرما رکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بلا عذر گھر بیٹھے رہنے والوں کے مقابلہ میں اپنی راہ میں نکل کر قربانیاں دینے والوں کو شاندار اجر عطا فرمائے گا۔ البتہ یہاں ذکر اُن بیٹھنے والوں کا ہے جو جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی صورت میں میدانِ جنگ کی طرف جانے کے بجائے دوسرے کاموں میں لگے رہیں۔ یہاں اُن بیٹھنے والوں کا ذکر نہیں ہے جن کو جہاد پر جانے کا حکم دیا جائے اور وہ بہانے کر کے بیٹھ رہیں، یا نفیرِ عام ہو اور جہاد فرض عین ہو جائے پھر بھی وہ جنگ پر جانے سے جی چرائیں۔ ایسی صورت میں جہاد کے لیے نہ نکلنے والا صرف منافق ہی ہو سکتا ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بھلائی کا وعدہ نہیں ہے اِلّا یہ کہ وہ کسی حقیقی معذوری کا شکار ہو۔

آیات ۹۷ تا ۹۹

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کرنے والوں کا انجام

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	بے شک وہ کہ قبض کرتے ہیں جن کی جانیں فرشتے
ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	اِس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے تھے اپنی جانوں پر
قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ	فرشتے پوچھتے ہیں کہ کس حال میں تم لوگ تھے؟

قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ	وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس زمین میں
قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً	فرشتے کہتے ہیں کیا نہیں تھی اللہ کی زمین کشادہ
فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ	تو تم ہجرت کر جاتے اُس میں
فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ	پس یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ	سوائے وہ بے بس مرد، عورتیں اور بچے
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً	جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر ہجرت کی
وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾	اور نہ ہی وہ جانتے ہیں راستہ۔
فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ	سو یہ لوگ ہیں قریب ہے اللہ کہ معاف کر دے اُنہیں
وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾	اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ جو لوگ بلا عذر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہیں کرتے، موت کے وقت فرشتے اُنہیں ملامت کرتے ہیں اور جہنم میں داخل ہونے کی وعید سناتے ہیں۔ البتہ جو مسلمان واقعی معذور ہوں جیسے بیمار، بچے، بوڑھے، عورتیں اور کافروں کی قید میں پڑے ہوئے مسلمان تو اللہ تعالیٰ اُنہیں ہجرت نہ کرنے پر سزا نہیں دے گا۔ اِسی طرح اُن مسلمانوں کو بھی معاف کر دیا جائے گا جن کے پاس سواری کا بندوبست نہ ہو اور نہ ہی وہ پیدل سفر کی مشقت اٹھانے کے قابل ہوں یا اُنہیں دارالاسلام تک پہنچنے کا راستہ ہی معلوم نہ ہو۔

آیت ۱۰۰

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کا اجر

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جو ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں
يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً	وہ پائے گا زمین میں پناہ کے لیے بڑی جگہ اور وسعت
وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	اور جو نکلا اپنے گھر سے ہجرت کرنے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف
ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ	پھر آ پکڑا اُسے موت نے
فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ	تو ثابت ہو گیا اُس کا اجر اللہ کے ذمہ
ع ۱۴ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی فضیلت و برکت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین میں بڑی وسعت اور نعمتیں رکھی ہیں۔

جرأت ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا!، ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

پھر آخرت کا ثواب درجات تو وہم و گمان سے بالاتر ہے۔ ہجرت کے لیے گھر سے نکلنے کے ساتھ ہی انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجرِ عظیم کا حق دار ہو جاتا ہے خواہ اُسے راستے ہی میں موت کا سامنا کرنا پڑے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ ہجرت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے لیے ہو۔ ایک حدیثِ مبارکہ کے مطابق جس نے مال کی طلب یا کسی عورت کے نکاح کے خیال سے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت کا بدلہ وہی چیز ہے جس کی طرف اُس نے ہجرت کی۔

آیت ۱۰۱

نماز میں قصر کرنے کا حکم

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ	اور جب تم سفر کرو زمین میں
فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ	تو نہیں ہے تم پر کچھ حرج
اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ	کہ تم کچھ کمی کرلو نماز میں
اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ	اگر تم ڈرتے ہو کہ ستائیں گے تمہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾	بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

اِس آیت میں دورانِ سفر نماز میں قصر کرنے کا حکم ہے۔ آیت کے الفاظ کی روشنی میں بظاہر یہ حکم محض اجازت کے درجہ میں ہے اور وہ بھی اُس سفر کے دوران ہے جس میں دشمن سے خطرہ محسوس ہو۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر سفر کے دوران جس کی ایک معینہ مسافت ہو، نماز میں قصر کی سہولت اختیار کی۔ البتہ قصر کی سہولت اختیار کرنے کے لیے مسافت کے فاصلے اور سفر کے دوران کسی مقام پر قیام کی مدت کے حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔ نماز میں قصر سے مراد یہ ہے کہ ظہر، عصر اور عشاء کے وقت دو فرض جبکہ، مغرب کے وقت تین فرض ادا کیے جائیں۔ فجر کی نماز میں کوئی کمی نہیں کی جاتی اور عشاء کی نماز میں وتر بھی ادا کیے جاتے ہیں۔

آیت ۱۰۲

صلوٰۃ الخوف کا حکم

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ	اور اے نبیؐ! جب آپؐ موجود ہوں اُن میں
فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ	پھر آپؐ قائم کریں اُن کے لیے نماز
فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ	تو چاہیے کہ کھڑی ہو ایک جماعت اُن میں سے آپؐ کے ساتھ
وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ	اور وہ پکڑے رکھیں اپنے ہتھیار
فَاِذَا سَجَدُوْا	پھر جب وہ سجدہ کر چکیں
فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪	تو وہ ہو جائیں تمہارے پیچھے
وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا	اور آ جائے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی
فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ	پھر وہ نماز پڑھ لے آپؐ کے ساتھ
وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ	اور وہ پکڑے رکھیں اپنی ڈھالیں اور اپنے ہتھیار
وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	چاہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ	کاش کہ تم غافل ہو جاؤ اپنے اسلحہ اور اپنے ساز و سامان سے
فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ	تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر ایک ہی بار حملہ کر کے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر
اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ	اگر ہو تمہیں تکلیف بارش کی وجہ سے
اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى	یا تم ہو بیمار
اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ	کہ تم رکھ دو اپنے ہتھیار
وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ	اور پکڑے رکھو اپنی ڈھالیں
اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾	بے شک اللہ نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب۔

اِس آیت میں دورانِ جنگ یا کسی اور وجہ سے خوف کی حالت میں باجماعت نماز کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ کی خاطر سفر کے دوران ہر صحابیؓ کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کریں۔ اِس حالت میں باجماعت نماز کی ادائیگی کی کئی صورتیں روایات میں بیان کی گئی ہیں۔ اِن صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ساتھیوں کی نصف تعداد آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو۔ آپ ﷺ آدھی نماز کے بعد تشریف فرما رہیں اور وہ ساتھی اپنی نماز مکمل کر کے چلے جائیں۔ اب باقی ساتھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں ایسے شریک ہوں جیسے تاخیر سے آنے والے شریک ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ بقیہ نماز مکمل کر کے سلام پھیر دیں اور یہ ساتھی بعد میں اپنی نماز مکمل کر لیں۔ نماز کے دوران اپنے اسلحہ اور سامانِ دفاع کو ساتھ رکھیں تاکہ کفار کوئی جارحیت نہ کر سکیں۔

آیت ۱۰۳

نماز پابندیٔ وقت کے ساتھ فرض ہے

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ	پھر جب تم ادا کر چکو نماز

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ	تو ذکر کرو اللہ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اپنی کروٹوں پر
فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ	پھر جب تم اطمینان پالو
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	تو قائم کرو نماز
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾	بے شک نماز فرض ہے مومنوں پر مقررہ اوقات میں۔

اِس آیت میں پابندئ وقت کے ساتھ نماز کی فرضیت کا حکم ہے۔ یہ ہدایت بھی ہے کہ نماز کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا لیکن نماز کے بعد بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھنا ہے۔ ذکر کے معنی ہیں اِسْتِحْضَارُ اللهِ فِی الْقَلْبِ یعنی دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد بسائے رکھنا۔ ذکر تلاوتِ قرآنِ حکیم، تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل، استغفار، مسنون اذکار اور دعاؤں کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص خاموش ہے لیکن اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے تب بھی وہ حالتِ ذکر میں ہے۔ پھر ذکر سے مراد یہ بھی ہے کہ ہم ہر کام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو یاد رکھیں، جھوٹ نہ بولیں، کسی کو دھوکہ نہ دیں اور اپنے جملہ فرائض دیانت داری سے ادا کریں۔

آیت ۱۰۴

مسلمان اور کافر کے عمل کا فرق

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ	اور کمزوری نہ دکھاؤ (دشمن) قوم کا پیچھا کرنے میں
اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ	اگر تم نے دکھ جھیلا ہے
فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ	تو بے شک اُنھوں نے بھی دکھ جھیلا ہے جیسے تم نے دکھ جھیلا ہے

وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ	اور تم تو امید رکھتے ہو اللہ سے اُس (اجر) کی جس کی وہ اُمید نہیں رکھتے
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۲ ۱۵	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

یہ آیت مسلمانوں کو ترغیب دے رہی ہے کہ کیسے ہی مشکل حالات ہوں' وہ کفار کا مقابلہ اور تعاقب کرنے میں کمزوری نہ دکھائیں۔ کفار باطل کے لیے مال و جان کی قربانیاں دے رہے ہیں حالانکہ اُنہیں آخرت میں کسی خیر کی امید نہیں۔ اُن کے سامنے صرف دنیا اور اُس کے ناپائیدار فائدے ہیں۔ اِس کے برعکس مسلمان اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیں گے تو اُنہیں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی خوشنودی و تقرب اور آخرت کے ابدی و اعلیٰ انعامات حاصل ہونے کی توقع ہے۔ جنگ میں جیسے جانی نقصان یا دکھ مسلمانوں کو پہنچتا ہے ویسے ہی کافروں کو بھی پہنچتا ہے۔ کافر باطل پر ہو کر یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں تو پھر مسلمان حق پر ہو کر یہ سب کیوں نہ برداشت کریں؟ مسلمان شہید ہو جائیں یا زندہ سلامت گھر آ جائیں، دونوں صورتوں میں اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم اجر و ثواب ملنے کی امید ہے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۶

عدل کرو، خیانت کرنے والے کی طرف داری نہ کرو

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	بے شک اے نبیؐ! ہم نے نازل کی ہے آپؐ کی طرف کتاب حق کے ساتھ
لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ	تاکہ آپؐ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان اُس کے ذریعہ جو بصیرت دی ہے آپؐ کو اللہ نے
وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ﴿۱۰۵﴾	اور نہ بنیں خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے۔

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ	اور بخشش مانگیے اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو سو فیصد حق ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے توسط سے ہر حاکم اور قاضی کو ہدایت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جانے والی بصیرت اور فہم کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کی روشنی میں عدل کریں۔ کسی مصلحت یا خوف کی وجہ سے خیانت کرنے والوں کی طرف داری نہ کریں۔ اِس حوالے سے اگر لاشعوری طور پر خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کریں۔ وہ ہر خطا کو بخشنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔

آیات ۱۰۷ تا ۱۰۹

عدل کے معاملہ میں تعصب نہ کرو

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ	اور اے نبیؐ! جھگڑا نہ کیجئے اُن کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾	بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اُسے جو خیانت کرنے والا، گناہ گار ہو۔
يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ	وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے
وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ	اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے
وَهُوَ مَعَهُمْ	اور وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے
اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ	جب وہ مشورہ کرتے ہیں رات کو ایسی بات کا، وہ خوش

	نہیں ہوتا جس سے
وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾	اور اللہ اُس کا جو وہ کر رہے ہیں احاطہ کرنے والا ہے۔
هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ	(اے مسلمانو) سنو! یہ تم ہی تو ہو
جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	جو جھگڑتے ہو اُن کی طرف سے دنیا کی زندگی میں
فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	پس کون جھگڑے گا اللہ سے اُن کے بارے میں روزِ قیامت؟
اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾	یا کون ہوگا اُن کا وکیل؟۔

اِن آیات کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ ایک منافق نے چوری کا جرم کیا لیکن الزام ایک یہودی پر لگا دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ منافق کی باتوں سے متاثر ہو کر اُسے سچا سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حقیقتِ حال سے آگاہ فرما دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو اِس طرح کے جھوٹے اور خیانت کرنے والے عناصر کی حمایت کرنے سے منع فرمایا۔ اِن آیات کا پیغام یہ ہے کہ عدل کے معاملہ میں کسی تعصب کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ ہر صورت میں عدل کرنا چاہیے خواہ اِس کا فائدہ کسی کافر کو ہی کیوں نہ پہنچے۔

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۲

گناہ گار مایوس اور ناامید نہ ہوں

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا	اور جس نے کی کوئی برائی
اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ	یا کیا ظلم اپنے آپ پر
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ	پھر مانگی بخشش اللہ سے

يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾	وہ پائے گا اللہ کو بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔
وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا	اور جس نے کمایا گناہ
فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ	تو بے شک وہ کماتا ہے گناہ اپنے ہی لیے
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً اَوْ اِثْمًا	اور جس نے کمائی کوئی خطا یا کوئی گناہ
ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا	پھر اُس کا الزام تھوپ دیا کسی بے گناہ پر
ع ۱۶/۸/۱۳ فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾	تو اُس نے اٹھایا ایک بہتان اور کیا ایک واضح گناہ۔

اِن آیات میں گناہ گاروں کو ناامیدی سے بچانے کے لیے فرمایا گیا کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، جب بھی گناہ گار سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو غفور اور رحیم پائے گا۔ جو توبہ نہ کرے وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ البتہ ایسے لوگوں کے لیے تو شدید وعید ہے جو جرم کرنے کے بعد نادم ہونے کے بجائے الزام کسی اور کے سر ڈال دیتے ہیں۔ اُن کے لیے دگنا عذاب ہے کیونکہ اُنہوں نے دو جرم کیے ہیں۔ ایک خود گناہ کا کام کیا اور دوسرا اِس سے بھی بڑا جرم کہ اُس گناہ کو کسی بے قصور کے سر تھوپ کر اُسے مجرم بنانے کی کوشش کی۔

آیت ۱۱۳

نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا فضل

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ	اور اے نبیؐ! اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپؐ پر اور اُس کی رحمت

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ	یقیناً تہیہ کر چکا تھا ایک گروہ اُن میں سے کہ راہِ عدل سے ہٹادے آپؐ کو
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	اور وہ نہیں بہکا رہے مگر اپنے ہی آپ کو
وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ	اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے آپؐ کو کچھ بھی
وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	اور نازل کی ہے اللہ نے آپؐ پر کتاب اور حکمت
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ	اور سکھایا آپؐ کو وہ کچھ جو آپؐ نہیں جانتے تھے
وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾	اور اللہ کا فضل آپؐ پر بہت ہی بڑا ہے۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایات کا بیان ہے۔ آپ ﷺ کو منافقین چرب زبانی کے ذریعہ غلط فیصلہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو حقیقتِ حال سے آگاہ فرمادیا۔ اُس نے آپ ﷺ کو کتاب و حکمت کے خزانے دیے اور وہ کچھ سکھایا جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ بلاشبہ آپ ﷺ پر اُس کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔ اِس آیت میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اگر بالفرض منافقین جھوٹ بول کر آپ ﷺ کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جاتے اور اپنے حق میں عدل کے خلاف فیصلہ حاصل کر لیتے تو نقصان اُنہی کا تھا، آپ ﷺ کا کچھ بھی نہ بگڑتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم وہ ہے جو جھوٹ بولے اور دوسرے کو دھوکہ دے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میں بہر حال ایک انسان ہی تو ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ تم ایک مقدمہ میرے پاس لاؤ اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کی بہ نسبت زیادہ چرب زبان ہو اور اُس کے دلائل سُن کر میں اُس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اگر اِس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے کوئی چیز تم نے میرے فیصلہ کے ذریعے حاصل کی، تو دراصل تم دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کرو گے"۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

آیت ۱۱۴

نجویٰ کی پسندیدہ صورت

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ	کوئی بھلائی نہیں اُن کی بہت سی سرگوشیوں میں
اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ	سوائے اُس کے جو ترغیب دے صدقے کی
اَوْ مَعْرُوْفٍ	یا نیکی کی
اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ	یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ	اور جس نے کیا ایسا حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾	تو عنقریب ہم دیں گے اُسے شاندار بدلہ۔

نجویٰ یعنی کسی اجتماعیت کے بارے میں خفیہ مشورہ و تبصرہ پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ سورۂ مجادلہ کی آیت ۸ میں اِس سے منع کیا گیا ہے۔ اِس آیت میں نجویٰ کی پسندیدہ صورت یہ بتائی گئی کہ تنہائی میں کسی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی ترغیب دینا، کسی نیکی کی طرف مائل کرنا یا باہم اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرنا۔ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا "کیا میں تمہیں ایسے کام کی خبر نہ دوں جو نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا "بتایئے"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "دو افراد کے درمیان صلح کرانا" (ترمذی)۔ آیت کے آخر میں بشارت دی گئی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تنہائی میں کسی کو نیک کاموں کی طرف مائل کرے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۱۵

اجماعِ امت کے لیے قرآنِ حکیم سے دلیل

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ	اور جو مخالفت کرے رسولؐ کی
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى	اِس کے بعد کہ واضح ہو چکی اُس پر ہدایت
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ	اور چلے اُس راہ پر جو الگ ہے مومنوں کی راہ سے
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى	تو ہم پھیر دیں گے اُسے جدھر وہ خود پھرا ہے
وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ	اور ڈال دیں گے اُسے جہنم میں
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع ۱۴ ۱۷	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

شریعت کے ماخذ چار ہیں۔ سب سے پہلے قرآنِ کریم، پھر حدیثِ نبوی ﷺ ، پھر اجماعِ امت اور آخر میں قیاس۔ یہ آیت اجماعِ امت کے ماخذِ شریعت ہونے کے لیے دلیلِ قرآنی فراہم کرتی ہے۔ اجماعِ امت کو اِس آیت میں "سبیل المومنین" یعنی مومنوں کا راستہ کہا گیا ہے۔ فرمایا کہ جو کوئی مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر یعنی مومنوں کے متفقہ فیصلے کو رد کر کے کوئی الگ روش اختیار کرے تو وہ دراصل نبی کریم ﷺ کی امت میں انتشار پیدا کرنے کا مجرم ہو گا۔ یہ درحقیقت اللہ کے رسول ﷺ سے دشمنی کی صورت ہے کہ اُن کی امت میں پھوٹ ڈال دی جائے۔ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم رسید کرے گا۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

شرک کا جرم معاف نہیں کیا جائے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ	بے شک اللہ معاف نہیں کرے گا اِسے کہ شرک کیا

	جائے اُس کے ساتھ
وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور معاف فرمادے گا جو اِس کے علاوہ ہے، جس کے لیے چاہے گا
وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ	اور جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾	تو یقیناً وہ جا پڑا بہت دور کی گمراہی میں۔
اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ	وہ نہیں پکارتے اللہ کے سوا مگر چند زنانہ ناموں کو
وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾	اور وہ نہیں پکارتے مگر سرکش شیطان کو۔

اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۴۸ کی طرح، آیت ۱۱۶ میں بھی یہ اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اِس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔ شرک کرنے والا درحقیقت بہت دور کی گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کی حقیقت اور اِس کی مختلف صورتوں کو سمجھنے اور اِن سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! شرک کے علاوہ دیگر گناہوں کے لیے بھی کھلی چھٹی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔ البتہ سچی توبہ سے شرک سمیت تمام بڑے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔ آیت ۱۱۷ میں ارشاد ہوا کہ مشرکینِ عرب چند زنانہ ناموں کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں۔ اُن کے بتوں کے نام مؤنث تھے جیسے لات، عزیٰ، مناۃ، نائلہ وغیرہ۔ وہ فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کی پوجا کرتے تھے۔ بتوں، فرشتوں اور دیگر ہستیوں کی پوجا دراصل شیطان کی پوجا ہے کیونکہ شرک کی تمام راہیں شیطان ہی انسان کو سجھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے در سے ہٹا کر دوسروں کے آستانوں اور چوکھٹوں پر جھکاتا ہے۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

شیطان کے ناپاک عزائم

لَّعَنَهُ اللّٰهُ	لعنت کی ہے شیطان پر اللہ نے
وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾	اور اُس نے کہا تھا (اے اللہ!) میں ضرور لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ۔
وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ	اور میں ضرور گمراہ کروں گا اُنہیں
وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ	اور میں ضرور جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اُنہیں
وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ	اور میں ضرور ترغیب دوں گا اُنہیں
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ	تو وہ ضرور چیریں گے چوپایوں کے کان
وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ	اور میں ضرور ترغیب دوں گا اُنہیں
فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ	تو وہ ضرور بدلیں گے اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت
وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور جس نے بنایا شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر
فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾	تو نقصان اُٹھایا اُس نے کھلا نقصان۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اِن عزائم کا پختہ اظہار کیا تھا کہ میں تمام انسانوں کو گمراہ کروں گا۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی جھوٹی امیدیں دلا کر گناہوں پر جری کروں گا۔ اُنہیں بتوں کے نام پر جانوروں کو وقف کرنے کی ترغیب دوں گا۔ وہ اِس کی علامت کے طور پر جانوروں کے کان چیریں گے۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کی پٹی پڑھاؤں گا۔

اِس کی کئی صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ مردوں میں زنانہ لباس اور اطوار اپنانے کی خواہش اور عورتوں میں مردانہ وضع قطع اور روش اختیار کرنے کی چاہت۔ دوسری صورت ہے مردوں کا داڑھی منڈانا۔ تیسری صورت مخلوق سے وہ کام لینا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُسے پیدا نہیں کیا جیسے ہم جنس پرستی۔ چوتھی صورت یہ کہ جس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو پیدا کیا ہے، اُس سے وہ کام نہ لینا جیسے مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا یعنی خاندانی منصوبہ بندی۔ یہ سب پٹیاں شیطان ہی پڑھاتا ہے۔ ایسے کام کرنا دراصل فطرت کے خلاف جنگ کرنا ہے جس کے نتائج ہمیشہ برے ہی نکلتے ہیں۔ فطرت کے خلاف جنگ میں بالآخر انسان ہی ناکام اور خسارے میں رہتا ہے۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۲

شیطان کا وعدہ جھوٹا اور اللہ کا وعدہ سچا ہے

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ	شیطان وعدہ کرتا ہے اُن سے اور امیدیں دلاتا ہے اُنہیں
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾	اور وعدہ نہیں کرتا اُن سے شیطان مگر دھوکہ کا۔
اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ	یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾	اور وہ نہیں پائیں گے جہنم سے بھاگنے کی کوئی جگہ۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	ہم عنقریب داخل کریں گے اُنہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا	اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾	اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے قول میں۔

اِن آیات میں خبر دار کیا گیا کہ شیطان کا سارا کاروبار ہی جھوٹے وعدوں اور امیدوں کے بل پر چلتا ہے۔ وہ انسان کو جب کسی غلط راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو اُسے سبز باغ دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت نمایاں کر کے اُسے گناہوں پر کاربند رکھتا ہے۔ کسی کو زندگی طویل ہے کا جھانسہ دے کر نیکیوں اور توبہ سے محروم کر دیتا ہے۔ کسی کو یہ بھروسہ دلاتا ہے کہ نہ اللہ ہے نہ آخرت، بس مر کر مٹی ہو جانا ہے۔ کسی کو یہ تسلی دیتا ہے کہ آخرت ہے بھی تو وہاں کی گرفت سے فلاں کے طفیل اور فلاں کے صدقے میں بچ نکلو گے۔ انسان کے دل میں بے جا آرزوئیں پیدا کرتا رہتا ہے جن سے انسان کی حرص میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ایسی ہی آرزوں کی تکمیل کے لیے انسان کئی قسم کے گناہوں کا مرتکب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ موت اُسے اچانک آکر دبوچ لیتی ہے۔ غرض جو جس وعدے اور جس امید سے فریب کھا سکتا ہے، شیطان اُس کے سامنے وہی پیش کرتا ہے اور پھانس لیتا ہے۔ جس نے بھی شیطان کی راہ کی پیروی کی وہ اُس جہنم میں گرے گا جہاں سے نکل نہ سکے گا۔ اِس کے برعکس جو لوگ شیطان کی چالوں کو ناکام بناتے ہوئے ایمان اور اعمالِ صالح کی راہ اختیار کریں گے، اللہ تعالیٰ اُن سے ہمیشہ ہمیش کی جنت کی نعمتیں عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا ہو بھی کون سکتا ہے؟

آیات ۱۲۳ تا ۱۲۴

خوش کن خواہشات کام نہ آئیں گی

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ	(اے مسلمانو!) نہ تمہاری خواہشات سے کچھ ہوگا اور نہ اہلِ کتاب کی خواہشات سے
مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ	جو کرے گا برائی اُسے بدلہ دیا جائے گا اُس کا

وَلَا يَجِدُ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾	اور وہ نہیں پائے گا اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى	اور جس نے عمل کیا اچھا خواہ وہ مرد ہو یا عورت
وَهُوَ مُؤْمِنٌ	اور وہ ہو مومن
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ	تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا ایک تل کے برابر۔

اِن آیات میں عمل کے بجائے خوش کن خواہشات کے سہارے جنت کی امید رکھنے کی نفی کی گئی۔ اہلِ کتاب کی خوش کن خواہشات یہ تھیں کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں اور جنت صرف ہمارے لیے ہے (البقرۃ:۱۱۰)۔ آج مسلمانوں کی بھی خام خیالی ہے کہ

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں مولا تیرے محبوب کی امت میں ہیں

روزِ قیامت نتائج، عمل کی بنیاد پر سامنے آئیں گے۔ کسی انسان کو کسی دوسرے انسان کی مدد کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ برے عمل کا برا نتیجہ اور ایمان و اخلاص کے ساتھ کیے گئے نیک عمل کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔ مرد ہو یا عورت، کسی کے ساتھ معمولی سی بھی ناانصافی نہیں ہوگی۔ البتہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو اُن کی خطاؤں کی سزا دنیا ہی میں بیماریوں یا نقصانات کی صورت میں دے دیتا ہے تاکہ آخرت میں وہ جہنم کی ہولناکی سے مکمل طور پر محفوظ رہیں۔

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۶

بہترین روش ملتِ ابراہیم کی پیروی ہے

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ	اور کون اچھا ہے دین کے لحاظ سے اُس سے جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَهُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیک بھی ہے
وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا	اور اُس نے پیروی کی ابراہیمؑ کے راستے کی جو بالکل یکسو تھے
وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾	اور بنا لیا اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع	اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔

ع ۱۸ ۱۱ ۱۵

اِن آیات میں فرمایا کہ سب سے بہتر دین اُس کا ہے جو اپنا سر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے جھکا دے، اخلاص کے ساتھ نیکیاں کرے اور حضرت ابراہیمؑ کے راستے کی پیروی کرے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں بالکل یکسو تھے۔ اُنہوں نے اُس کے تمام احکامات کے سامنے برضا و رغبت اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔ یہ نہیں کیا کہ جو بات آسان یا نفس کو مرغوب تھی اُسے قبول کر لیا اور جو مشکل یا ناپسند تھی اُسے چھوڑ دیا، یا اُس کی حسبِ پسند تاویل کر کے اُسی کے مطابق عمل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کئی آزمائشوں سے گزارا۔ اُنہوں نے ہر آزمائش میں اُس کے احکامات اور رضا کو ترجیح دی۔ کسی مصلحت اور دباؤ کو خاطر میں نہ لائے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں "خلیل اللہ" یعنی اپنا دوست ہونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی

ہر شے کا مالک ہے لہٰذا انسان کے لیے صحیح رویہ یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہوئے اُس کی بندگی و اطاعت پر جم جائے اور سرکشی چھوڑ دے۔ اگر انسان ایسا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ اُس کی قدرت اُسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸

عورتوں اور یتیموں کے حقوق

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے عورتوں کے بارے میں
قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ	فرمایئے اللہ حکم دیتا ہے تمھیں اُن کے بارے میں
وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ	اور جو تلاوت کیا گیا ہے تم پر کتاب میں سے
فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ	وہ اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہے جنہیں تم نہیں دیتے وہ حق جو طے کیا جا چکا ہے اُن کے لیے
وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ	اور چاہتے ہو کہ نکاح کر لو اُن سے
وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ	اور اُن کے بارے میں ہے جو نادار ہیں بچوں میں سے
وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ	اور یہ کہ تم قائم رہو یتیموں کے لیے عدل پر
وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ	اور جو تم کرتے ہو بھلائی
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾	تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔
وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا	اور اگر کوئی خاتون اندیشہ رکھے اپنے شوہر کی طرف سے

	زیادتی یا عدم توجہی کا
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا	تو کوئی حرج نہیں ہے اُن دونوں پر
اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ	کہ وہ سمجھوتا کرلیں آپس میں صلح کا
وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ	اور صلح بہتر ہے
وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ	اور رکھی گئی ہے نفسوں میں لالچ
وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا	اور اگر تم حسنِ سلوک کرو اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾	تو بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِن آیات میں خواتین اور یتیموں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ایسی روش مت اختیار کرو کہ تم یتیم لڑکیوں سے محض اِس لیے نکاح کرلو کہ اُنہیں مہر نہ دو یا اُن کی وراثت کے مال پر قبضہ کرلو کیونکہ کوئی اُن کی طرف سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ اِسی طرح یتیم بچوں سے بھی حسنِ سلوک کرو اور ناحق اُن کے مال نہ کھاؤ۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے "اے اللہ میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ اِن میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت" (نسائی)۔ آیت ۱۲۸ میں مردوں کو بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی گئی۔ البتہ جو خاتون اپنے شوہر سے عدم توجہی محسوس کرے، اُسے تلقین کی گئی کہ وہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو کر شوہر کو راضی کرنے کی کوشش کرے تاکہ گھر آباد رہے۔

آیات ۱۲۹ تا ۱۳۰

بیویوں کے درمیان عدل

وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ	اور تم ہر گز اختیار نہیں رکھتے کہ پورا عدل کر سکو بیویوں کے درمیان
وَ لَوْ حَرَصْتُمْ	اور خواہ تم خواہش بھی رکھتے ہو
فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ	تو نہ مائل ہو جاؤ (ایک ہی کی طرف) پورے میلان کے ساتھ
فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ	پس تم چھوڑ دو دوسری کو لٹکائی ہوئی کی طرح
وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا	اور اگر تم اصلاح کرتے رہو (اپنے رویہ کی) اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا	اور اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں
يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ	تو غنی کر دے گا اللہ دونوں کو اپنی وسعت سے
وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں مردوں کو آگاہ کیا گیا کہ تم باوجود خواہش کے بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے۔ کسی کا حسن، اخلاق، سلیقہ، کم عمری یا مزاج تمہیں زیادہ مائل کر سکتا ہے۔ اِس کے باوجود تمام اختیاری امور میں یکسانیت اختیار کرنے کی کوشش کرو تاکہ کوئی بیوی بھی خود کو بے شوہر والی نہ سمجھے۔ آیت ۱۲۹ سے بعض مغرب پرستوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن ایک طرف

عدل کی شرط کے ساتھ تعددِ ازواج کی اجازت دیتا ہے اور دوسری طرف عدل کو ناممکن قرار دے کر اِس اجازت کو عملاً منسوخ کر دیتا ہے۔ در حقیقت ایسا نتیجہ نکالنے کے لیے اِس آیت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر صرف اتنا ہی کہا جاتا کہ تم بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے تو یہ نتیجہ نکالا جا سکتا تھا، مگر یہ جو فرمایا گیا کہ ایک بیوی کی طرف بالکل نہ جھک پڑو تو اِس فقرے نے کوئی موقع اُس مطلب کے لیے باقی نہیں چھوڑا جو مغرب پرست اِس آیت سے نکالنا چاہتے ہیں۔ البتہ اگر میاں بیوی میں بالکل بھی موافقت نہ ہو پا رہی ہو اور حسنِ معاشرت کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی ہو تو پھر مناسب نہیں کہ ایک گھرانہ میں ہر وقت کشیدگی کی فضا قائم رہے اور وہ بے سکونی کا باعث بنا رہے۔ اِس صورت میں علیحدگی بہتر ہے۔ خواہ مرد طلاق دے دے یا عورت خلع لے لے۔ پھر دونوں کا اللہ تعالیٰ مالک ہے، وہ اِن میں سے ہر اک کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

آیات ۱۳۱ تا ۱۳۲

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار نہ کرنا کفر ہے

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور ہم نے وصیت کی تھی اُن کو جنہیں دی گئی تھی کتاب تم سے پہلے
وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور تمہیں بھی کہ بچو اللہ کی فرمانی سے
وَ اِنْ تَكْفُرُوْا	اور اگر تم نے کفر کیا
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ﴿۱۳۱﴾	اور اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے۔

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾	اور کافی ہے اللہ کارساز ہونا۔

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو اور اب مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اُس کی نافرمانی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم احکاماتِ شریعت پر مبنی آیات کی محض تلاوت ہی کو کافی سمجھو اور اِسے حصولِ ثواب و برکت کا ذریعہ بنالو۔ بلاشبہ یہ تلاوت باعثِ ثواب و برکت ہے لیکن اصلاً احکاماتِ شریعت اِس لیے دیئے گئے کہ اُن پر عمل کرو اور اُنہیں نافذ کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ کفر ہے اور جان لو اللہ تعالیٰ تمہارے تقویٰ اور نیکیوں کا محتاج نہیں ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے، انسان اور جن سب کے سب، سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اِس سے میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہو گا۔ اور اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب کے سب، سب سے فاجر آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اِس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی واقع نہ ہو گی۔ اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے انسان اور جن سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اُس کی مطلوبہ چیز دے دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اُس میں کوئی کمی نہ آئے گی مگر اتنی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے آتی ہے" (مسلم)۔

آیت ۱۳۳

شریعت پر عمل کرو، ورنہ مٹا دیے جاؤ گے

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ	اگر اللہ چاہے تو لے جائے تمہیں اے لوگو!
وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ	اور لے آئے دوسروں کو
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾	اور اللہ ایسا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

اِس آیت میں ہمارے لیے ہلا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اُس کی عطا کردہ شریعت پر پوری روح کے ساتھ عمل کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اِس اعزاز سے ہمیں محروم کر دے گا۔ شریعت پر عمل کی یہ سعادت کسی اور قوم کو دے دے گا۔ اُس کے ہاتھ سے ہمیں پٹوا کر پیچھے دھکیل دے گا۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے احکامات پر عمل چاہتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی اِس مرضی کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے وہ اُنہی کو آگے لے آئے گا۔ ہماری بھلائی اِسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن کر رہیں اور اُس کی مرضی کو جاری و ساری کرنے کے لیے تن، من، دھن لگا دیں۔

آیت ۱۳۴

طے کر لو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا	جو کوئی طلب گار ہوتا ہے دنیا کے بدلے کا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	تو اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا بدلہ ہے
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع ۱۹ ۸ ۱۶	اور اللہ سب کچھ سننے، والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں فرمایا کہ وہ بڑا ہی ناسمجھ ہے جو صرف دنیا کا طلب گار ہے۔ اللہ تعالیٰ تو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں عطا کرنے پر قادر ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

اگر انسان دنیا کے فائدے ہی چاہتا ہے اور دنیا میں ہی مگن ہو گیا ہے تو اُسے دنیا کے فائدے حاصل ہو جائیں گے۔ اگر وہ آخرت کی بھلائی بھی چاہتا ہے تو اُسے یقیناً آخرت میں اجر و ثواب ملے گا اور اُس کے علاوہ دنیا کے فائدوں میں سے بھی جو کچھ اُس کے مقدر میں ہے مل کر رہے گا۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیوں کا سوال کرتا رہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہمیں بچا لے آگ کے عذاب سے"۔ آمین!

آیت ۱۳۵

عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ	ہو جاؤ قائم کرنے والے عدل کے
شُهَدَآءَ لِلّٰهِ	گواہ بن کر اللہ کے لیے
وَ لَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ	خواہ یہ گواہی خلاف ہو تمہارے یا والدین کے یا قرابت داروں کے
اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا	اگر کوئی مالدار ہو یا فقیر
فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫	پس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے اُن دونوں کا
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤی اَنْ تَعْدِلُوْا	تو پیروی مت کرو خواہشات کی کہ تم عدل نہ کرو
وَ اِنْ تَلْوٗۤا	اور اگر تم ہیر پھیر کرو بات میں
اَوْ تُعْرِضُوْا	یا حق سے رُخ پھیر لو
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۳۵﴾	تو بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ عدل کے قائم کرنے والے بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہی اللہ تعالیٰ کی شانِ عدل کی گواہی ہے۔ عدل کرتے ہوئے یا گواہی دیتے ہوئے یہ نہ دیکھو کہ اِس کا نقصان کس کو پہنچ رہا ہے۔ تمہاری گواہی محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے۔ کسی کی رعایت، کوئی ذاتی مفاد یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی خوشنودی پیشِ نظر نہ ہو۔ کوئی قرابت دار ہو یا غیر، غنی ہو یا فقیر، اللہ تعالیٰ اُس کا زیادہ خیر خواہ ہے۔ تم اُسے فائدہ پہنچانے کے لیے عدل کے منافی روش اختیار نہ کرو۔ اگر تم نے یہ حرکت کی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔ اِس آیت میں صرف یہ حکم نہیں دیا گیا کہ عدل کی روش پر چلو، بلکہ یہ فرمایا کہ عدل کے علمبردار بن جاؤ۔ تمہارا کام صرف عدل کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عدل کا جھنڈا لے کر اٹھنا ہے۔ تمہیں اِس بات پر کمربستہ ہونا ہے کہ ظلم مٹے اور اُس کی جگہ عدل قائم ہو۔ عدل کو اپنے قیام کے لیے جس سہارے کی ضرورت ہے، مومن ہونے کی حیثیت سے تمہارا مقام یہ ہے کہ وہ سہارا تم بنو۔ گویا اِس آیت کی رُو سے معاشرے سے ظلم و زیادتی کو ختم کرنا اور ایک عادلانہ نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

آیت ۱۳۶

مسلمانو! دل سے ایمان لاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ	اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل کی اپنے رسولؐ پر
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ	اور اُن کتابوں پر جو اُس نے نازل کیں پہلے
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ	اور جس نے کفر کیا اللہ کا
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ	اور اُس کے فرشتوں کا

وَ كُتُبِهٖ	اور اُس کی کتابوں کا
وَ رُسُلِهٖ	اور اُس کے رسولوں ؑ کا
وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور آخرت کے دن کا
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾	تو یقیناً وہ جا پڑا بہت دور کی گمراہی میں۔

اِس آیت میں ایسے مسلمانوں کو جو زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں' ایمانِ حقیقی یعنی دل والا ایمان لانے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ دل سے ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور تمام آسمانی کتابوں پر۔ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے ہمیں قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہمارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے، سلف صالحین کی سیرت کے مطالعہ، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ بقولِ مولانا ظفر علی خان ؎

ایمان نہیں وہ جنس جسے، لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو، یہ قرآں کے سیپاروں میں

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

ایمان اور کفر کے درمیان باطنی کشمکش

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
ثُمَّ كَفَرُوْا	پھر اُنہوں نے کفر کیا
ثُمَّ اٰمَنُوْا	پھر وہ ایمان لائے

ثُمَّ كَفَرُوْا	پھر اُنہوں نے کفر کیا
ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا	پھر وہ بڑھ گئے کفر میں
لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ	نہیں ہے اللہ کہ بخش دے اُنہیں
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾	اور نہ ہی یہ کہ ہدایت دے اُنہیں سیدھی راہ کی۔
بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾	اے نبیؐ! بشارت دیجئے منافقین کو کہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ مسلمان کے باطن میں ایمان اور کفر کی ایک کشمکش ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ ضمیر دنیاداری پر ملامت کرتا ہے تو ایمانی کیفیت بڑھتی ہے اور انسان نیکی پر کاربند ہوتا ہے۔ پھر نفس کا حملہ ہوتا ہے اور انسان ایمانی کیفیت کی کمی سے دوچار ہو کر دنیاداری اور گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر

ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے، کلیسا میرے آگے

البتہ جو لوگ اِس کشمکش میں قلبی ایمان سے دور ہوتے ہوئے باطنی کفر کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں وہ بدنصیب منافق بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا اور وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۱۳۹

کافروں سے دوستی کرنے والے منافق ہیں

اِلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	منافقین وہ ہیں جو بناتے ہیں کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ	کیا وہ تلاش کرتے ہیں اُن کے پاس عزت؟
فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾	تو بے شک عزت تو اللہ کے لیے ہے سب کی سب۔

اِس آیت میں خبر دار کیا گیا کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنانا منافقت کی واضح علامت ہے۔ منافقین کافروں سے دوستی اِس لیے کرتے ہیں تا کہ اِن ظاہری شان و شوکت رکھنے والوں سے تعلقات قائم کر کے عزت حاصل کریں۔ نتیجہ اِس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ منافقین مسلمانوں کی نظروں سے بھی گر جاتے ہیں اور کافروں کی نظروں میں بھی ذلیل ہی رہتے ہیں۔ کافر جانتے ہیں کہ جو اپنوں کا وفادار نہ ہو وہ ہمارا کیا وفادار ہو گا۔ جو شخص ہر حال میں ایک ہی گروہ سے منسلک رہے وہ دشمن کی نظروں میں بھی قابلِ اعتماد ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عزت دینے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ منافقین اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اُس کے دشمنوں سے دوستی کر رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے عزت پا سکیں گے؟

آیت ۱۴۰

شعائرِ دین کی توہین مت برداشت کرو

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ	اور یقیناً نازل کر چکا ہے اللہ تم پر کتاب میں (یہ حکم)
اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا	کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات (کے بارے میں) کہ انکار کیا جا رہا ہے اُن کا
وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا	اور مذاق اڑایا جا رہا ہے اُن کا
فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ	تو مت بیٹھو اُن (مذاق اڑانے والوں) کے ساتھ
حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۭ	یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ	بے شک تم اُس وقت اُن جیسے ہو جاؤ گے
اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ﴿۱۴۰﴾	بے شک اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک ساتھ۔

اِس آیت میں سورۂ انعام آیت ۶۸ کے حوالے سے فرمایا گیا کہ یہ حکم پہلے دیا جا چکا ہے کہ اگر کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو یا اُن کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اُس مجلس کا احتجاجاً بائیکاٹ کر دیا جائے۔ بقول جگر مراد آبادی

تیرے عشق کی کرامت یہ نہیں تو اور کیا ہے؟
میرے پاس سے نہ گزرا کبھی بے ادب زمانہ

جس مجلس میں کوئی گناہ ہو رہا ہو اُسے روکنے کی کوشش کی جائے۔ اگر روکنا ممکن نہ ہو تو پھر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھ جانا چاہیے۔ جو ایسی مجلس میں بیٹھا رہے گا وہ بھی رفتہ رفتہ اُن مجلس والوں کی طرح ہو جائے گا۔ اگر کسی محفل میں آیاتِ الٰہی کے خلاف کفریہ گفتگو ہو رہی ہو، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا مذاق اڑانے والی گستاخیاں کی جا رہی ہوں اور ایک مسلمان سکون سے یہ سب سنتا رہے تو پھر اُس میں اور گستاخیاں کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ایسا بے حمیت مسلمان درحقیقت منافق ہے اور اللہ تعالیٰ اِن منافقین کو کافروں کے ساتھ جہنم میں ڈال دے گا۔

آیت ۱۴۱

منافقین کی مفاد پرستی

اِلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ	منافقین انتظار میں ہیں تمہارے بارے میں
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ	پس اگر تمہارے حق میں ہو فتح اللہ کی طرف سے

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ	کہتے ہیں کہ کیا ہم نہیں تھے تمہارے ساتھ
وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ	اور اگر ہو کافروں کے لیے کوئی حصہ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ	کہتے ہیں کیا ہم نے گھیر نہ لیا تھا تمہیں
وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ	اور ہم نے بچایا نہیں تھا تمہیں مومنوں سے
فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ	تو اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان روزِ قیامت
وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝۱۴۱ ع	اور ہر گز نہیں دے گا اللہ کافروں کو مومنوں پر کوئی (غلبہ کی) راہ۔

ع ۲۰ ۱۷

اِس آیت میں دورِ نبویؐ کے منافقین کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہو تو مالِ غنیمت میں سے حصہ لینے کی غرض سے کہتے تھے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھی ہیں لہٰذا ہمیں بھی حصہ ملنا چاہیے۔ اگر کافروں کو فتح ہو تو اُن سے کہتے تھے کہ یہ تمہارے ساتھ ہماری ہمدردیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ تمہیں فتح حاصل ہوئی ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کا پھرپور ساتھ دیتے تو فتح پانا تو درکنار مسلمان تمہیں تباہ کر دیتے۔ لہٰذا فتح کے ثمرات میں ہمیں بھی شریک کرو۔ اِس طرح وہ بیک وقت کافروں اور مومنوں سے بنا کر رکھنا چاہتے تھے تاکہ جہاں سے فائدہ حاصل ہو سکے لے لیا جائے۔ منافقین کا یہ طبقہ آج بھی موجود ہے۔ اُن کا اصول جھوٹ اور مکر و فریب ہوتا ہے اور مقصد صرف مفاد اپنا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ بس ہوا کا رخ دیکھتے رہتے ہیں۔ جدھر سے مفاد حاصل ہونے کی توقع ہو فوراً ادھر لڑھک جاتے ہیں۔ نام کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو فائدے حاصل کیے جا سکتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں۔ کافروں سے فوائد حاصل کرنے کے لیے اُنہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم کوئی متعصب مسلمان نہیں ہیں۔ نام کا تعلق مسلمانوں سے ضرور ہے مگر ہماری دلچسپیاں اور وفاداریاں تمہارے ساتھ ہیں۔ فکر و تہذیب کے لحاظ سے ہر طرح کی موافقت تمہارے ساتھ ہے۔ کفر و اسلام کی کشمکش میں ہمارا وزن جب پڑے گا تمہارے ہی پلڑے میں پڑے گا۔ آیت کے آخر

میں مومنوں کو تسلی دی گئی کہ کافر اور منافق جتنی بھی سازشیں کرلیں آخر کار اللہ تعالیٰ کا دین ہی تمام ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔ ایسی صورت ناممکن ہے کہ کافر مسلمانوں پر غالب آجائیں۔

آیات ۱۴۲ تا ۱۴۳

منافق کسی کے ساتھ مخلص نہیں ہوتا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ	بے شک منافق دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اللہ کو
وَهُوَ خَادِعُهُمْ	اور اللہ (اُن کے) دھوکے کا جواب دینے والا ہے اُنہیں
وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ	اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لیے، کھڑے ہوتے ہیں بڑی کاہلی سے
يُرَآءُوْنَ النَّاسَ	دکھاتے ہیں لوگوں کو
وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۴۲﴾	اور یاد نہیں کرتے اللہ کو مگر بہت کم۔
مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ	گومگو کا شکار ہیں کفر اور ایمان کے درمیان
لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ	نہ مسلمانوں کی طرف ہیں نہ کافروں کی طرف
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾	اور جسے اللہ ہی گمراہ کردے تم اُس کے لئے کوئی راہ نہیں پاؤ گے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ منافقین اپنی باتوں اور بے روح اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُنہیں اِس روش کا عبرتناک بدلہ دے گا۔ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے دل پر جبر کر کے مسجدوں میں نماز

ادا کرنے آتے ہیں۔ نماز میں خشوع و خضوع نام کو نہیں ہوتا۔ دلوں میں مکاریوں اور مفادات کے حصول کے خیالات ہوتے ہیں۔ اُن کی تمام حرکات و سکنات اور کاہلی سے واضح ہو جاتا ہے کہ اُنہیں نہ نماز کی اہمیت کا احساس ہے، نہ اللہ تعالیٰ سے کچھ محبت ہے اور نہ ہی اُس کے ذکر سے کوئی رغبت ہے۔ وہ مسجدوں میں آتے ہیں تو محض حاضری لگوانے کے لیے اور نماز پڑھتے ہیں تو صرف دکھانے کے لیے۔ وہ صرف اپنی ذات اور اپنے مفادات کے ساتھ مخلص ہیں، نہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور نہ کافروں کے دوست۔ دورِ نبوی میں منافقین مجبوراً ہی سہی، پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اُن منافقین سے بھی گئی گزری ہے کیونکہ یہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتی۔

آیت ۱۴۴

مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست مت بناؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	نہ بناؤ کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾	کیا تم چاہتے ہو کہ دے دو اللہ کو اپنے خلاف ایک کھلی دلیل۔

اِس آیت میں تاکیدی حکم دیا گیا کہ مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنایا جائے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف یہ حرکت کی تو گویا اُس نے خود ہی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا مستحق بنا دیا۔ اِس حکم کا تعلق افراد سے بھی ہے اور حکومت سے بھی۔ جس طرح ایک شخص کو کسی غیر مسلم سے دوستی کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے، اِسی طرح کوئی مسلمان حکومت بھی غیر مسلموں سے دوستی کے روابط قائم کرے گی نقصان ہی اٹھائے گی۔ ماضی میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ ذاتی مفادات کی خاطر مسلمان حاکموں یا حکومت کے خواہشمند غداروں نے کافر ریاستوں سے دوستی کی اور مسلمان ریاستوں کو اِس دوستی کا عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑا۔ یہ دنیا کی سزا تھی۔ ایسے مفاد پرستوں کے لیے آخرت میں بھی شدید عذاب کی وعید ہے۔

آیات ۱۴۵ تا ۱۴۷

منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ	بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے
وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ﴿۱۴۵﴾	تم ہر گز نہ پاؤ گے اُن کے لیے کوئی مددگار۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا	سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی
وَ اَصْلَحُوْا	اور اپنی اصلاح کی
وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ	اور چمٹ گئے اللہ کے ساتھ
وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ	اور خالص کر لیا اپنے دین کو اللہ کے لیے
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں
وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾	اور عنقریب دے گا اللہ مومنوں کو شاندار بدلہ۔
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ	کیا کرے گا اللہ تمہیں عذاب دے کر
اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ	اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ
وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾	اور اللہ بڑا قدر دان، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں خبر دار کیا گیا کہ منافقین کا انجام کفار سے بھی بدتر ہو گا اور وہ جہنم کے نچلے ترین گڑھے میں ہوں گے۔ بہتر ہے کہ توبہ کر لیں، اپنی روش کی اصلاح کر لیں، اللہ تعالیٰ سے چمٹ جائیں اور اپنا دین خالص کر لیں اُس کے لیے۔ اللہ تعالیٰ سے چمٹنے

سے مراد ہے اُس کی رسی قرآن سے چمٹنا یعنی قرآن کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا۔ اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی وفاداریاں اُس کے سوا کسی اور سے وابستہ نہ ہوں۔ اپنی ساری دلچسپیوں اور محبتوں اور عقیدتوں کو وہ اُس کی جناب میں نذر کر دے۔ کسی چیز کے ساتھ بھی دل کا ایسا لگاؤ باقی نہ رہے کہ اُس کی رضا کے لیے اُسے قربان نہ کیا جا سکتا ہو۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ ذرا غور تو کرو! اللہ تعالیٰ کو تمہیں عذاب دے کر کیا ملے گا؟ بہتر ہے کہ تم اُس پر خلوصِ دل سے ایمان لے آؤ اور اُس کا شکر ادا کرو۔ تم اُسے بہترین قدر دان پاؤ گے۔

آیات ۱۴۸ تا ۱۴۹

برے کاموں کی تشہیر نہ کرو

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ	پسند نہیں کرتا اللہ ظاہر کرنا کسی بری بات کا
اِلَّا مَنْ ظُلِمَ	سوائے اُس کے جس پر ظلم کیا گیا
وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾	اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا	اگر تم ظاہر کرو کوئی نیکی
اَوْ تُخْفُوْهُ	یا چھپاؤ اُسے
اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ	یا درگزر کرو کسی برائی سے
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾	تو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کی تشہیر اور چرچے پسند نہیں فرماتا۔ اِس سے ذہن پراگندہ اور برائی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ البتہ مظلوم ظلم کی شکایت کر سکتا ہے اور ظالم کی یہ غیبت ممنوع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی آہوں کو سننے اور ظالم کے ظلم و ستم کو جاننے والا ہے۔ عنقریب مظلوم کی فریاد رسی ہو گی اور ظالم کو اپنے ظلم کی سزا مل کر رہے گی۔ البتہ اگر کوئی برائی پر درگزر کر کے نیکی کرے یا اخلاص کے ساتھ کوئی اور بھلائی کرے، پھر چاہے اُسے علانیہ کرے یا پوشیدہ رکھے' دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل یہی ہے کہ خفیہ ہو یا اعلانیہ ہر حال میں بھلائی کی جائے اور برائیوں سے درگزر کیا جائے۔ انسان کو اپنے اخلاق میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے قریب تر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ بڑے سے بڑے مجرموں کو بھی رزق دیتا ہے اور قدرت رکھنے کے باوجود بڑے سے بڑے قصوروں پر بھی درگزر فرما دیتا ہے۔

آیات ۱۵۰ تا ۱۵۲

ایمان بالرسالت کے حوالے سے فتنوں کا رد

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ	بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولوںؑ کا
وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ	اور چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ اور اُس کے رسولوںؑ کے درمیان
وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ	اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائیں گے اور کسی کا انکار کریں گے
وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿۱۵۰﴾ۙ	اور چاہتے ہیں کہ اختیار کریں اِس کے درمیان کی راہ۔
اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ	یہی لوگ کافر ہیں پکے

وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾	اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب۔
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ	اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولوںؑ پر
وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ	اور فرق نہیں کیا کسی ایک کے درمیان بھی اُن میں سے
اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ	یہ وہ لوگ ہیں جلد اللہ دے گا جنہیں اُن کے اجر
ع ۱۱ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کے حوالے سے کئی فتنوں کا رد کیا گیا ہے

i. ہر دور میں دہریت کا تصور رکھنے والے ایسے گمراہ لوگ موجود رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک معاذ اللہ جب اللہ تعالیٰ ہے ہی نہیں تو اُس کی طرف سے رسولوں کے بھیجے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ اور رسول دونوں کا کفر کرتے ہیں۔

ii. اہلِ کتاب کا دعویٰ تھا کہ وہ سوائے ایک یا دو رسولوں کے سب رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا اُنہیں بھی مومن تسلیم کیا جائے۔

iii. منافقین اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے درمیان اِس طرح تفریق کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن کی طرف آنے کو تیار تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اُن پر گراں تھی۔ یہ مضمون اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۶۱ میں بیان ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۸۰ کے مطابق جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ موجودہ دور میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے درمیان ایسی ہی تفریق منکرینِ سنت کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو مطلق اور قیامت تک آنے والے تمام ادوار کے لیے مستقل ماننے کو تیار نہیں۔

iv. ایمان بالرسالت کے انکار کی ایک صورت ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے زمانے میں دینِ الٰہی کی صورت میں سامنے آئی۔ طے کیا گیا کہ تمام مذاہب کے لوگ دینِ الٰہی میں شامل ہو جائیں اور یہ درحقیقت رسالتِ محمدی ﷺ کی نفی تھی۔

v. متحدہ وطنی قومیت کے فلسفہ میں بھی یہی گمراہی تھی کہ ہندوستان میں بسنے والے سب ایک ہی قوم ہیں خواہ وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھتے ہوں یا نہیں۔ اقبال نے اِس گمراہی کی نفی اِس طرح کی ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

vi. موجودہ دور میں وحدتِ ادیان یا بین المذاہب کانفرنسوں کے ذریعہ یہ گمراہی پھیلائی جارہی ہے کہ تمام مذاہب برحق ہیں اور سب کا یکساں تقدس ہے۔ یہ مسلمانوں کا تشخص ختم کرنے کی سازش ہے۔ صرف اور صرف دینِ اسلام برحق ہے کیونکہ اِس کے ماننے والے تمام رسولوں ؑ کو مانتے ہیں۔ کسی ایک رسول کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔

اِن تمام فتنوں میں مبتلا لوگوں کے بارے میں فیصلہ سنایا گیا کہ یہ لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ حقیقی مومن صرف وہ لوگ ہیں جو تمام رسولوں ؑ کو مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے شاندار بدلہ تیار کر رکھا ہے۔

آیت ۱۵۳

یہود کے بے جا مطالبات

یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! مطالبہ کرتے ہیں آپؐ سے اہلِ کتاب

اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ	کہ آپؐ اتاریں اُن پر ایک کتاب آسمان سے
فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ	پس وہ تو مطالبہ کر چکے ہیں موسیٰؑ سے زیادہ بڑی بات کا اِس سے
فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً	تواُنھوں نے کہا تھا کہ دکھاؤ ہمیں اللہ کو بالکل سامنے
فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ	سو پکڑ لیا تھا اُنہیں بجلی کی کڑک نے اُن کے ظلم کی وجہ سے
ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ	پھر اُنھوں نے بنالیا تھا بچھڑے کو معبود اِس کے بعد کہ آچکی تھیں اُن کے پاس واضح نشانیاں
فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ	تو ہم نے در گزر کیا اِس سے
وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾	اور ہم نے عطا کیا تھا موسیٰؑ کو واضح غلبہ۔

یہود نے نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ پر لکھی ہوئی کتاب آسمان سے نازل ہوئی تھی، اِسی طرح کی ایک کتاب آپ ﷺ بھی آسمان سے لائیں، تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اُن کا یہ مطالبہ اِس لیے نہیں تھا کہ وہ دل سے ایمان لانا چاہتے تھے بلکہ وہ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی عذر کرتے ہی رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ ﷺ کو تسلی دی کہ در حقیقت یہ قوم ہے ہی ایسی کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوںؑ کو ستاتی ہی رہی ہے۔ اِن کے آباء و اجداد نے حضرت موسیٰؑ سے اِس سے بھی زیادہ بڑی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اللہ کو بالکل ظاہر کر کے کھلم کھلا دکھلایا جائے۔ ان کی اِس گستاخی پر آسمان سے بجلی آئی اور اُن کو ہلاک کر دیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ کی رسالت کے ظہور سے لے کر فرعون کے غرق ہونے تک اور صحراء سیناء میں کئی کھلی کھلی نشانیاں اُن کے مشاہدے میں آچکی تھیں لیکن اُنھوں نے محسنِ حقیقی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے بجائے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول کرتے ہوئے اِس جرمِ عظیم پر اُنہیں معاف کیا تھا اور حضرت موسیٰؑ کی عزت افزائی فرمائی تھی۔

آیات ۱۵۴ تا ۱۵۶

یہود پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کیوں کی؟

وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ	اور ہم نے بلند کیا تھا اُن پر طور پہاڑ کو اُن سے عہد لینے کے لیے
وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	اور ہم نے کہا تھا اُن سے کہ داخل ہو نا دروازے میں جھکتے ہوئے
وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ	اور ہم نے کہا تھا اُن سے کہ زیادتی نہ کرنا ہفتہ کے قانون میں
وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾	اور ہم نے لیا تھا اُن سے پختہ عہد۔
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ	تو (ہم نے اُن پر لعنت کی) بوجہ اُن کے توڑنے کے اپنا عہد
وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اور جو اُن کا انکار کرنا تھا اللہ کی آیات کا
وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ	اور جو اُن کا قتل کرنا تھا انبیاءؑ کو ناحق
وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ	اور جو اُن کی یہ بات تھی کہ ہمارے دل لپٹے ہوئے ہیں
بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ	بلکہ مہر کر دی ہے اللہ نے اُن پر اُن کے کفر کی وجہ سے
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾	سو وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔
وَّ بِكُفْرِهِمْ	اور (ہم نے اُن پر لعنت کی) بوجہ اُن کے کفر کرنے کے
وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾	اور وہ جو اُن کی بات تھی مریم پر بہت بڑے بہتان کی۔

یہ آیات یہود کے وہ جرائم بیان کر رہی ہیں جن کی وجہ سے اُن پر لعنت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے عہد لیا کہ وہ کسی بھی شہر میں فتح کے بعد اُس میں عاجزی کے ساتھ داخل ہوں گے لیکن وہ شہر اریحا کی فتح کے وقت اکڑتے ہوئے اور گندم گندم پکارتے ہوئے داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پابند کیا تھا کہ وہ ہفتہ کے دن کو اُس کی عبادت کے لیے خالص کر لیں گے لیکن اُنہوں نے اِس دن مکر و فریب سے مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کر دیا۔ گویا اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیے اور پھر اُن کو توڑ دیا اور اِس طرح اُس کی کئی آیات کا عملی طور پر کفر کیا۔ سب سے بڑھ کر ظلم یہ کیا کہ انبیاء کرامؑ کی اطاعت کے بجائے اُنہیں ناحق شہید کرتے رہے۔ جب بھی اُنہیں اصلاح کے لیے وعظ و نصیحت کی جاتی تو کورا جواب دیتے کہ ہمارے دل بند ہیں اور اُن پر تمہاری باتوں کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ اصل حقیقت یہ تھی کہ اُن کی نافرمانیوں اور عہد شکنیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر بد بختی طاری کر دی تھی اور کوئی بھی ہدایت کی بات اُن پر بے اثر ثابت ہوتی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کا معاملہ اُن کے لیے ذرہ برابر بھی مشتبہ نہ تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے پیدائش کے پہلے ہی روز ہی ماں کی گود سے نہایت صاف اور فصیح زبان میں لوگوں کو بتا دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔ لیکن جب تیس برس کی عمر کو پہنچ کر آپؑ نے نبوت کے کام کی ابتداء فرمائی اور یہود کے علماء کو اُن کی بد اعمالیوں پر ملامت کی تو اُنہوں نے وہ بات کہی جو تیس سال تک نہ کہی تھی۔ معاذ اللہ حضرت مریم زانیہ ہیں اور عیسیٰ ابن مریم ولد الزنا۔ یہ خالص بہتان تھا جو اُنہوں نے جان بوجھ کر محض حق کی مخالفت کے لیے گھڑا تھا۔

آیات ۱۵۷ تا ۱۵۹

حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ	اور (ہم نے اُن پر لعنت کی) بوجہ اُن کی اِس بات کے کہ بے شک ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ ابن مریم یعنی اللہ کے رسول کو

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ	اور اُنہوں نے قتل نہیں کیا عیسیٰؑ کو اور نہ صلیب دی اُنہیں
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ	اور لیکن شبہ والی صورت پیدا کر لی گئی اُن کے لیے
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ	اور بے شک جو لوگ اختلاف کرتے ہیں اِس میں
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ	یقیناً شک میں ہیں اِس کے بارے میں
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ	نہیں ہے اُن کے پاس اِس کے لیے کوئی علم
اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ	سوائے پیروی کرنے کے گمان کی
وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾	اور اُنہوں نے قتل نہیں کیا عیسیٰؑ کو یقیناً۔
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ	بلکہ اٹھا لیا اُنہیں اللہ نے اپنی طرف
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	اور نہیں ہو گا کوئی بھی اہلِ کتاب میں سے
اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ	مگر ضرور ایمان لائے گا اُن پر اُن کی موت سے پہلے
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾	اور قیامت کے دن وہ ہوں گے اُن پر گواہ۔

اِن آیات میں اِس بات کا ذکر ہے کہ یہود نے بڑے تکبر سے دعویٰ کیا کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نہ صلیب پر لٹکائے گئے اور نہ ہی قتل کئے گئے بلکہ مصلوب ہونے والا کوئی اور تھا جس کی صورت حضرت عیسیٰؑ کی صورت سے بدل دی گئی۔ اب جو لوگ اُنہیں قتل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ شبہات کا شکار ہیں۔ حضرت

عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ "لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ" ..."میں اور میرے رسول لازماً غالب آئیں گے"(المجادلہ:۲۱)۔ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ وہ قربِ قیامت زمین پر دوبارہ آئیں گے۔ تمام اہلِ کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے۔ ایمان کو ظاہر کرنے والے سرخرو ہوں گے اور ایمان کو چھپانے والے برباد ہوں گے۔ حضرت عیسیٰؑ روزِ قیامت اُن سب کے طرزِ عمل پر گواہ ہوں گے۔

آیات ۱۶۰ تا ۱۶۱

یہود پر پاکیزہ نعمتیں کیوں حرام کی گئیں؟

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا	تو بوجہ ظلم کے اُن کی طرف سے جو یہودی ہوئے
حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ	ہم نے حرام کر دیں اُن پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں اُن کے لیے
وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَثِیْرًا ﴿۱۶۰﴾	اور بوجہ اُن کے روکنے کے اللہ کی راہ سے بہت زیادہ۔
وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا	اور بوجہ اُن کے لینے کے سود
وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ	اور یقیناً اُنہیں منع کیا گیا تھا اِس سے
وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ	اور بوجہ اُن کے کھانے کے لوگوں کا مال ناحق
وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶۱﴾	اور ہم نے تیار کیا ہے اُن میں سے کافروں کے لیے درد ناک عذاب۔

یہ آیات یہود کے وہ جرائم بیان کر رہی ہیں جن کی پاداش میں اُن پر پاکیزہ نعمتوں کو حرام قرار دے دیا گیا۔ وہ ظلم، ناانصافی اور دوسروں کی حق تلفی کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں کہ خود ظلم کریں بلکہ دوسروں کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے۔

آج بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے جو تحریک بھی اٹھتی ہے، اکثر اُس کے پیچھے یہودی دماغ اور یہودی سرمایہ ہی کام کرتا نظر آتا ہے۔ اُن کی کتابوں میں سود خوری کی واضح ممانعت تھی لیکن اِس کے باوجود وہ نہ صرف سود لیتے تھے بلکہ لوگوں کو سود کے شکنجہ میں پھنسانے کے نت نئے منصوبے تخلیق کرنا اُن کی ایک مستقل روش رہی ہے۔ سود خوری کے علاوہ حرام خوری کے دوسرے طریقے اختیار کرنے میں بھی وہ کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔

آیت ۱۶۲

یہود کے نیک لوگوں کے لیے بشارت

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ	لیکن جو پختہ ہیں علم میں اُن میں سے
وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	اور وہ مومن جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو نازل کیا گیا آپؐ کی طرف
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ	اور جو نازل کیا گیا آپؐ سے پہلے
وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ	اور قائم کرنے والے ہیں نماز
وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور دینے والے ہیں زکوٰۃ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	اور جو ایمان لانے والے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر
اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع ۲۲ ۱۰ ۲	یہ لوگ ہیں عنقریب ہم دیں گے اُنہیں شاندار بدلہ۔

اِس آیت میں فرمایا کہ یہود میں ایسے لوگ بھی ہیں جو علمِ حقیقت کی گہرائیوں تک رسائی رکھتے ہیں۔ یہ اِس علم کی صداقت کا فیض ہے کہ وہ ایمان رکھتے ہیں قرآنِ کریم پر اور سابقہ آسمانی کتابوں پر بھی۔ نماز قائم کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے

والے ہیں۔ ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور روزِ جزا و سزا پر۔ اُن کے لیے بشارت ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں شاندار بدلے سے نوازے گا۔

آیات ۱۶۳ تا ۱۶۴

انبیاءؑ کے پیارے ناموں کا گلدستہ

اِنَّاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ	بے شک اے نبیؐ! ہم نے وحی کی آپؐ کی طرف
كَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ	جیسے ہم نے وحی کی نوحؑ اور اُن کے بعد انبیاءؑ کی طرف
وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ	اور ہم نے وحی کی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اِسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کی اولاد کی طرف
وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ هٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ	اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف
وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۱۶۳﴾	اور ہم نے عطا کی داؤدؑ کو زبور۔
وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَیۡكَ مِنۡ قَبۡلُ	اور ایسے بھی رسولؑ ہیں یقیناً ہم نے ذکر کیا ہے جن کا آپؐ سے اِس سے پہلے
وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَیۡكَ ؕ	اور وہ رسولؑ بھی ہیں ہم نے نہیں کیا جن کا ذکر آپؐ سے
وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰی تَكۡلِیۡمًا ﴿۱۶۴﴾	اور گفتگو کی اللہ نے موسیٰؑ سے جیسے گفتگو کی جاتی ہے۔

اِن دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے ۱۳ انبیاء کرامؑ کے پیارے ناموں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اِن انبیاءؑ میں نبی اکرم ﷺ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یونسؑ، حضرت ہارونؑ،

حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حضرت داؤدؑ کو زبور اور حضرت موسیٰؑ کو شرفِ ہمکلامی عطا کرنے کا تذکرہ فرمایا۔ یہ حقیقت بھی بتائی گئی کہ رسولؑ تو اور بھی ہیں لیکن اُن میں سے صرف چند کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں کیا گیا ہے۔ انبیاء کرامؑ کے اِس تذکرہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ دنیا میں پہلی مرتبہ ایک نئی دعوت پیش کر رہے ہیں۔ دراصل اُن کو بھی اُسی سرچشمۂ علم سے ہدایت ملی ہے جس سے تمام پچھلے انبیاءؑ کو ہدایت ملتی رہی ہے۔ آپ ﷺ بھی اُسی صداقت و حقیقت کو پیش کر رہے ہیں جسے دنیا کے مختلف گوشوں میں پیدا ہونے والے پیغمبر ہمیشہ سے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔

آیت ۱۶۵

رسالت کا مقصد ... انسانوں پر اتمامِ حجت

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ	تمام رسولؑ بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے تھے
لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ	تاکہ نہ رہے لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے کوئی حجت
بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ	رسولوںؑ کے آنے کے بعد
وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۱۶۵﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ ایمان بالرسالت کا مقصد ہے لوگوں پر اتمامِ حجت۔ تمام رسولؑ بشارت دینے ولے اور خبردار کرنے والے تھے۔ اُنہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں' احکامات پر عمل کرنے کا حسین انجام کیا ہے اور احکامات سے پہلو تہی کی سزا کیا ہے۔ اِس سب کا مقصد یہ تھا کہ روزِ قیامت لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے عملی کا جواز نہ رہے۔ انبیاءؑ اور رسلؑ دنیا میں کثرت سے آئے اور اپنے بعد نازل شدہ کتابیں چھوڑ گئے۔ عالم انسانی پر کوئی ایسا دور نہیں آیا جبکہ

کوئی نبی یا کوئی آسمانی کتاب یا اہلِ حق کا کوئی گروہ دنیا میں موجود نہ رہا ہو جو انسان کی سیدھی راہ کی طرف رہنمائی نہ کر رہا ہو۔ آخری رسول ﷺ نصیحت فرما گئے کہ جن لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچ چکا ہے، اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس پیغام کو اُن لوگوں تک پہنچا دیں، جن تک یہ پیغام نہیں پہنچا۔ اب اگر انسان غافل بنا رہے یا اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا انکار کر دے تو اِس کا الزام اللہ تعالیٰ یا اُس کے پیغمبروں پر نہیں بلکہ یا تو خود اُس شخص پر عائد ہوتا ہے کہ اُس تک پیغام پہنچا اور اُس نے قبول نہیں کیا، یا اُن لوگوں پر عائد ہوتا ہے جن کو راہِ راست معلوم تھی اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہی میں مبتلا دیکھا لیکن اُن کی اصلاح کی کوشش نہ کی۔

آیات ۱۶۶ تا ۱۶۹

قرآن کی حقانیت کا بیان جلالی اسلوب میں

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ	لیکن اللہ گواہی دیتا ہے
بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ	کہ جو اُس نے نازل کیا ہے اے نبیؐ! آپؐ کی طرف
اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ	اُس نے نازل کیا ہے وہ اپنے علم کی بنیاد پر
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ	اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾	اور کافی ہے اللہ کا گواہ ہونا۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بے شک جنہوں نے کفر کیا
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾	یقیناً وہ جا پڑے بہت دور کی گمراہی میں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا	بے شک جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا
لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ	نہیں ہے اللہ کہ بخش دے ایسے لوگوں کو
وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾	اور نہ ہی وہ ہدایت دے گا اُنہیں راستے کی۔
اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ	سوائے جہنم کے راستے کے
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	وہ رہنے والے ہیں اُس میں ہمیشہ ہمیش
وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

اِن آیات میں بڑے جلالی اسلوب میں قرآنِ حکیم کے برحق کتاب ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود اِس بات پر گواہ ہے کہ اُس نے قرآنِ حکیم کو اپنے علمِ کامل کے مظہر کے طور پر نازل کیا ہے۔ فرشتے بھی اِس کی گواہی دیتے ہیں لیکن اکیلے اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی کافی ہے۔ اب جو لوگ اِس کتابِ حق کا کفر کر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا نہ ہی سیدھی راہ کی ہدایت دے گا۔ ہاں جہنم کی راہ ضرور دکھائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

آیت ۱۷۰

تمام لوگوں کو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ	اے لوگو! آ چکے ہیں تمہارے پاس رسولؐ حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے
فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ	پس ایمان لے آؤ یہی بہتر ہے تمہارے لیے

وَ اِنْ تَكْفُرُوْا	اور اگر تم کفر کرو گے
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں پوری نوعِ انسانی کو آگاہ کیا گیا کہ رسولِ برحق حضرت محمد ﷺ قرآنِ مبین کے ساتھ تمہارے پاس آچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر اتمام حجت ہو چکی ہے۔ روزِ قیامت تمہارے پاس پیش کرنے کے لیے کوئی عذر نہ ہو گا۔ تمہاری خیر اِسی میں ہے کہ ایمان لا کر اور رسولِ برحق ﷺ کی اطاعت کر کے اخروی زندگی سنوار لو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو جان لو کہ آسمانوں اور زمین کا اقتدار اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ تم ہر وقت اُس کی پکڑ میں ہو۔ اُس کی نافرمانی تمہیں سخت سزا سے دوچار کر سکتی ہے۔

آیت ۱۷۱

عیسائیوں کو اعتدال پر رہنے کی دعوت

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ	اے اہلِ کتاب! حد سے نہ گزرو اپنے دین میں
وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ	اور نہ کہو اللہ کے متعلق مگر سچی بات
اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	بے شک مسیح عیسیٰؑ ابن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں
وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ	اور اُس کا وہ کلمہ ہیں جو اُس نے ڈال دیا تھا مریمؑ کی طرف
وَ رُوْحٌ مِّنْهُ	اور وہ ایک روح ہیں اللہ کی طرف سے

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۫	تو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولوںؑ پر
وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ	اور نہ کہو کہ تین معبود ہیں
اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ	باز آ جاؤ اِسی میں بہتری ہے تمہاری
اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ	بے شک اللہ ہی معبودِ واحد ہے
سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ	وہ پاک ہے اِس سے کہ ہو اُس کا کوئی بیٹا
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع ۲۳ ۹ ۳	اور کافی ہے اللہ کا کارساز ہونا۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی محبت میں غلو کیا یعنی وہ اُن کی محبت میں حد سے گزر گئے اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ کو بھی معبود قرار دے کر تین معبود یعنی تثلیث کا عقیدہ گھڑ لیا۔ اِس آیت میں فرمایا کہ حد سے آگے نہ بڑھو۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اُس کے کلمہ ٔکن کا ظہور ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی طرف بھیجا تھا۔ اِس کلمہ ٔکن نے وہ کردار ادا کیا جو بچہ کی پیدائش میں والد کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معبودِ واحد ہے اور اُس کی کوئی اولاد نہیں۔ عیسائیوں کی خیر اِسی میں ہے کہ گمراہ کن تصورات سے باز آ جائیں اور توحیدِ خالص اختیار کر لیں۔ آج بد قسمتی سے غلو کی یہ گمراہی کچھ مشرکانہ تصورات اور بدعات کی صورت میں ہمارے ہاں بھی آ چکی ہے' جس کا نقشہ مولانا الطاف حسین حالی نے یوں کھینچا ہے۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۳

مرتبہ کی بلندی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے میں ہے

لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ	ہر گز عار نہیں رکھتے تھے مسیحؑ کہ وہ ہوں بندے اللہ کے
وَ لَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ	اور نہ ہی مقرب فرشتے
وَ مَنْ یَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یَسْتَكْبِرْ	اور جو عار رکھے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے
فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا ﴿۱۷۲﴾	تو عنقریب جمع کرے گا اللہ اُنہیں اپنی طرف سب کے سب کو۔
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	پھر جو لوگ ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ	تو اللہ پورے دے گا اُنہیں اُن کے اجر
وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ	اور زیادہ دے گا اُنہیں اپنے فضل میں سے
وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا	اور وہ لوگ جنہوں نے عار کیا (اللہ کی بندگی سے) اور تکبر کیا
فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا	تو اللہ عذاب دے گا اُنہیں دردناک عذاب
وَّ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷۳﴾	اور وہ نہیں پائیں گے اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ ہی کوئی مددگار۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین، اُس کے سامنے جھکنے اور اُس کی بندگی کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا اعلیٰ درجہ کی سعادت اور عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے میں ذلت ورسوائی ہی ہے۔ حضرت عیسیٰ ؑ کو عیسائیوں نے اور فرشتوں کو مشرکینِ مکہ نے معبود قرار دیا حالانکہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے ہی کو اپنے لیے سعادت کا مقام سمجھتے ہیں۔ جو لوگ یہ سعادت حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں نہ صرف اُن کے اعمال کا بدلہ دے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید انعامات سے نوازے گا۔ اِس کے برعکس جس نے تکبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا، وہ دردناک عذاب سے دوچار ہو گا اور اپنے لیے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۵

قرآنِ کریم حصولِ رحمت کا ذریعہ ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اے لوگو! آچکی ہے تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے
وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ﴿۱۷۴﴾	اور ہم نے نازل کر دیا ہے تمہاری طرف واضح نور۔
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ	پس وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر
وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ	اور چمٹ گئے اُس کے ساتھ
فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ	تو عنقریب وہ داخل کرے گا اُنہیں اپنی طرف سے رحمت اور فضل میں
وَّ یَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۱۷۵﴾	اور ہدایت دے گا اُنہیں اپنی طرف سیدھی راہ کی۔

اِن آیات میں پوری نوعِ انسانی کو دعوت دی گئی ہے کہ تمہارے پاس قرآنِ حکیم کی صورت میں حق کی دلیل اور ہدایت کی واضح روشنی آچکی ہے۔ اب جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اُس کے ساتھ یعنی اُس کی رسی قرآنِ حکیم سے چمٹ جائیں تو وہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا، اپنے فضل سے مالامال کر دے گا اور اپنی طرف سیدھے راہ کی ہدایت دے گا۔ قرآنِ حکیم سے چمٹنے سے مراد ہے نہ صرف زبانی طور پر بلکہ دل سے یقین رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' اِس کی باقاعدہ تلاوت کرنا' اِسے سمجھنا، اِس کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا، اِس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا اور اِس کی تعلیمات کو عام کرنا۔

آیت ۱۷۶

کلالہ کی وراثت

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے
قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ	فرمایئے اللہ حکم دیتا ہے تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں
اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ	اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے
لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ	نہیں ہے اُس کی کوئی اولاد
وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ	اور ہے اُس کی ایک بہن
فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ	تو بہن کے لیے نصف ہے اُس کا جو اُس آدمی نے چھوڑا
وَ هُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ	اور وہ وارث ہو گا اپنی بہن (کے کل ترکہ) کا اگر نہ ہو اُس بہن کی کوئی اولاد
فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ	پھر اگر ہوں کلالہ کی دو بہنیں

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ	تو اُن دونوں کا ہے دو تہائی اُس میں سے جو اُس نے چھوڑا
وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً	اور اگر وہ ہوں کئی بہن بھائی یعنی مرد اور عورتیں
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ	تو مرد کے لیے ہے دو عورتوں کے حصہ کے برابر
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا	واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے (احکام) کہ کہیں تم گمراہ نہ ہو جاؤ
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۴/۵/۴	اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

کلالہ ایسے مرد یا عورت کو کہتے ہیں کہ جس کے نہ والدین ہوں اور نہ ہی اولاد۔ کلالہ کی وراثت اُس کے بہن بھائیوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ ماں شریک بہن بھائیوں کی وراثت کی وضاحت اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۱۲ میں کی گئی ہے۔ حقیقی بہن بھائیوں یا باپ شریک بہن بھائیوں کی وراثت کی تفصیل اِس آیت میں بیان کی جا رہی ہے۔ اِن بہن بھائیوں کا کلالہ کی وراثت میں حصہ اِس طرح ہوتا ہے جیسے اولاد کا حصہ اپنے والدین کی وراثت میں۔ تفصیلات کے لیے کتب فقہ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔